مشکوۃ الانوار

تالیف

شیخ الاسلام مروج الاحکام

حضرت علامہ محمد اسماعیل طبرسی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

حجۃ الاسلام علامہ سید منیر حسین رضوی

مدرس جامعۃ المصطفیٰ

تصحیح و نظر ثانی:

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ ریاض حسین جعفری

فاضل قم

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

سبیل سکینہ

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-C9

مشکوٰۃ الانوار

تالیف

شیخ الاسلام مروج الاحکام

حضرت علامہ محمد اسماعیل طبرسی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

حجۃ الاسلام علامہ سید منیر حسین رضوی

مدرس جامعۃ المصطفیٰ

تصحیح و نظرثانی:

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ ریاض حسین جعفری

فاضلِ قُم

ناشر ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

جناح ٹاؤن ۰ ٹھوکر نیاز بیگ ۰ لاہور

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب	:	مشکوٰۃ الانوار
تالیف	:	علامہ محمد اسماعیل طبرسی
ترجمہ	:	علامہ سید منیر حسین رضوی
تصحیح	:	علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم
پروف ریڈنگ	:	غلام حیدر - غلام حبیب
اشاعت اوّل	:	جولائی 2007ء
ہدیہ	:	185 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دکان نمبر 20، اُردو بازار - لاہور

فون: 7225252-042، 4575120-0301

فہرست

○ حرفِ ناشر 6

باب اوّل: ایمان اور اسلام مع متعلّقات

○ توحید کے بارے میں 9
○ اخلاص کے بارے میں 15
○ یقین کے بارے میں 17
○ توکّل بر خدا کے بارے میں 26
○ صبر کے بارے میں 34
○ ادائے شکر کے بارے میں 52
○ رضا کے بارے میں 67
○ حُسنِ ظن کے بارے میں 72
○ غور و فکر کرنے کے بارے میں 76
○ ایمان اور اسلام کے بارے میں 78
○ تقیہ کے بارے میں 83
○ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بارے میں 91
○ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں 99
○ امانت کے ادا کرنے کے بارے میں 111
○ ذکرِ خدا کے بارے میں 115

باب دوم: شیعوں کے حالات وعلامات اور ممنوعات

○ شیعوں کی صفات کے بارے میں 126

○ علاماتِ شیعہ کے بارے میں 133

○ شیعوں کے آداب کے بارے میں 140

○ شیعوں کے مقام اور ان کے حقوق کے بارے میں 165

○ شیعانِ علیؑ کے فضائل کے بارے میں 201

○ اللہ کے نزدیک مومن کی عزت واکرام کے بارے میں 217

○ ایک مومن کے دوسرے مومن پر واجب حقوق کے بارے میں 221

○ مومن کو اذیت دینے اور اس کی لغزشوں کو تلاش کرنے کی مذمت 237

○ دین کے بارے میں 239

باب سوم: نیک اعمال، اشرف خصائل اور اُن کے مشابہات

○ توبہ کے بارے میں 244

○ عبادت کے بارے میں 251

○ زہد اور پارسائی کے بارے میں 254

○ خوف واُمید کے بارے میں 263

○ محبّت اور شوق کے بارے میں 273

○ امیری اور غریبی کے بارے میں 284

○ قناعت کے بارے میں 295

○ علم، عالم، تدریس تعلیم اور استعمالِ علم کے بارے میں 301

○ جو لکھ سکتا ہو اسے لکھنے پر آمادہ کرنے کے بارے میں 323

- اچھی بات اور اچھے کردار کے بارے میں 329
- چند پسندیدہ خصائل کے بارے میں 337
- احکام کو یاد کرنے اور تفہیم و تذکیرِ قرآن کے بارے میں 347
- حرام وغیرہ سے اجتناب کے بارے میں 354
- والدین کے حقوق اور اُن سے حسنِ سلوک کے بارے میں 364
- صلہ رحم کے بارے میں 380
- یتیموں کے بارے میں 386
- بزرگوں کے احترام کے بارے میں 389
- نوجوانوں کے بارے میں 396
- سچّائی' لوگوں کے عیوب کے تلاش نہ کرنے اور غیبت کے بارے میں 399
- زبان کی حفاظت کے بارے میں 408
- لوگوں کے مابین صلح کے بارے میں 412
- خوش طبعی اور خاطر تواضع کے بارے میں 414
- مہربانی اور خوش خلقی کے بارے میں 419
- اچھے کردار کے بارے میں 422
- مال خرچ کرنے کے بارے میں 428
- لوگوں سے نااُمیدی اور بے نیازی کے بارے میں 430

○○○

حرفِ ناشر

حمد و ثنا ہے اس ربِ جلیل کے لیے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے وسیع و عریض کائنات کو خلق فرمایا اور اس میں بنی نوعِ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور درود و سلام ہے محمدؐ و آلِ محمدؑ کی ازواتِ مقدسہ و طاہرہ کے لیے جو تخلیق کائنات نیز انسان کے اشرف المخلوقات بننے کا باعث بنیں اور ہم کو اپنے چاہنے والوں کے طور پر قبول فرمایا۔ اخبار و روایاتِ اہلِ بیتؑ سے ظاہر و عیاں ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؑ کی مودت و محبت تحقیق سے زیادہ توفیق کی مرہونِ منت ہے۔ یہ توفیق وہ جسے چاہتے ہیں ارزانی فرماتے ہیں اور خدائے متعال اس کی تائید و توثیق فرماتا ہے۔

اللہ جل شانہٗ کے ان برگزیدہ بندوں اور معصومینؑ کی پیروی کرنے والوں میں ایک شخصیت مشہورِ زمانہ علامہ طبرسی علیہ الرحمہ کی تھی جنھوں نے علومِ محمدؐ و آلِ محمدؑ کے چراغ روشن کیے اور خود کو تبلیغ و ترویجِ حق کے لیے وقف کر دیا۔ علامہ طبرسی ہی کے علمی خانوادہ کے ایک چشم و چراغ علامہ محمد اسماعیل طبرسیؒ ہوئے ہیں جو اپنے عہد کے معتبر عالمِ دین اور فقیہ و محدث تھے۔ آپ کی کتاب مستطاب مشکوٰۃ الانوار (فی اخبارِ ازواتِ اطہارؑ) نہایت باکمال اور لازوال تالیف ہے جو مختلف ابواب و فصول میں منقسم ہے۔ میرے خیال سے یہ کتاب شیعیت کے ایک چارٹر کی حیثیت رکھتی ہے جو بنیادی عقائد اور اعمال کو پوری طرح محیط ہے مراد یہ کہ اس میں درج روایات و اخبار شیعیانِ حیدرِ کرّار کے لیے بہترین رہنمائی کا سامان لیے ہوئے ہیں اور ان سے استفادہ کر کے ایک مومن خود کو حقیقی مومن بنا سکتا ہے۔ خصوصاً وہ روایات و اخبار چونکا دینے والی ہیں

جن میں شیعیانِ علیؑ کے اوصاف بیان ہوئے ہیں اور جو ہر شیعہ کے لیے آئینہ بردار ہیں۔

اصل متن چونکہ عربی میں ہے لہٰذا اس کا ترجمہ کافی مشکل کام تھا۔ صد شکر کہ مولانا منیر حسین رضوی صاحب قبلہ نے اس کارِ خیر کا بیڑا اٹھایا اور اپنی عربی دانی نیز عزم و استقامت سے اسے ممکن کر دکھایا۔ قبلہ موصوف نے اس ترجمہ میں خوب محنت کی ہے اور پھول کو خوشبو سمیت پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی ہم نے اُردو زبان و ادب کے کہنہ مشق استاذ ادیب و شاعر اور نقاد پروفیسر مظہر عباس چودھری صاحب کی خدمات سے بھی استفادہ کیا ہے اور کتاب ہٰذا کے اسلوب اور زبان و بیان کو مزید بہتر بنایا ہے۔ یوں عشقِ خداوندی، حُبِّ رسولؐ اور مودّت فی القربیٰ کی یہ دو آتشہ شراب قارئین کو پوری طرح مخمور و مسرور کرے گی۔

دینِ اسلام کی حقیقت و معرفت، محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت و عظمت اور مومنین کرام کی عرفانیت و وجدانیت کا فروغ ادارہ منہاج الصالحین کا اوّلین مطمعِ نظر ہے، جس کی تکمیل کے لیے ماہ بہ ماہ کتب منظرِ عام پر آتی رہتی ہیں۔ مختلف موضوعات اور جہات پر قلم اُٹھانے اور تبلیغ و تلقین کی ذمہ داریاں نبھانے والے اہلِ علم اور باعمل افرادِ ملت ادارہ کے لیے بیش قدر سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہماری اس سعی کو نصرتِ حق کے ضمن میں شمار فرمائے۔ نیز ہم سب کے لیے دنیا کی سعادت اور عقبیٰ کی کامرانی کا ذریعہ بنائے۔ آمین بحق آلِ یاسین!

علامہ ریاض حسین جعفری

ایم اے فاضل قم

باب اوّل

ایمان اور اسلام مع متعلقات

اس باب میں پندرہ فصلیں ہیں اور ان فصلوں میں
ایمان اور اسلام اور اُن چیزوں کے بارے میں ذکر
کیا جائے گا جو ان دونوں سے وابستہ ہیں

پہلی فصل

توحید کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خداوند متعال فرماتا ہے:

وَاِنَّا الٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی ''تمام کاموں کا انجام خدا کی طرف ہے''۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: جب گفتگو کا سلسلہ ذاتِ خدا تک چلا جائے تو انسان کو رُک جانا چاہیے۔

(۲)

کتابِ توحید میں روایت بیان ہوئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص جس کو خداوند متعال توحید کی نعمت عطا فرماتا ہے اُس کی جزا فقط جنت ہے''۔

(۳)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ایک رات میں باہر نکلا' اچانک میں نے دیکھا کہ رسولؐ خدا اکیلے ہیں اور کوئی آپؐ

کے ساتھ نہیں ہے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید رسولؐ خدا خود چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی نہ ہو۔ میں نے چاند کی روشنی میں چلنا شروع کر دیا۔ آپؐ میری طرف متوجہ ہو گئے اور آپؐ نے مجھے دیکھ لیا اور آپؐ نے مجھے فرمایا کہ تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؐ پر قربان ہو جاؤں۔ میں ابوذرؓ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! آ جاؤ۔ میں کچھ دیر آپؐ کے ساتھ چلتا رہا' اس کے بعد آپؐ نے فرمایا:

وہ لوگ جو دنیا میں دولت مند ہیں یہ آخرت میں فقیر ہوں گے' سوائے اس شخص کے جس کو خدا نیکی عطا فرمائے۔ اُس شخص کے دائیں بائیں اور آگے سے خوشبو آئے گی اور وہ دنیا میں نیک کام انجام دے گا۔

ابوذرؓ فرماتے ہیں: میں نے حضورؐ کے ساتھ کچھ دیر سفر کیا تو آپؐ نے فرمایا: تم اس جگہ بیٹھ جاؤ اور اس کے بعد آپؐ نے ایک بلندی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اُس بلند مقام کے اطراف میں پتھر تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اس جگہ بیٹھو۔ اس وقت تک بیٹھے رہو جب تک میں تمہارے پاس واپس نہ آ جاؤں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضورؐ ایک ریگستان و بیابان کی طرف چل پڑے جس میں سیاہ پتھر تھے۔ آپؐ اتنی دُور چلے گئے کہ میری آنکھوں سے اُوجھل ہو گئے۔ آپؐ نے کافی دیر لگا دی' میں پریشانی کی حالت میں آپؐ کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک میں نے حضورؐ اکرم کی آواز کو سنا' جو میری طرف آ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: اگر چہ وہ زنا کرے' اگر چہ وہ چوری کرے۔

ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی رسولِ خدا میرے پاس آئے میں نے بلا تکلف عرض کیا کہ میں آپؐ پر قربان ہو جاؤں۔ اس جنگل میں کون تھا جس سے آپؐ باتیں کر رہے تھے اور وہ آپؐ کی باتوں کا جواب دے رہا تھا؟؟

آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! وہ جبرئیلؑ تھا' جو اِس بیابان میں میرے پاس آیا تھا' اور اُس نے کہا کہ: اے رسولِ خدا! اپنی اُمت کو خوشخبری دے دیں کہ جو بھی اس حالت میں مرگیا کہ اُس نے کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دیا ہوتو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: اے جبرئیلؑ ! اگرچہ وہ زانی ہی کیوں نہ ہو؟ اُس نے کہا: ہاں یارسولؐ اللہ! اگرچہ وہ زنا کار ہی کیوں نہ ہو۔ میں نے کہا: اگرچہ وہ چوری ہی کیوں نہ کرتا ہو؟ یا شراب نوش ہی کیوں نہ ہو؟ تو جبرئیلؑ نے کہا: ہاں' یارسولؐ اللہ!

(۴)

جعفر بن محمد سے' اُنھوں نے اپنے باپ سے اور اُنھوں نے اپنے باپ سے اور اُنھوں نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو بھی مرگیا اور اُس نے کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دیا ہو خواہ وہ نیک ہو یا بد وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا''۔

(یہ روایت کسی کو مغرور نہ کرے' کیونکہ یہ روایت اس سے مربوط ہے کہ شرک کے علاوہ باقی گناہ قابلِ معافی ہیں اور اُن کی توبہ کے ذریعے بخشش ممکن ہے۔)

(۵)

ریان بن صلت سے روایت ہے کہ اُنھوں نے علی بن موسیٰ رضاؑ سے اور اُنھوں نے اپنے آباؤاجداد سے اور اُنھوں نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا کا فرمان ہے: ''جس نے میری کلام کی تفسیر اپنی مرضی سے کی وہ مجھ پر ایمان نہیں رکھتا اور جس نے مجھے باقی لوگوں کے ساتھ تشبیہ دی اس نے مجھے پہچانا نہیں ہے اور جو میرے دین میں قیاس کو بروکار لے کر آئے وہ میرے دین پر

نہیں ہے''۔

۶

داؤد بن قاسم سے روایت کہ میں نے امام علی بن موسیٰ رضاؑ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں: ''جس نے خدا کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ مشرک ہے اور جس نے خدا کو کسی مکان میں محدود کردیا وہ کافر ہے' اور جس نے ایسی چیز کی نسبت خدا کی طرف دی کہ جس سے روکا گیا ہے وہ شخص جھوٹا ہے اور اس کے بعد آپؑ نے یہ آیت پڑھی: ''جو لوگ خدا کی طرف جھوٹ کی نسبت دیتے ہیں وہ خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں وہ کافر ہیں''۔(النحل' آیت ۱۵۷)

۷

ابوہاشم جعفری نے امام ابوجعفر محمد بن علی ثانی علیہ السلام سے سوال کیا کہ واحد کا معنی کیا ہے؟ پس آپؑ نے فرمایا جس کی وحدانیت پر تمام زبانوں میں اتفاق پایا جائے۔

۸

ایک شخص نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا تو آپؑ نے جواب میں فرمایا: دین کی اساس توحید اور عدل پر قائم ہے اور اس کا علم بہت زیادہ ہے اور عاقل کے لیے ضروری ہے کہ اس علم سے حاصل کرے تاکہ وہ اس پر قائم رہ سکے اور اس دین کی حفاظت کرسکے۔ اس کے بعد فرمایا: توحید یہ ہے کہ جو کچھ تو اپنے لیے جائز قرار دیتا ہے وہ خدا کے لیے جائز قرار نہ دے۔

عدل یہ ہے کہ جو چیز تیرے لیے موردِ سرزنش و ملامت ہے اُس کی نسبت خدا کی طرف نہ دے۔

۹

عبدالعزیز بن مھتدی نے کہا ہے میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص بھی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد (سورۂ اخلاص) کو پڑھتا ہے اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہے اسے یقینی طور پر توحید کی معرفت ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ اس سورہ کو کس طرح پڑھے؟ آپؑ نے فرمایا: جیسے لوگ پڑھتے ہیں، لیکن اس کے آخر میں تین دفعہ کہا جائے: كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّي (میرا خدا ایسا ہی ہے)''۔

۱۰

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! مجھے غرائب اور مشکلاتِ علم کی تعلیم فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے اوّل علم حاصل کرلیا ہے کہ تو مشکلاتِ علم کی تعلیم کے بارے میں سوال کر رہا ہے؟ اس اعرابی نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ اوّل علم کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ اوّل علم معرفتِ خدا ہے اور وہ بھی واقعی معرفت۔ اس اعرابی نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! معرفت واقعی کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اس کی معرفت یہ ہے کہ اُس کا کوئی مثل نہیں، اُس سے کوئی مشابہہ نہیں، اُس کی کوئی ضد نہیں۔ اُس کی معرفت یوں حاصل کرو کہ وہ یکتا ہے، وہ ایک ہے، وہ ہی آشکار ہے اور وہ ہی باطن ہے۔ وہ ہی اوّل اور وہ ہی آخر ہے، اور اُس

کا کوئی کفو و ہمسر نہیں ہے اور کوئی اُس جیسا نہیں ہے۔ یہ معرفت واقعی ہے۔

(۱۱)

کتاب ''محاسن'' میں فضل بن یحییٰ سے مروی ہے کہ اُس نے حضرت ابوالحسنؑ سے خدا کی صفت کے متعلّق سوال کیا تو آپؑ نے جواب میں فرمایا: ''جو کچھ قرآن نے فرمایا ہے اس سے تجاوز نہ کرو اور قرآن مجید میں خداوندتعالیٰ نے فرمایا: اگر زمین و آسمان میں دو خدا ہوتے تو یقینی طور پر یہ دونوں تباہ ہوجاتے''۔

(۱۲)

کتاب ''ارشاد'' میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق خدا کسی چیز سے شباہت نہیں رکھتا اور کوئی چیز بھی خدا کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی۔ اور جو چیز بھی تیرے ذہن میں آئے گی خدا اس کا غیر ہے''۔

○○○

دوسری فصل

اخلاص کے بارے میں

(۱)

کتاب ''محاسن'' میں روایت ہے کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ حَنِيْفًا مُسلِمًا سے کیا مراد ہے' جو آیت میں ذکر ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایسا خالص و مخلص کہ کسی چیز کی اُس کے ساتھ ملاوٹ نہ کی گئی ہو۔

(۲)

ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق مومن کے لیے تمام چیزیں حتیٰ کہ حشرات الارض' درندگان اور پرندگان جو آسمانوں پر پرواز کرتے ہیں خشوع و فروتنی کرتے ہیں''۔

(۳)

کتاب ''روضۃ الواعظین'' میں روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہر حق کے لیے ایک حقیقت ہے اور بندہ اخلاص کی حقیقت کو درک نہیں

کرسکتا، مگر اُس وقت جب وہ پسند نہ کرتا ہو کہ اُس کی کسی اچھے کام پر تعریف کی جائے۔

۴

روضۃ الواعظین میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا فرماتا ہے: ''میں بہترین شریک ہوں اس کا جس نے کسی نیک کام میں مجھے شریک کیا اور میں عمل کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں کروں گا، مگر اس کو جو اس نے خالص میرے لیے انجام دیا ہو''۔

۵

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس کی خدا کی بارگاہ میں کتنی قدر و قیمت ہے تو اُس کو چاہیے کہ پہلے یہ معلوم کرے کہ خدا کی اس کے نزدیک کیا قدر و قیمت ہے''۔

ooo

تیسری فصل

یقین کے بارے میں

(۱)

کتاب ''محاسن'' میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک طویل خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا:
ایمان چار ارکان پر قائم ہے: ۱-صبر ۲- یقین ۳- عدل ۴-توحید

(۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''تحقیق ایمان اسلام سے افضل ہے اور یقین ایمان سے افضل ہے اور یقین سے عزیز اور افضل کوئی چیز نہیں ہے''۔

(۳)

یونس بن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ''اسلام وہ ہی ہے اور ایمان اسلام سے ایک درجہ بلند ہے اور تقویٰ ایمان سے بھی ایک درجہ بلند ہے اور یقین تقویٰ سے بھی ایک درجہ بلند ہے اور اولاد آدمؑ کے درمیان یقین سے بہتر کوئی چیز

تقسیم نہیں ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے سوال کیا کہ یقین کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

اللہ پر ہر کام میں توکل کرنا' اور اُس کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور خدا کی قضا و قدر پر راضی ہونا اور ہر کام کو خدا کے سپرد کرنا"۔

میں نے سوال کیا کہ اس کی تفسیر کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت محمد باقر علیہ السلام نے یوں ہی فرمایا تھا۔

(۴)

صفوان بن جمال کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کے اس فرمان: وَاَمَّا الجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا (بہرحال دیوار میں دو یتیم بچے جو اس شہر میں ہیں ان کے لیے اس کے نیچے خزانہ ہے) کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے جواب میں فرمایا:

وہ خزانہ سونے اور چاندی کا نہیں تھا' سوائے اس کے اس میں چار کلمات حکمت آمیز تھے۔ ۱- کوئی خدا نہیں سوائے میرے ۲- اگر کوئی مرنے پر یقین رکھتا ہے تو اُس کو ہنسنا نہیں چاہیے ۳- اگر کوئی حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے تو اس کے دل کو مسرور نہیں ہونا چاہیے۔ ۴- اور اگر کوئی خدا کی قدر و قضا پر یقین رکھتا ہے تو وہ سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔

(۵)

حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر ارشاد فرمایا: "بندہ اُس وقت تک ایمان کی لذت حاصل نہیں کرسکتا جب تک اس کو یہ علم نہ ہو جائے کہ جو کچھ بلا و مصیبت اس پر نازل ہوئی ہے وہ اُس کی

خطا کی وجہ سے نہیں ہے اور جو خطا اُس نے کی ہے وہ اُس پر نازل نہیں ہوئی‘‘۔[1]

(۶)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے آباء و اجداد کے ذریعے سے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یقین کی علامات میں سے یہ ہے کہ انسان لوگوں کی رضایت کو خدا کی ناراضگی پر مقدم نہ کرے اور جس چیز کو خدا عطا کرے اُس پر لوگوں کی تعریف نہ کرے اور اگر کسی چیز سے خدا اُس کو محروم کردے تو وہ لوگوں کی مذمت نہ کرے' کیونکہ مریض کا حرص روزی کو وسعت نہیں دیتا اور روزی ناپسند کرنے سے رزق واپس نہیں جاتا اور اگر تم میں سے کوئی شخص رزقِ خدا سے اس طرح فرار کرے جس طرح انسان موت سے فرار کرتا ہے تو بھی وہ روزی اس تک ضرور پہنچ جائے گی' کیونکہ رزق موت سے بھی زیادہ سخت انداز میں بندے کو طلب کرتا ہے اور موت سے بھی جلدی بندے کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے راحت و آرام کو یقین اور اپنی رضا میں رکھا ہے اور ھم وغم کو خدا نے شک اور اپنی ناراضگی میں قرار دیا ہے۔

(۷)

عبداللہ بن سنان نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ''مسلمان مرد کے یقین کی صحت اس میں ہے کہ بندہ لوگوں کی خوشی کو

---

[1] کیونکہ بندہ جتنا زیادہ مقربِ خدا ہوگا اتنی اس کی گرفتاری زیادہ ہوگی اور اس کی مشکلات و مصائب میں گرفتاری اُس کے گناہ کی وجہ سے نہیں ہے۔

خدا کی ناراضگی پر مقدم نہ کرے۔

۸

اس کے بعد اس نے حدیث کو یوں بیان کیا اور فرمایا: ''رزقِ خدا بندے کو موت سے پہلے ضرور پالیتا ہے' جیسا کہ موت انسان کو پالیتی ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: تحقیق خداوند کریم نے اپنے عدل و انصاف اور علم کی وجہ سے راحت اور وسعتِ رزق کو یقین اور اپنی رضایت میں قرار دیا ہے اور ھم و غم کو اُس ذات نے شک اور اپنی ناراضگی میں قرار دیا ہے۔ پس اُس ذات سے انسان کو راضی اور خوش رہنا چاہیے اور اپنے تمام کاموں کو اُس کے سپرد کر دینا چاہیے''۔

۹

حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حضرت علی علیہ السلام کا غلام قنبرؓ مولاؑ سے بہت زیادہ محبّت رکھتا تھا۔ جب امیر المومنین علی علیہ السلام گھر سے باہر جاتے تو وہ بھی آپؑ کے ساتھ تلوار لے کر جاتا۔ ایک رات وہ آپؑ کے پیچھے تھا کہ آپؑ نے اُس کو دیکھ لیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے قنبرؓ تجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میرے پیچھے آیا ہے؟ اس نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! میں آپؑ کی حفاظت کی خاطر آپؑ کے پیچھے چل رہا ہوں''۔

آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر اے قنبرؓ! کیا تو اہلِ آسمان سے میری حفاظت کرے گا یا اہلِ زمین سے؟ اُس نے عرض کی: مولاؑ! میں آپؑ کی حفاظت اہلِ زمین سے کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا: اے قنبرؓ! اہلِ زمین میرے خلاف کسی چیز پر طاقت نہیں رکھتے اور مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے' جب تک آسمان سے اذن نہ

آ جائے' اس لیے تو واپس چلا جا۔ حضرت قنبرؓ واپس چلے گئے۔

(۱۰)

اسی امام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر چیز کی کوئی حد ہوتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں' توکّل برخدا کی کیا حد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ توکّل کی حد یقین ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یقین کی کیا حد ہے؟ آپؑ نے فرمایا: خدا کے علاوہ کسی سے خوف نہ کھایا جائے۔

(۱۱)

امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ مولاؑ! توکّل کی حد کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: خدا کے علاوہ کسی دوسرے سے خوف نہ کھایا جائے۔

(۱۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے:

"اے خدا! تو اپنی ذات پر توکّل کرنے اور تمام کاموں کو تیرے سپرد کرنے اور تیری قضا وقدر پر رضایت اور تیرے امر کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا مجھ پر احسان فرما' یہاں تک جس کو تو نے مؤخر کیا ہے میں اس کی جلدی واقع ہونے کی خواہش نہ کروں اور جس چیز کو تو نے جلدی واقع کیا ہے اُس کی تاخیر کی خواہش نہ کروں۔ اے وہ ذات! جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والی ہے۔"

(۱۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کے لیے یقین کے واسطہ سے بے نیازی اور عبادت کے ذریعے سرگرمی کافی ہے''۔

(۱۴)

امام معصوم علیہ السلام نے فرمایا: ''محمد بن حنفیہ ایک بہادر انسان تھے۔ وہ میدانِ جنگ میں جانے سے کبھی گریز نہیں کرتے تھے۔ اُن کی ملاقات حجاج سے ہوئی تو اُس نے کہا کہ میں آپؒ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا: خاموش ہو جا' ہر دن میں خدا کے لیے تین سو ساٹھ لحظات ہیں اور میرے لیے اُن میں سے ایک ہی کافی ہے''۔

(۱۵)

اسحاق بن عمار نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''تحقیق رسولؐ خدا نے صبح کی نماز لوگوں کے ساتھ جماعت سے ادا کی اور اُس کے بعد ایک جوان جو مسجد میں موجود تھا اُس کی طرف آپؐ متوجہ ہوئے جو اُونگھ رہا تھا اور اس کا سر جھکا ہوا تھا اور اُس کا رنگ زرد ہو چکا تھا اور اُس کا جسم لاغر اور اُس کی آنکھیں دھنس چکی تھیں اور اُس کی جِلد ہڈیوں سے چمٹی ہوئی تھی''۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا: اے حارث! آج تو نے صبح کس حالت میں کی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے آج صبح یقین کی

حالت میں کی ہے۔ رسولِ خدا نے اُس کے قول سے تعجب فرمایا اور آپؐ نے اُس کو فرمایا: ہر یقین کی ایک حقیقت ہے تیرے یقین کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ! میرے یقین نے مجھے افسردہ خاطر کردیا ہے' اور میری راتوں کو بیداری کے سپرد کردیا ہے اور مجھے پریشانِ حال کردیا ہے۔ پس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے مجھے بے نیاز کردیا ہے گویا کہ میں اس وقت اپنے پروردگار کے عرش کو دیکھ رہا ہوں کہ حساب و کتاب کے لیے میزان نصب کیا جاچکا ہے اور لوگوں کو حساب و کتاب کے لیے میدانِ محشر محشور کردیا گیا ہے اور میں بھی ان لوگوں کے درمیان موجود ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اہلِ جنت تختوں پر تکیہ لیے ہوئے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اہلِ دوزخ عذاب سے دوچار ہیں اور فریاد کر رہے ہیں۔ گویا آگ کے بھڑکنے کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو خدا نے روشن کردیا ہے اور اُس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اس حالت کو ضائع مت کرنا اور اس حالت پر باقی رہنا۔ نوجوان نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! خدا سے آپؐ دعا کریں کہ وہ آپؐ کی رکاب میں مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ رسولِ خداؐ نے اس جوان کے بارے میں خدا سے یہ دعا فرمائی اور اُس جوان نے سُستی نہیں کی۔ بعض جنگوں میں وہ آپؐ کے ساتھ رہا' ایک جنگ میں وہ دسواں شہید قرار پایا۔

۱۶

معمر بن خلاد نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ایک صحابی قیس تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سانپ نے اس کے سجدہ کی جگہ کے گرد حلقہ بنالیا۔ جیسے وہ دوسری رکعت پڑھنا چاہتا تھا تو اُس نے سانپ کو پیشانی کی جگہ سے دُور کردیا۔ اس کے بعد وہ سانپ اس صحابی کی گردن میں

لپٹ گیا اور اس کے بعد وہ اُس کی قمیص میں داخل ہوگیا اور میں ایک فرع نامی گاؤں سے آرہا تھا کہ راستہ میں نماز کا وقت ہوگیا تھا۔ میں سواری سے نیچے اُترا اور گھاس پھوس پر چلا گیا اور میں نے نماز کو ادا کرنا شروع کردیا۔ جیسے ہی میں نے ایک رکعت نماز ادا کی تو ایک سانپ اس گھاس کے نیچے سے برآمد ہوا اور اُس نے میری طرف آنا شروع کردیا' یہاں تک کہ وہ سانپ میرے قریب آ گیا اور وہ دو بار گھاس کے درمیان چلا گیا' لیکن میں نماز کو ادا کرتا رہا' بغیر اس کے کہ میں نے نماز میں جلدی کی ہو یا اس سے کسی چیز کو کم کیا ہو۔ نماز کے تمام ہونے کے بعد میں دعا میں مشغول ہوگیا اور اس کے بعد میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ اس گھاس کے نیچے ایک سانپ ہے۔ اُس نے اُس سانپ کو تلاش کیا اور اُسے مار دیا۔

(۱۷)

ابوقداح نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ بنی اُمیہ کے ایک پیرو شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ ہم اُس کے آنے سے خوف ناک ہوگئے اور ہم نے امام کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آپؑ پر قربان ہوجائیں یہ فلاں شخص ہے جو آپؑ کے پاس آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے' بہتر ہے کہ آپؑ اس کے سامنے نہ آئیں اور اُس کو اجازت بھی نہ دیں اور ہم جو کچھ اس شخص کے بارے میں جانتے تھے وہ سب کچھ امامؑ کی خدمت میں عرض کردیا۔

آپؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے' اور اس کو تم لوگ داخل ہونے کی اجازت دیں' کیونکہ رسولِ خداؐ نے فرمایا: ہر بولنے والے کی زبان کے پاس خدا ہے اور ہر بخشش کرنے والے کے ہاتھ کے ساتھ خدا ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں بول سکے گا' مگر جس کو خدا چاہے گا اور یہ ہاتھ سے کچھ بھی نہیں کر سکے گا' مگر جس کو خدا چاہے گا اور اس کے بعد

آپؑ نے اس مرد کو داخلہ کی اجازت عنایت فرمائی۔ وہ شخص داخل ہوا اور جو کچھ وہ چاہتا تھا اس نے سوال کیا اور جواب حاصل کرنے کے بعد وہ چلا گیا۔

۱۸

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے سوال کیا اور آپؑ نے اُن دونوں بھائیوں سے فرمایا کہ ایمان اور یقین کے درمیان فاصلہ کس قدر ہے؟ وہ دونوں بھائی خاموش رہے۔ اور اس کے بعد آپؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا: اے ابومحمدؑ! آپؑ جواب دیں۔

آپؑ نے جواب میں فرمایا: ان دونوں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا: وہ کس طرح؟ امام حسنؑ نے ارشاد فرمایا: ایمان وہ چیز ہے جس کو ہم کانوں سے سنتے ہیں اور ہمارے دل اس کی تصدیق کرتے ہیں، لیکن یقین وہ چیز ہے جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور وہ چیز جو ہمارے لیے پوشیدہ ہے اس کو یقین کے ساتھ ثابت کرتے ہیں۔

۱۹

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے خدائے متعال کے اس فرمان: اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں شک تھا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ ان کے دل میں یقین تھا، لیکن وہ خدا سے چاہتے تھے کہ ان کے یقین میں اضافہ ہو۔

○○○

چوتھی فصل

توکل برخدا کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''غناء اور عزت دونوں حرکت کر رہے ہیں اور جب وہ توکّل کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو اُس کو شکار کر دیتے ہیں''۔

(۲)

علی بن سوید سائی نے حضرت ابوالحسن اوّل سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: مَنۡ يَّتَوَكَّل عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ''جو بھی خدا پر توکل کرے گا پس وہ ذات اس کو کفایت کر دے گی''۔

امامؑ نے فرمایا کہ توکّل کے درجات ہیں اور اُن میں سے ایک درجہ یہ ہے کہ اپنے تمام کاموں میں ذاتِ خدا پر توکّل کرو کہ جو کچھ بھی وہ تیرے بارے میں انجام دے اُس پر راضی ہو جا اور یقین کر کہ خیر و فضل کے علاوہ اس کی طرف سے تیرے پاس کوئی چیز نہیں آئے گی اور یقین کرو کہ ان تمام کاموں میں اس کا حکم جاری ہوگا اور اس کی طرف برگزشت کرتے ہیں اور اپنے تمام کاموں میں اس کی ذلت پر اطمینان رکھو۔

۳

ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ خداتعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ "اے داؤدؑ! میرے بندوں میں سے جو باقی مخلوق کو چھوڑ کر میرے اُوپر اعتماد کرتا ہے تو میں اس خالص نیت انسان کو پہچان جاتا ہوں اور اُس کو تمام زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان موجود ہے اُس کے مکروحیلہ سے اُسے نجات دے دیتا ہوں۔ اور جو بندہ میرے علاوہ دوسری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے، تو اُس کی نیت کو سمجھ جاتا ہوں، پھر اس سے تمام آسمانی اسباب خیروبرکت کو منقطع کردیتا ہوں اور زمین اس کے پاؤں کے نیچے سے دھنس جاتی ہے اور مجھے کوئی پروا نہیں کہ وہ شخص کہاں ہلاک ہورہا ہے"۔

۴

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشادفرمایا کہ خداوند متعال نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:

"مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم اور جمال ونورانیت کی قسم! اوراپنے بلند مقام منزلت کی قسم! جو بندہ بھی اپنی خواہش پر میری خواہش کو مقدم کرے گا تو میں بے نیازی کو اُس کے دل میں قرار دوں گا اور آخرت کے کاموں کے لیے اُس کی صحت و طاقت کو زیادہ کروں گا اور اُس کے کاروبار میں کفالت کروں گا اور آسمان و زمین اس کے رزق کے ضامن ہوں گے اور میں ہر تاجر کی تجارت کے برابر اور پشت پر ہوں"۔

۵

حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے رسولِ خدا سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا:
''خداوند کریم فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم اور بزرگی اور کبریائی کی قسم اور نور اور اپنے بلند مقام کی قسم! میرے بندوں میں سے جو بھی میری خواہش پر اپنی خواہش کو مقدم رکھے گا تو میں اُس کو تمام کاموں میں پریشان کردوں گا اور دنیا کو اس سے پوشیدہ کردوں گا اور اُس کے دل کو حصولِ دنیا میں مشغول کردوں گا اور جو اُس کے مقدر میں ہے اُس سے زیادہ نہیں دوں گا۔

اور مجھے اپنی عزت و جلالت' بزرگی و کبریائی اور نور اور علوّ اور بلندی مقام کی قسم! جو بندہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم رکھے گا اور میری خواہش کو وہ برگزیدہ قرار دے گا تو میں اپنے ملائکہ کے وسیلہ سے اُس کی حفاظت کروں گا۔ اور آسمان و زمین کو اُس کے رزق کا ضامن قرار دوں گا اور ہر تاجر کی تجارت کے برابر میں۔ دنیا اس کی طرف متوجہ ہوگی مگر اس کے سامنے رام ہوجائے گی''۔

٦

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ''رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گذشتہ کام پر کبھی یہ نہیں فرمایا تھا کہ کاش وہ کام اِس طرح ہوجاتا''۔

۷

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بندگانِ خدا کے لیے سزاوار

مناسب یہ ہے کہ قضائے الٰہی کو تسلیم کریں۔ جو شخص خداوند تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اور وہ خدا کی قضا کے سامنے راضی و خوشی ہو جائے تو قضائے الٰہی اُس تک ضرور پہنچے گی اور اللہ تعالیٰ اُس کے اجر کو بھی عظیم قرار دے گا۔ اگر کوئی اس کی قضا سے راضی اور خوش نہ ہوگا تو قضائے الٰہی پھر اس تک ضرور آئے گی، لیکن خدا تعالیٰ اُس کے اجر کو اُس سے روک لے گا (یعنی اس کے اجر و ثواب سے وہ محروم رہے گا)۔

(۸)

حضرت ابوعبداللہ سے خدا کے اس قول: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: وہ ملائکہ آپؐ کی تعریف اور آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ حضور پُرنور کس طرح سمجھتے تھے کہ فرشتے اُن پر درود پڑھ رہے ہیں۔ امام نے ارشاد فرمایا: آسمان کے پردے اٹھا لیے جاتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: کس چیز کی وجہ سے مومن کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومن ہے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: خدا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے اور اُس کی طرف سے غضب و سختی کے وارد ہونے پر مومن کے راضی ہونے سے۔ (مومن کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومن ہے)

(۹)

کتاب روضۃ الواعظین میں ایک روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی چاہتا ہے کہ تمام لوگوں سے زیادہ متقی بنے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا پر توکل کرے''۔

۱۰

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”جو شخص خدا پر توکّل کرے گا وہ کبھی شکست نہیں کھائے گا اور جو خدا پر توکّل کرے گا وہ کبھی فرار نہیں کرے گا“۔

۱۱

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:

”کوئی بندہ ایسا نہیں جو میرے علاوہ کسی دوسرے پر اعتماد کرے، مگر یہ کہ میں اُس کے زمین و آسمان کے تمام اَسباب کو اس کے لیے قطع کر دوں گا اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں اُس کو عطا نہیں کروں گا اور اگر وہ مجھے پکارے گا تو میں اُس کو جواب نہیں دوں گا اور اگر مخلوق میں کوئی بندہ فقط میرے اُوپر اعتماد کرے تو تمام زمین و آسمان اُس کے رزق کے ضامن ہوں گے اور وہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں اُس کو عطا کروں گا اور اگر وہ مجھے پکارے گا تو میں اُس کو جواب دوں گا اور اگر وہ مجھ سے طلبِ مغفرت کرے گا تو میں اس کو بخش دوں گا“۔

۱۲

حضرتؑ نے فرمایا: ”اگر کوئی دنیا سے رابطہ منقطع کر کے خدا کے ساتھ اپنا رابطہ قائم کر لے تو خدا اُس کے رزق، اخراجات اس مقام سے پورا کرے گا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ اور اگر وہ خدا سے ناطہ توڑ کر دنیا سے جوڑے تو خدا پھر اُس شخص کو دنیا کے سپرد کر دیتا ہے“۔

١٣

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی شخص خواہش کرتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے قوی تر ہو تو اس کو خدا پر توکّل کرنا چاہیے اور اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ باعزت ہو تو اُس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ غنی ہو تو اُس کو وہ چیز جو اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے اُس کے بجائے اُس چیز پر جو خدا کے ہاتھ میں ہے اُس پر زیادہ اطمینان ہونا چاہیے"۔

١٤

نیز آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ صدقِ نیت سے خدا پر توکّل کرے تو تمام امراء اور رئیس اُس کے محتاج ضرور ہوں گے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا اور وہ محتاج ہو بھی کیونکر سکتا ہے، حالانکہ اُس کا مولا غنی وحمید ہے۔

١٥

کتاب محاسن میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "ایمان کے چار ارکان ہیں: ۱۔ خدا پر توکّل کرنا ۲۔ اپنے تمام اُمور کو اس کے سپرد کر دینا ۳۔ اُس کی قضا پر راضی ہونا ۴۔ اُس کے امر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا"۔

١٦

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند کریم کے اِس قول کے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

''اس سے مراد یہ ہے کہ رسول کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور اُن کے حکم سے راضی ہونا اور اُن کے حکم پر اکتفاء کرنا مراد ہے''۔

(۱۷)

حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا: جب بندہ اس چیز کی طرف توجہ کرتا ہے جو خدا کو پسند ہے تو خدا بھی ہر اُس چیز کو جو بندے کو محبوب ہے اُس کو بندے کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور جو بندہ خدا پر اعتماد کرتا ہے تو خدا اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو شخص خدا کی طرف آ جاتا ہے تو خدا بھی اس کو ہر چیز سے محفوظ رکھتا ہے۔ کوئی پروا نہیں خواہ آسمان زمین پر آ جائے یا کوئی بلا اہلِ زمین پر نازل ہو اور اہلِ زمین اس بلا میں مبتلا ہو جائیں۔ وہ بندہ اپنی پرہیزگاری کی وجہ سے خدا کی پناہ میں رہے گا' کیونکہ خدا نے فرمایا ہے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ (کہ تحقیق پرہیزگار اس مقام میں ہے جو مقامِ امن ہے۔ سورہ دخان' آیہ ۱)

(۱۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں ایک گروہ سے ملاقات کی اور عرض کی: یارسولؐ اللہ! آپؐ پر درود و سلام ہو۔

آپؐ نے فرمایا: تم لوگ کون ہو؟ تو اُن سب نے جواب دیا کہ ہم مومن ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اُنھوں نے جواب میں کہا کہ ہم خدا کی قضا پر راضی ہیں اور اپنے کاموں کو اس کے سپرد کرتے ہیں اور اُس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ رسولِؐ خدا نے فرمایا: اگر یہ سچ کہہ رہے ہیں تو ان کا

شمار علماءٔ دانشمندوں، حکماء میں ہو اور بعید نہیں ہے کہ یہ لوگ حکمت کے اعتبار سے انبیاء کے درجے تک پہنچ جائیں۔ آپؑ نے فرمایا: اُس گھر کو نہ بناؤ جس میں تم نے رہنا نہیں۔ اور اُس رزق و خوراک کو فراہم نہ کرو، جس کو تم نے کھانا نہیں۔ وہ ذات جلّ کی طرف تمہاری برگزشت ہے اس سے تقویٰ اختیار کرو۔

○○○

پانچویں فصل

صبر کے بارے میں

(۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا:

''ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس زمانے میں لوگ حکومت حاصل نہیں کر سکیں گے' مگر قتل و غارت اور جبر سے۔ اور لوگ امیر نہیں بنیں گے' مگر دوسروں کا مال غصب کرنے اور بخل کرنے سے اور کوئی دوسرے کو دوست نہیں بنائے گا' مگر دین کی مخالفت اور ہوائے نفس کی پیروی سے۔ پس جو اس زمانے کو پالے اور دوستی کے بجائے دشمنی پر صبر کرے' تاکہ دوست کی طاقت کو پاسکے۔ فقر وتنگ دستی پر صبر کرے' تاکہ ثروت مند ہو سکے۔ اور ذلت و خواری پر صبر کرے' تاکہ خدا کے نزدیک عزیز و عزت دار بن سکے تو خدا اس کو پچاس صدیقوں کا اجر دے گا کہ جن کی خود اُس نے تصدیق کی ہے''۔

(۲)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا نے ایک نبی کو ایک قوم پر مبعوث کیا اور حکم دیا کہ اُن کے ساتھ جنگ کرو تو نبیؑ نے اپنی کمزوری کی شکایت کی۔ تو خدا کی طرف سے خطاب ہوا کہ اے نبیؑ! یا جنگ کو قبول کرو یا آگ کو۔ تو اُس نبی نے عرض کی: پروردگار! میں آگ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ خدا کی طرف

سے وحی آئی کہ اسی سال تیری مدد کی جائے گی تو نبی نے اپنے مددگاروں سے فرمایا: تحقیق خدا نے مجھے فلاں قبیلے کے ساتھ جنگ کا حکم دیا ہے اور میں نے عرض کی: میں اُن کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر ارشاد ہوا کہ جنگ یا آگ' ان یاران و مددگاران نے بھی عرض کیا کہ ہم آگ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ نبیؑ نے فرمایا: خدا نے وعدہ کیا ہے اسی سال آپ کی مدد کی جائے گی۔ ان یاران نے عرض کیا آپ اس حکم پر عمل کریں' تا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ عمل کر سکیں اور آپ ہیں تو ہم بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: خدا نے ایک نبی کو لوگوں پر مبعوث کیا اور اس نبی کو ان لوگوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا تو اس نبی نے اپنی ناتوانی و کمزوری کی شکایت کی' تو خدا کی طرف سے دوبارہ خطاب ہوا کہ پندرہ سال کے بعد تیری مدد کی جائے گی۔ اس نبی نے اپنے یاران و مددگاران سے فرمایا کہ خدا نے مجھے فلاں قبیلہ سے جنگ کا حکم دیا ہے' لیکن میں نے اپنی ناتوانی اور کمزوری کی شکایت کی ہے۔ اس نبی کے یاران نے عرض کی: اللہ کے نبی! خدا کی مدد و توانائی کے علاوہ کوئی حدود و توانائی نہیں ہے۔ اس نبیؑ نے فرمایا: خدا نے پندرہ سال کے بعد مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا: ماشاء اللّٰہ لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ (جو خدا چاہتا ہے اور کوئی قدرت و طاقت نہیں سوائے اس کی قدرت و طاقت کے) چونکہ حکمِ خدا کے سامنے سرِ تسلیم خم ہو گئے اور خدا نے ماشاء اللّٰہ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہنے کی وجہ سے اسی سال ان کی مدد فرما دی۔

(۳)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میرے باپ یعنی (حضرت ابوعبداللہ) نے مجھے حکم دیا کہ میں جاؤں اور مفضل بن عمر سے

اسماعیل کی فوتگی کا افسوس کرکے آؤں تو آپؑ نے فرمایا: میری طرف سے مفضل کو سلام کہنا اور اُس کو کہنا کہ جس طرح ہم نے اسماعیلؑ کی موت پر صبر کیا ہے اسی طرح سے تم بھی صبر کرو اور جب ہم کوئی کام کرنا چاہتے ہیں اور خدا کا ارادہ دوسرا ہو تو ہم اُس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیتے ہیں۔

(۴)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''توکّل بر خدا یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کسی دوسرے سے خوف نہ ہو''۔

(۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''صبر یقین کا حصّہ ہے''۔

(۶)

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایران کے بادشاہ کسریٰ یا روم کے قیصر نے رسولِ خدا کے لیے ایک خچر بطور ہدیہ بھیجا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور آپؐ نے اُس کے بالوں کو ہاتھوں سے پکڑا اور اپنے پیچھے مجھے بھی سوار کرلیا اور اس کے بعد فرمایا:

اے ابن عباس! خدا کی حدود کی حفاظت کرو تا کہ تمہاری حفاظت کی جائے اور خدا کی حدود کی حفاظت کرو تا کہ قیامت کے دن اُن کو اپنے سامنے پاسکو۔ آرام و راحت کے وقت خدا کو پہچانو تا کہ مصیبت کے وقت وہ بھی تمھیں پہچانے۔ اور جس

چیز کو تو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے فقط خدا سے طلب کرو۔ اور جب بھی تو مدد کا طلب گار ہو تو فقط خدا سے مدد طلب کر۔ اور جو کچھ تقدیر کے قلم سے لکھا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اگر پوری دنیا تجھے فائدہ دینا چاہے اور خدا نہیں چاہتا تو پوری دنیا بھی اس پر قدرت نہیں رکھتی کہ وہ تجھے فائدہ پہنچائے۔ اگر تو صبر و یقین کے ساتھ کوئی کام کر سکتا ہے تو اُس کو انجام دے اور اگر نہیں کر سکتا تو پھر صبر کر' کیونکہ وہ کام جس کو تو پسند نہیں کرتا اس پر صبر کرنا اچھا ہے اور اُس کے ساتھ بہت زیادہ خوبی بھی ہے' کیونکہ کامیابی اور نصرت صبر کی آغوش میں ہے اور کشائش' راحت' گرفتاری اور مصیبت کی آغوش میں ہے اور آسانی سختی کی ساتھی ہے۔

(۷)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''صبر ایمان کا سر ہے''۔

(۸)

انھی حضرت سے روایت ہے کہ صبر اور ایمان کا تعلق ایسے ہی ہے جس طرح سر کا بدن کے ساتھ ہے۔ جب سر ختم ہو جائے تو بدن بھی ختم و مُردہ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جب صبر چلا جائے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے۔

(۹)

حفص بن غیاث نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ''اے حفص! تحقیق جس نے صبر کیا اُس نے قلیل صبر کیا اور جس نے بے تابی و بے صبری کی اُس نے قلیل بے صبری کی ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ اے حفص!

تیرے لیے ضروری ہے کہ اپنے تمام کاموں میں صبر کرے کیونکہ خداوند کریم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اُس کے بعد ان کو صبر اور رفق کا حکم دیا اور خدا نے فرمایا:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ ○ (سورہ مزمل آیت ۱۱) "اے رسولؐ! یہ لوگ جو کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور اُن سے اَحسن طریقہ سے دُوری اختیار کر جاؤ اور ان کافروں کو میرے سپرد کردے"۔ نیز خداوند متعال نے فرمایا:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ (سورہ فصلت آیت ۳۴-۳۴) "بدی کو احسن طریقہ سے رد کردے تاکہ وہ شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی ہے گویا وہ تیرے دوست بن جائے اور تو اس مقام کو نہیں پاسکے گا مگر صبر سے۔ اور اس درجہ و مقام کو نہیں پاسکے گا مگر وہ جس کو عظیم حصّے کا مالک ہے"۔ پس رسولِ خدا نے صبر کیا یہاں تک کہ آپؐ پر بہت سخت بلا و مصیبتیں آئیں اور آپؐ نے ان کا صبر سے مقابلہ کیا اور اُن کو اپنے سے دُور کردیا۔

(۱۰)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "رزق کو نادانی کے ساتھ نااُمیدی اور محرومیت کو عقل کے ساتھ اور مصیبت کو صبر و یقین کے ساتھ واگزار کیا گیا ہے"۔

(۱۱)

مہران سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسنؑ سے اپنے قرض و بدحالی

کی شکایت کی۔ حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: ''صبر کرؑ تاکہ تو اجر کو پا سکے اور اگر تو نے صبر نہ کیا تو اجر تجھے نہیں ملے گا اور قضا و حکم خدا کو بھی تو رد نہیں کر سکے گا''۔

(۱۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: آزاد مرد تمام حالات میں آزاد ہے۔ اگر اس پر کوئی مصیبت وارد ہو جائے تو وہ اُس میں صبر کرے گا۔ اور اگر تمام ناگواری اور مصیبتیں بھی اُس پر جمع ہو جائیں تو تب بھی وہ اُس کو اُس آزاد مرد کو شکست نہیں دے سکتیں۔ اگر چہ وہ آزاد اسیر ہو جائے۔ جنگ میں شکست کھا جائے اور اُس کے تمام آرام و سکون ناراحتی و سختی میں بدل جائیں۔ حضرت یوسفؑ صدیق اور امین تھے۔ ان پر وارد ہونے والے حوادث بھی اُن کی آزادی کو ضرر نہیں پہنچا سکے' اگر چہ اس کو غلام بنا لیا جائے اور وہ شکست کھا جائے یا اسیر ہو جائے تب بھی اُس کی آزادی میں کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر زندان کی تاریکی اور خوف نے بھی کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ اور جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام پر وارد ہوا تھا وہ خدا کی جانب سے تھا۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مالک ظالم اور ستم گر تھا جس کو خدا نے بعد میں اُن کا غلام بنا دیا اور یوسف علیہ السلام کو لوگوں پر رحم کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ سارا صبر کی وجہ سے تھا۔ صبر ایسے ہی اپنے بعد خیر و نیکی لے کر آتا ہے' اس لیے تم بھی صبر کرو' تاکہ کامیاب ہو سکو۔ اور صبر کی حفاظت و مواظبت کرو' تاکہ اس کا اجر پا سکو۔

(۱۳)

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ وہ صبر جو کسی مصیبت پر کیا جائے یہ صبر اچھا اور پسندیدہ ہے اور اس صبر سے بہتر وہ صبر

ہے جو خدا کی حرام کردہ چیز کے مقابل میں کیا جائے۔ آپؑ نے فرمایا: ذکرِ خدا بھی دو طرح کا ہے: ایک وہ ذکر خدا کو یاد کرنا مصیبت کے وقت اور اس سے بہتر وہ ذکر جو خدا کی حرام کردہ چیز کے مقابلے میں کیا جائے اور اس مقام پر خدا ذکر کرنے کا اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔

۱۴

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جب میرے والد محترم علی بن حسین کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: "اے میرے بیٹے! میں تجھے وہ وصیّت کرنا چاہتا ہوں جو میرے باپ نے اپنی شہادت کے وقت مجھے کی تھی۔ وہ چیز جس کی آپؑ کے والد نے وصیّت کی تھی وہ یہ تھی کہ اے بیٹا! حق پر صبر کرو اگرچہ وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو"۔

۱۵

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تعجب ہے مومن کے لیے۔ تحقیق خدا نے اُس کے لیے کوئی قضاء وحکم مقدر نہیں کیا، مگر اس کا اجر وثواب مقرر کیا ہے۔ اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ صبر کرے اور اگر اُسے کوئی نعمت ملے تو وہ شکر کرے"۔

۱۶

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ خدا کے نزدیک کون خلقت کے اعتبار سے زیادہ مکرم ہے؟ آپؑ نے جواب فرمایا: "جو نعمت کے حاصل ہونے پر

شکر کرے اور مصیبت کے وقت صبر کرے"۔

۱۷

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خداوند کریم نے فرمایا کہ میرے بندوں میں سے میری بارگاہ میں سب سے زیادہ خوش وہ شخص ہے جو خیف الحال ہو اور اپنے پروردگار کی عبادت پوشیدہ طور پر کرے۔ اور لوگوں کے حال سے چشم پوشی کرے۔ (یعنی لوگوں کے عیب سے اور شبہہ کے مقام سے چشم پوشی کرے) اور اس کے رزق کو معین کیا گیا' پس وہ اس رزق پر صبر کرے اور اس حالت میں مرے کہ اُس کی میراث کم ہو اور اُس پر رونے والے بھی کم ہوں"۔

۱۸

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص صبر کرے اور کلمہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کو زبان پر جاری کرے۔ اور خداوندمتعال کی حمد کرے اور جو کچھ خدا نے اُس کے بارے میں مقرر کیا ہے اُس پر راضی ہو تو اس کا اجر وثواب خدا کے ذمہ ہے اور جو اس طرح کرے اور خواستہ و ناخواستہ اس پر قضا بھی جاری ہوگی اور وہ اس کو پسند نہ کرے تو اس شخص کا اجروثواب ضائع اور باطل ہوجائے گا"۔

۱۹

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "مومن کی

طینت میں مصیبتوں پر صبر کرنا شامل کیا گیا ہے"۔

(۲۰)

جابر نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب رسولِ خدا کا بیٹا طاہر فوت ہوا تو آپؐ نے جنابِ خدیجۃ الکبریٰؑ کو رونے سے منع فرمایا۔ آپؑ نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ! درست ہے لیکن میرا دودھ جاری ہوگیا ہے اس وجہ سے مجھے رونا آ گیا ہے۔ رسولِ خدا نے فرمایا: کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو اپنے بیٹے کو جنت کے دروازے پر کھڑا دیکھے اور جس وقت وہ تجھے دیکھے گا تو تیرا ہاتھ پکڑے گا اور تجھے جنت میں لے کر داخل ہوجائے گا اور وہ بہترین جگہ کو حاصل کرے۔ بی بی نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ رسولِ خدا نے فرمایا: خداوند کریم بلندوبالا ہے کہ کسی بندے کے دل کا میوہ اس سے سلب کر لے پس وہ بندہ اس پر صبر کرے اور پھر وہ خدا کی حمد کرے اور خدا اُس کو عذاب کرے (یعنی ایسا نہیں ہوسکتا)"۔

(۲۱)

حضرت ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "کسی بندے کا وہ کمسن بچہ جو باپ سے پہلے فوت ہوگیا ہو وہ بہتر ہے اُن ستر (۷۰) بچوں سے جو باپ کے بعد زندہ بچ گئے ہوں اور ان تمام نے راہِ خدا میں جہاد کیا ہو"۔

(۲۲)

حلبی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''خداوند تعالیٰ نے حضرت داوٗد کو وحی فرمائی کہ جنت میں تیرا ہم نشین خلادہ بنت اوس ہوگی اور جاؤ اُس کو اس کی اطلاع دے دو اور اُس کو جنت کی خوشخبری دے دو اور اُس کو خبر دیں کہ وہ آخرت میں تیری ہمنشین ہوگی۔ حضرت داوٗدؑ اُس کی طرف روانہ ہوئے اور آپؑ نے اُس کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ وہ خلادہ بنت اوس گھر سے باہر آئی۔ داوٗد علیہ السلام نے اُس سے فرمایا کہ تو خلادۃ بنت اوس ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں' لیکن جس کو آپؑ نے چاہا ہے وہ میں نہیں ہوں۔ حضرت داوٗدؑ نے فرمایا: کیا خلادہ بنت اوس فلاں کی پوتی نہیں ہے؟ اُس نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضرت داوٗدؑ نے فرمایا: کیا تو وہی ہے؟

خلادہ نے عرض کی: یا حضرت! شاید آپؑ کو نام کا اشتباہ ہوگیا ہے۔ حضرت داوٗدؑ نے فرمایا: نہ تو میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ وہ جس نے مجھے خبر دی ہے۔ اُس نے عرض کی: یا نبی اللہ! میں آپؑ کو جھوٹا نہیں سمجھ رہی' لیکن جو چیز آپؑ بیان کر رہے ہیں خدا کی قسم وہ میرے اندر نہیں ہے۔ حضرت داوٗدؑ نے فرمایا: مجھے خبر دے کہ تیرے سرشت وخلقت میں کیا ہے؟ اُس نے عرض کی: عنقریب میں آپؑ کو اس کے بارے مطلع کرتی ہوں (عرض کرتی ہے کہ) جو بلا ومصیبت' ناراضی' بھوک اور دردِ خدا کی طرف سے میرے اُوپر آتی ہے میں اس پر صبر کرتی ہوں اور خدا سے ان چیزوں کی دُوری کی دعا بھی نہیں کرتی' حتیٰ کہ وہ خود ختم ہوجاتی ہیں' اور اُس ذات سے سلامتی اور عافیت کو تنگی اور سختی سے وسعت وکشادگی کو بھی طلب نہیں کرتی۔ اور ان مصیبتوں کے مقابلے میں اُس ذاتِ عظیم سے اجر اور ثواب کا مطالبہ بھی نہیں کرتی' بلکہ اس نازل ہونے والی مصیبتوں پر اس کا شکر اور حمد کرتی ہوں۔ حضرت داوٗدؑ نے فرمایا: اس صفت پسندیدہ کی وجہ سے جس مقام پر تجھے جانا چاہیے تھا وہ تجھے مل گیا ہے۔ حضرت ابی عبداللہؑ نے فرمایا: یہ دینِ خدا اور وہ دین ہے جس کو خدا نے اپنے پسندیدہ بندوں کے

لیے پسند کیا ہے۔

(۲۳)

کتاب روضۃ الواعظین میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''نعمتوں کے دشمنوں پر صبر کرو' کیونکہ تو اس کا ازالہ نہیں کرسکتا' پس جس نے تیرے بارے میں خدا کی نافرمانی کی ہے تیرے لیے بہتر ہے کہ خواص کے بارے میں خدا کی اطاعت کر''۔

(۲۴)

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''صبر کی دو قسمیں ہیں: صبر اُس چیز پر جس کو تو پسند نہیں کرتا۔ صبر اُس چیز پر کہ جس کو تو پسند کرتا ہے۔ صبر کا تعلّق ایمان کے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے سر کا تعلّق بدن کے ساتھ ہے۔ جس بدن کے ساتھ سر نہیں اُس بدن کا کوئی فائدہ نہیں اور جس ایمان کے ساتھ صبر نہیں اُس ایمان کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے''۔

(۲۵)

حضرتؑ نے فرمایا کہ صبر تین قسم کا ہے: ''۱- بندگی اور اطاعتِ خدا پر صبر کرنا ۲- گناہ پر صبر کرنا ۳- مصیبت پر صبر کرنا''۔

(۲۶)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تو خدا تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے زراعت کرو اور اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤ۔ آدمؑ جنت سے نکلے اور اُس کی نعمتوں سے محرومی کی وجہ سے کچھ مدت پریشان رہے اور دو سال تک جنت سے نکلنے پر مسلسل روئے۔ اور اس کے بعد آپؑ نے خدا کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور تین دن تک سر کو سجدہ سے نہ اُٹھایا اور اس کے بعد بارگاہِ توحید میں عرض کیا: اے خدا! کیا تو نے اپنے دستِ قدرت سے مجھے خلق نہیں فرمایا؟ جواب ملا کہ ہاں میں نے تجھے خلق کیا ہے' لیکن کیا تو نے صبر کیا یا میرا شکر ادا کیا؟ آدمؑ نے عرض کی: تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ پس میں نے اپنے اُوپر ظلم کیا ہے تو میرے اُوپر مہربانی فرما اور میرے گناہ کو معاف فرما دے کیونکہ تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی توبہ کو قبول کیا' کیونکہ وہ توبہ کو قبول کرنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے''۔

۲۷

حضرت عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''لوگوں کو دو خصلتوں کا حکم دیا گیا ہے اور لوگوں نے ان دونوں کو ضائع کر دیا ہے' اور اُن کے خلاف کو انجام دیا ہے ایک صبر تھا اور دوسرا رازداری تھی''۔

۲۸

حفص بن غیاث نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے حفص! جس نے صبر کیا اُس نے تھوڑا صبر کیا اور جس نے بے صبری کی اُس نے تھوڑی بے صبری کی ہے''۔

۲۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تم لوگوں پر ضروری ہے کہ تم اپنے تمام کاموں پر صبر کرو' کیونکہ خداوند کریم نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا ہے اور اس کے بعد صبر اور تواضع کا حکم دیا ہے اور خدا نے فرمایا:

اے محمدؐ! یہ جو کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور احسن طریقہ سے ان سے دُوری اختیار کر اور صاحبانِ نعمت جو کہ جھوٹ بولتے ہیں ان کو میرے سپرد کردے۔(سورہ مزمل' آیت ۱۱)

ایسے ہی خداوند کریم نے سورہ فصلت آیت ۳۳' ۳۴ میں فرمایا ہے کہ: اے رسولؐ! لوگوں کی بدی کا احسن طریقہ سے بدلہ دے' تا کہ وہ لوگ جو تیرے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں گویا کہ تیرے دوست بن جائیں اور اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا' مگر صبر کرنے سے اور اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا' مگر وہ جسے بہت زیادہ حصّہ ملا ہوا ہے۔

پس اس کے بعد رسولِؐ خدا نے صبر کیا' یہاں تک آپؐ کو بہت زیادہ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور آپؐ نے ان کا مقابلہ صبر سے کیا۔ پس رسولؐ کا دل تنگ ہوا تو حکمِ خدا نازل ہوا:

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ ''اے رسول! ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی باتوں کی وجہ سے تیرا دل تنگ ہوگیا ہے' پس تم اپنے رب کی تسبیح اور حمد کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوجاؤ''۔(سورہ حجر' آیت ۹۷-۹۸)

اس کے بعد ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی اور اُن کی طرف نازیبا قسم کی نسبتیں دیں اور آپؐ کو دُور کردیا۔ اس وجہ سے رسولِؐ خدا

غمگین اور افسردہ حال ہوگئے۔ اس کے بعد پھر خدا نے فرمایا:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا (سورہ انعام' آیت ۳۳'۳۴) ''اے رسولؐ! ہم جانتے ہیں کہ اُن کی باتیں آپؐ کو غمگین کرتی ہیں پس یہ تیری تکذیب کرتے ہیں' لیکن ستم گر آیات کا انکار کر رہے ہیں اور تم سے رسولوں کی بھی اُن لوگوں نے تکذیب کی ہے' لیکن اُنھوں نے اُن کی جھوٹی باتوں پر صبر کیا' یہاں تک کہ ہماری مدد اُن تک آ گئی''۔

پس اس کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اُوپر صبر کو لازم و واجب قرار دیا اور اُنھوں نے حد سے زیادتی بھی کی تو رسولِ خداؐ نے اُن کے مقابلے میں ذکرِ خدا کیا۔ اس کے بعد فرمایا: میں نے اپنے بارے' اپنے خاندان اور عزت و آبرو کے بارے میں صبر کیا ہے۔ اے خدا! یہ جو کام کر رہے ہیں اب مجھ سے اس سے زیادہ صبر نہیں کیا جاسکتا' پس اس کے بعد خداوند کریم نے دوبارہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ○ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ''تحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں خلق کیا ہے' کوئی زحمت اور مصیبت ہم تک نہیں آئی پس یہ جو کچھ کہتے ہیں ان پر تو صبر کر''۔

پس اس کے بعد رسولِ خداؐ نے تمام حالات میں صبر فرمایا اور اپنے تمام ائمہؑ اور ہادیانِ برحق کو بھی بشارت دی اور ان کو بھی صبر کی تلقین فرمائی: اس کے بعد خداوند متعال نے فرمایا:

وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

يُوْقِنُوْنَ ۝ (سورہ سجدہ ۲۴) "اور ہم نے ان کو امام قرار دیا کہ وہ ہمارے امر کی رہنمائی کریں اور صبر کریں اور وہ ہماری نشانیوں پر بھی یقین رکھتے ہیں"۔

اس وقت رسولِ خدا نے فرمایا: صبر ایمان کے ساتھ ایسے ہی ہے جیسا کہ سر بدن کے ساتھ ہے۔ پس خدا نے اس صبر کی وجہ سے رسولِ خدا کا شکریہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ۝ (سورہ اعراف آیہ ۱۳۷) "تیرے رب کے کلماتِ حسنٰی بنی اسرائیل پر مکمل ہوگئے اور یہ مقام اُن کو صبر کی وجہ سے حاصل ہوا۔ ہر وہ چیز جس کو فرعون اور اُس کی قوم نے بنایا تھا ہم نے اُس کو خراب کر دیا اور جو کچھ اُنھوں نے بلند کیا تھا اس کو ہم نے نابود کر دیا"۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسولِ خدا نے فرمایا: یہ بشارت اور انتقام حق ہے اور اس کے بعد خداوند متعال نے مشرکوں کے قتل کو مباح اور آزاد قرار دیا اور اس کے بعد فرمایا:

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ "پس ان مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کر دو اور ان کو پکڑ دو اور قیدی بنا دو اور جس راستے سے بھی گزریں اُن کے سروں پر بیٹھ جاؤ"۔

پس خدا نے رسولؐ اور اُس کے دوستوں کی زبانی ان مشرکوں پر لعنت کروائی اور ان کے صبر کے ثواب اور اجر کو اُن کے لیے آخرت کا ذخیرہ قرار دیا۔ پس جو بھی خدا کی رضا کی خاطر صبر کرے گا تو وہ دنیا میں نہیں   مگر یہ اس کے دشمنوں کے بارے میں اس کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ یہ دنیاوی اجر اُخروی ثواب و اجر کے علاوہ ہے۔

۳۰

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب کوئی مومن قبر میں جاتا ہے تو نماز اس کی دائیں طرف اور زکوٰۃ اُس کے بائیں طرف اور دوسری نیکیاں اس پر سایہ کیے ہوئے ہوتی ہیں۔ اور صبر اُس کے ایک طرف ہوتا ہے اور جب دو فرشتے سوال کرنے والے اس مومن کے پاس آتے ہیں تو صبر نماز، زکوٰۃ اور دوسری نیکیوں سے کہتا ہے کہ اپنے ساتھی کی حفاظت کرو اور اگر تم اس کی حفاظت سے عاجز ہو جاؤ تو پھر میں اُس کی حفاظت کے لیے ہوں''۔

۳۱

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''صبر کی دو اقسام ہیں: ۱- صبر وہ ہے جو کسی مصیبت پر کیا جائے۔ یہ بھی اچھا اور پسندیدہ ہے، لیکن اس سے بہتر وہ صبر ہے جو صابرین اور اہلِ تقویٰ سے کسی حرام پر واقع ہوتا ہے''۔

۳۲

جناب جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حالتِ فاقہ اور حاجتِ عفت اور بے نیازی کے وقت صبر کی جوانمردی یہ اعطاء کی جوانمردی سے افضل ہے''۔

۳۳

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے قولِ خدا تعالیٰ و تبارک کے بارے میں

یایہا الذین امنوا صبروا وصابروا سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: مصائب پر صبر کرو۔

۳۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ "خدا نے ایک قوم پر نعمت نازل فرمائی اور اس قوم نے شکر ادا نہ کیا تو وہی نعمت اس قوم کے لیے وبالِ جان بن گئی اور ایک قوم پر مصیبت نازل ہوئی اور اس نے صبر کیا تو خدا نے اس مصیبت کو اُن کے لیے نعمت قرار دیا"۔

۳۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو مومن کسی بلاء میں مبتلا ہوجائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اُس کا اجر وثواب ہزار شہید کے برابر ہے"۔

۳۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "جنت میں ایک بلند درجہ ہے اور اس درجہ کو کوئی نہیں پاسکتا، مگر جسم کے بیمار ہونے سے"۔

۳۷

ابوبصیر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں آپ پر قربان ہوجاؤں، میں نے سنا ہے کہ خداوند دنیا میں کسی کو دونوں آنکھوں سے محروم نہیں کرتا، مگر یہ کہ اُس کے لیے جنت کو عوض قرار د

ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: ''اس دنیا میں ایک چیز ہے جو جنت سے افضل ہے' جس سے یہ محروم ہے تو میں نے عرض کیا: اے مولاؑ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ وجہِ خدا کی طرف نظر کرنا ہے''۔

(۲۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''نعمت کے دشمنوں پر صبر کرو کیونکہ تو ہرگز اس کا ازالہ نہیں کرسکتا' جو تیرے بارے میں خدا سے نافرمانی کرے۔ بہتر ہے کہ تو اس سے اُس کے حق میں خدا کی اطاعت کرے''۔

○○○

چھٹی فصل

ادائے شکر کے بارے میں

(۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''آسمان سے کوئی چیز نہیں اُتری جو ان تین سے کم اور بہتر ہو۔ ۱- تسلیم حکم خدا کے مقابلے میں ہو ۲- نیکی ۳- یقین''۔

(۲)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی کھانا کھلانے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اُس کا اجر و ثواب اُس شخص کی مانند ہے جو خدا کے لیے روزہ رکھتا ہے۔ اور اگر تندرستی کے لیے شکریہ ادا کیا جائے تو اُس کا ثواب اس مصیبت زدہ کے برابر ہے جو صابر ہے اور کوئی بخشش کرنے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اس شخص کا ثواب اور اجر محروم و قانع کے اجر و ثواب کے برابر ہے''۔

(۳)

عبد بن کامل نے کہا ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسنؑ سے عرض کیا کہ خدا نے مجھے اتنی چیزیں عطا کی ہیں کہ اگر میں ان کا حساب لگاؤں، تو نہیں کر سکتا۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں سے آئیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تیرا نہ جاننا یہ اُس کا شکر ہے۔

(۴)

ایک روایت میں ہے کہ "شکر اور حمد کو کم شمار نہ کرو"۔

(۵)

رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "خدا کسی کے لیے شکر کا دروازہ نہیں کھولتا، مگر اس لیے کہ اُس کے لیے زیادہ ذخیرہ کرے"۔

(۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اگر خدا نے تجھے خوشحال بنایا ہے تو اُس کا شکر ادا کرو اور اگر بدحال ہے تو استغفار کرو"۔

(۷)

سنان بن طریق کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ امام علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے خدا سے گھر مانگا تو اس ذات رحیم و کریم نے مجھے عطا کر دیا۔ میں نے اُس سے ایک ہزار درہم کی دعا کی تو اس نے وہ بھی عطا کر دیا۔ میں نے ایک خدمت گار طلب کیا تو وہ بھی اس نے عطا کیا۔

حضرتؑ نے پوچھا: اب تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ الحمدللہ! آپؑ نے فرمایا: جو کچھ تو نے کہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تجھے عطا کیا گیا ہے۔

(۸)

سعد بن یزید کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کسی کو دیکھتا ہوں کہ اُس کی زندگی سخت ہے اور وہ تنگی میں زندگی بسر کر رہا ہے اور میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں تو میں اس دنیا میں وسعت و کشائش میں زندگی بسر کر رہا ہوں اور کسی چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا' مگر یہ کہ اُس چیز سے اپنی مطلوبہ کو پالیتا ہوں' لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کی طرف جو مجھ سے بہتر و افضل ہے' لیکن اُس کے لیے یہ دنیا اتنی وسیع نہیں ہے۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ میرے گناہوں کی وجہ سے خدا میری بھی آخرت کہیں بری نہ کردے۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم' خدا کی حمد کے ساتھ ایسا نہیں ہوسکتا۔

(۹)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مومن جب بازار میں جاتا ہے تو اس سے ۲/۱ درہم یا ۳/۱ درہم کا ایک لباس خریدتا ہے اور اس کے بعد خدا کا شکر ادا کرتا ہے' اور جب وہ اس کو پہنتا ہے تو قبل اس کے کہ وہ شلوار اس رات تک آئے خدا اس کو بخش دیتا ہے''۔

(۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:
''جب مومن کھانا کھانے اور پانی پینے سے سیر ہوجائے اور بعد میں وہ خدا کا شکر ادا کرے' تو خدا اُس کو ایک روزہ دار کے برابر اجر و ثواب عطا کرتا ہے' کیونکہ خدا شاکر

ہے اور شکر کرنے والے کو پسند کرتا ہے"۔

(۱۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب انسان پانی پیتا ہے تو خدا اس کو اس پانی کے پینے کی وجہ سے جنتی قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب انسان پانی کا برتن اٹھاتا ہے اور اس کو منہ کے قریب لگاتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے اور اس کے بعد پانی کو نوش کرتا ہے اور اس کے بعد برتن کو اس حالت میں ابھی اسے پیاس ہوتی ہے اپنے منہ سے دُور کرتا ہے اور شکر اور خدا کی حمد کو بجالاتا ہے۔ اور دوبارہ برتن کو منہ لگاتا ہے اور پانی نوش کرتا ہے اور پھر برتن کو منہ سے دُور کرتا ہے اور شکرِ خدا ادا کرتا ہے اور اس کے بعد برتن اٹھاتا ہے اور پانی پیتا ہے اور پھر منہ سے اُٹھا کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ پس خداوند عالم اُس کام کی وجہ سے اس کے لیے جنت کو واجب قرار دیتا ہے۔

(۱۲)

حضرت عیسیٰ بن مریمؑ (دونوں ماں بیٹے پر سلام ہو) نے فرمایا کہ "لوگ دو طرح کے ہیں: مریض اور تندرست۔ پس سلامتی پر خدا کا شکر ادا کرو اور مریضوں پر رحم کرو"۔

(۱۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ "اہلِ مصیبت کی طرف نظر نہ کرو کیونکہ تمہارا اُن کی طرف دیکھنا ان کو غمگین کر دیتا ہے"۔

۱۴

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''وہ خوش نہیں ہیں کہ اس مصیبت زدہ کی آواز کو سنے جو مصیبت سے پناہ مانگتا ہو''۔

۱۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص باوضو ہو کر کسی نعمت کے لیے خدا کا سجدۂ شکر ادا کرے تو خدا اس کو دس نیکیاں عطا کرے گا اور دس بڑے بڑے گناہ اس کے معاف کر دے گا''۔

۱۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ایک دن حضرت رسولِ خدا اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ سجدہ میں چلے گئے۔ آپؐ نے سجدے کو اتنا طول دیا کہ صحابہ نے گمان کیا کہ آج رسول سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے اور کچھ دیر کے بعد رسولِ خدا نے سر سجدے سے اُٹھا لیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آج اتنا طویل سجدہ کیا ہم سمجھے کہ شاید آپؐ سر سجدے سے نہیں اٹھائیں گے۔

آپؐ نے فرمایا: خدا کی طرف سے جبرائیلؑ آئے تھے اور اُس نے کہا کہ اے محمدؐ! آپؐ کا پروردگار آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں تیری اُمت میں سے جو تجھے دوست رکھتا ہو اس کو ہرگز بدحال نہیں کروں گا اور ہرگز میں کسی مومن پر قضا جو اس کو بدحال کرے یا اس کو خوش کرے، مگر اس حکم میں اس مومن کے لیے اچھائی

ہوگی۔

حضرتؑ نے فرمایا: ''میرے پاس کوئی مال نہیں کہ میں اُس کا صدقہ کروں اور کوئی بندہ نہیں کہ میں اُس کو آزاد کروں۔ میں نے اس کا سجدہ شکر ادا کیا ہے اور اسکا اس نعمت پر شکر و حمد کیا ہے''۔

(۱۷)

ابوعبید حزاء کہتا ہے کہ میں حضرت ابوجعفر علیہ السلام کے ساتھ مدینہ کے راہ میں تھا کہ اچانک آنحضرتؑ سجدے میں چلے گئے اور جب سجدہ مکمل ہوا تو آپؑ نے سر اُٹھایا اور مجھے فرمایا کہ اے زیاد! جب میں سجدہ میں تھا تو نے کوئی کراہت مجھ سے دیکھی ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں' ہاں میں نے دیکھی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: خدا نے مجھے ایک نعمت عطا کی تھی اور وہ مجھے یاد آ گئی تو میں نے برا محسوس کیا کہ اس کا شکر ادا کرنے کے بغیر میں گزر جاؤں۔

(۱۸)

ہشام بن احمد کہتا ہے کہ میں حضرت ابوالحسنؑ کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں تھا کہ اچانک آنحضرتؑ اپنی سواری سے اُترے اور سجدے میں چلے گئے اور آپؑ نے سجدے کو بہت طول دیا۔ آپؑ نے جب سجدے سے سر اُٹھایا تو دوبارہ سواری پر سوار ہو گئے۔

میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں آپؑ نے سجدے کو اتنا طولانی کیوں کیا؟ آپؑ نے فرمایا: خدا نے مجھے ایک نعمت عطا فرمائی تھی وہ مجھے یاد آ گئی تو میں نے چاہا کہ اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کروں۔

(۱۹)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جب خدا کسی بندے کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے اور وہ بندہ اس نعمت کو دل سے قبول کرتا ہے اور اُس کی معرفت حاصل کرتا ہے کہ یہ اس ذات پُر برکت کی طرف سے ہے اور وہ اس نعمت کا زبان سے شکر ادا کرتا ہے تو ابھی بندہ کے کلمات شکر مکمل نہیں ہوتے کہ خدا اس نعمت کی زیادتی کا حکم دیتا ہے اور اس لیے خدا نے فرمایا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (سورہ ابراہیم' آیت ۷) ''کہ اگر تم نعمت کا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور اس کو زیادہ کروں گا''۔

(۲۰)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''خدا کے بندوں سے شکر کبھی جدا نہیں ہوسکتا''۔

(۲۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ آپؑ نے فرمایا: اس ذات کا شکر ہے کہ جس نے نعمت کو عطا کیا ہے اور اس کے حقوق کو ادا کرے''۔

(۲۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''نعماتِ

خدا کا احسن طریقہ سے شکر ادا کرو۔ اُس وقت سے جب تم سے نعمتیں واپس لے لی جائیں اور دوسروں کی طرف منتقل ہو جائیں۔ بہر حال یہ جان لو کہ نعمت ایک سے دوسرے کی طرف کبھی منتقل نہیں ہوتی اور یہ بعید نہیں کہ اُس کی طرف واپس لوٹ جائے''۔

۲۳

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''بہت کم چیزیں ہیں جو ایک دفعہ چلی جائے اور وہ پھر لوٹ کر آئے''۔

۲۴

معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:
''خدا سے ڈرو اور اپنے اُوپر تواضع، شکر اور حمد کو لازم قرار دو کیونکہ تحقیق بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا کہ اس نے ایک رات خواب میں کسی کو دیکھا جو اُس کو یہ کہہ رہا تھا کہ تیری آدھی زندگی میں وسعتِ رزق ہے تو انتخاب کر کہ تو کون سے حصّے میں امارت اور وسعتِ رزق لینا چاہتا ہے۔

اُس نے عرض کی: میری ایک شریکِ حیات ہے (یعنی میں اس سے مشورہ کرلوں) جیسے ہی صبح کو بیدار ہوا تو اُس نے اپنی زوجہ سے مشورہ کیا کہ گذشتہ رات کسی نے مجھے خواب میں خبر دی ہے کہ تیری آدھی زندگی میں امارت اور وسعتِ رزق ہے جس نصف کو تو اختیار کرنا چاہتا ہے کر لے۔ زوجہ نے مشورہ دیا کہ نصف اوّل کو اختیار کرو۔ اُس نے کہا کہ یہ تیرے لیے کر رہا ہوں۔ پس اُس کے بعد دنیا نے اپنی پوری توجہ اس کی طرف مبذول کر لی (یعنی اس کو امارت نصیب ہوگئی) جیسے ہی خدا اس کو کوئی نعمت عطا کرتا تو اس کی زوجہ کہتی کہ تیرا فلاں ہمسایہ ضرورت مند ہے تو یہ نعمت اُس کو

دے دے یا فلاں تیرا رشتہ دار ہے تو اس کو دے دے۔ وہ اس حال میں ہو گئے کہ جو نعمت بھی اُن کو ملتی وہ کسی کو بخش دیتے یا صدقہ کردیتے اور اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے۔

ایک رات دوبارہ اُس نے اُس مرد کو خواب میں دیکھا تو اُس نے فرمایا کہ تیرا امارت والا عمر کا حصّہ ختم ہو گیا ہے اب تیرا کیا خیال ہے؟ اُس نے عرض کی کہ میں اپنی شریکِ حیات سے مشورہ کرلوں۔ جیسے ہی صبح کو بیدار ہوا تو اُس نے اپنی زوجہ کو اس معاملہ سے آگاہ کیا اور اُس سے کہا کہ اب کیا کرنا ہے؟ اُس کی زوجہ نے کہا خدا نے ہمیں نعمتیں دی اور ہم نے اس کا شکر ادا کیا اب خدا کے لیے سزاوار ہے کہ وہ وفا کرے۔ اُس نے کہا کہ تیرے لیے پوری زندگی امارت ہے"۔

۲۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "تین چیزوں کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی: ۱- گرفتاری کے وقت دعا ۲- گناہ کے وقت طلبِ مغفرت ۳-نعمت کے وقت شکر ادا کرنا"۔

۲۶

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ "تورات میں تحریر ہے کہ جو تجھے نعمت دے اُس کا شکریہ ادا کر اور جو تیرا شکر ادا کرے اس کو تو نعمت عطا کر، کیونکہ جب تو شکر ادا کرے گا تو نعمتیں زائل اور نابود نہیں ہوں گئیں اور جب تو ان نعمتوں کا کفران اور ناشکری کرے گا تو اس وقت ان کو بقا حاصل نہیں ہوگی اور شکر ادا کرنے سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور تغیرِ نعمت سے شکر ادا کرنا امان ہے"۔

۲۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو خدا سے کوئی فائدہ حاصل کرے اور اُس کا شکر ادا کرے تو خدا کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس فائدے (نعمت) کو زیادہ کرے اور جو کوئی شکر کو ضائع اور تباہ کردے پس اس نے نعمت کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔ پس وہ نعمت کے تغیّر اور زائل ہونے سے امن میں نہیں ہے“۔

۲۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ راوی نے عرض کی: ”خدا سے میں نے مال طلب کیا تو اُس نے مجھے عطا کردیا ہے۔ اب میں کم کم ڈرتا ہوں، کہیں سرانجام بد نہ ہوجائے تو آپؐ نے فرمایا: شکرِ خدا ادا کرنے سے انجامِ بد نہیں ہوگا“۔

۲۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”تحقیق میں پسند نہیں کرتا کہ خدا مجھے نعمت تازہ عطا کرے، مگر یہ کہ میں اس نعمت پر خدا کا سو مرتبہ شکر ادا نہ کروں“۔

۳۰

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنگ میں ہمیں بھیجا اور آپؐ نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا: خدایا! تحقیق ان کو

میری خاطر سلامتی سے واپس لوٹا دے اگر تو ان کو واپس سلامتی سے لوٹا دے گا تو میں تیری شان کے مطابق تیرا شکر ادا کروں گا اور کچھ مدت کے بعد سب سلامتی سے واپس لوٹ آئے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: الحمدللہ! اے خدا! تیرا فراوانِ نعمتوں پر شکر ہے۔

﴿۳۱﴾

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خداؐ جب کسی چیز کو پسند کرتے تو آپؐ اُس کی طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے: الحمدلله الحسن الجميل ''حمد ہے خدا کے لیے جو کہ نیک و جمیل ہے''۔ اور جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے اور اُس کی طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے: الحمدلله علی کل حال ، الحمدلله علی هذه الحال ''حمد ہے خدا کی تمام حالتوں میں اور حمد ہے خدا کی اس حالت میں''۔

﴿۳۲﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ''جب وہ کسی چیز سے خوش ہوتے تو فرماتے: تمام حمد ہے خدا کی اس نعمت پر اور جب کوئی چیز آپ کو ناخوش کرتی تو آپؐ فرماتے: تمام حمد ہے خدا کی ہر حال میں''۔

﴿۳۳﴾

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''نعمتوں پر شکر ادا کرنا یہ ہے کہ خدا کے محارم سے اجتناب کیا جائے اور بندے کا مکمل الحمدلله رب العلمين کہنا مکمل شکر ادا کرنا ہے''۔

۳۴

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''نعمت پر خدا کی حمد کرنا یہ اس کا شکر ادا کرنا ہے' اور خدا کی حمد بجا لانا اس نعمت سے افضل ہے''۔

۳۵

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: میرا شکر اس طرح سے ادا کرو کہ جس طرح میرا شکر ادا کرنے کا حق ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: اے خدا! میں کس طرح تیرا شکر ادا کرسکتا ہوں' حالانکہ نعمت بھی تیری طرف سے ہے اور اس پر شکر ادا کرنا یہ بھی ایک نعمت ہے جو کہ تیری طرف سے ہے''۔

خدائے تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''اے موسیٰؑ! جب تجھے یہ معرفت حاصل ہو جائے کہ تحقیق یہ نعمت خدا کی طرف سے مجھے ملی ہے تو گویا تو نے میرا اس طرح شکر ادا کیا جس طرح شکر ادا کرنے کا حق ہے''۔

۳۶

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جب خدا کسی بندے کو نعمت عطا کرے اور وہ بندہ دل سے تسلیم کرے اور پہچان لے کہ یہ نعمت خدا کی طرف سے ہے تو گویا اس نے حقِ شکر ادا کر دیا ہے''۔

۳۷

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''خدا کی طرف سے نعمت کی زیادتی منقطع نہیں ہوتی، جب تک بندے کی طرف سے شکر منقطع نہ ہو جائے''۔

۳۸

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب بھی خدا کسی بندے کو نعمت عطا کرے اور وہ بندہ دل سے اس نعمت کو قبول کرے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اپنی زبان سے اس نعمت کی وجہ سے حمدِ خدا بجا لائے تو اس کے کلماتِ حمد ختم نہیں ہوں گے کہ خدا اس نعمت کی زیادتی کا حکم صادر فرما دے گا' کیونکہ خدا نے خود فرمایا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (سورہ ابراہیم: آیت ۷) ''اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور ان کو تمہارے لیے زیادہ کروں گا''۔

۳۹

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت کے قریب سے گزر رہے تھے کہ آپؐ نے دیکھا کہ وہ زمین سے پتھر اُٹھا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے درمیان مقابلہ ہو رہا ہے اور اس مقابلہ سے ہم قوی ترین کو معین کرنا چاہتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: کیا میں تم میں سے جو قوی ترین اور محکم ترین ہے اُس کے بارے میں خبر دوں؟ ان سب نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا: تم میں سے قوی ترین وہ ہے جو خوش ہے اور وہ اس کی خوشی اس کو گناہ اور باطل میں داخل نہ کرے۔ اور جب وہ غمگین ہو تو اس کا غم اس کو حق سے خارج نہ کرے اور جب اس کے پاس قدرت ہو تو ناحق کسی کو عطا نہ کرے۔

(۴۰)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے خدا کی خوشی طلب کرتا ہے تو خدا لوگوں کے معاملات میں اُس کی کفالت کرتا ہے اور جو خدا کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرتا ہے تو خدا اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے''۔

(۴۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب خداوند کریم کسی گروہ کو کوئی نعمت عطا کرے لیکن وہ گروہ اس نعمت پر خدا کا شکر ادا نہ کریں پس خدا اس ناشکری کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت وآفت نازل کر دیتا ہے اور اگر خدا کسی گروہ پر کوئی مصیبت نازل کرے اور وہ گروہ اس مصیبت پر صبر کرے تو خدا اس مصیبت کو اُن کے لیے نعمت بنا دیتا ہے۔

(۴۲)

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''جب کوئی نئی نعمت تمھیں ملے تو اس کو قلتِ شکر کی وجہ سے تبدیل مت کرو''۔

۴۳

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''امیر لوگوں کے ہمنشین نہ بنو' کیونکہ جب کوئی بندہ امیروں کے ساتھ بیٹھتا ہے اور خدا کی نعمت کو اُن پر دیکھتا ہے تو وہ بندہ نہیں اٹھتا' یہاں تک کہ اس کے دل میں آتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت نہیں ہے۔ (یعنی نعمتِ خدا کا انکار کر دیتا ہے)''۔

۴۴

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ کی نعمتوں کو مکمل کرو' اُس کی قضا کو تسلیم کرنے اور اُس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کے ساتھ۔ اگر کوئی خدا کی قضا و حکم پر راضی نہیں ہے تو ہمارا نہیں ہے اور نہ ہی اُس کے لیے ہماری طرف سے کوئی راہ ہے''۔

OOO

ساتویں فصل

رضا کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''تحقیق لوگوں میں سے اعلَم ترین مرد وہ ہے جو حکمِ خدا پر سب سے زیادہ راضی ہو''۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''خدا کی اطاعت کی بنیاد صبر ہے اور خدا کے حکم پر راضی ہونا ہے خواہ وہ حکم اس بندے کو خوش کرے یا ناخوش کرے۔ بندہ کسی چیز پر خدا کی طرف سے راضی نہیں ہوتا خواہ وہ چیز اس کو خوش کرے یا ناخوش، مگر یہ کہ وہ رضایت اس بندہ کے لیے خیر ہوگی''۔

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ''خدا مومن کے لیے کسی چیز کا حکم نہیں کرتا کہ وہ مومن سے راضی ہو، مگر اس حکم میں مومن کے لیے خیر و صلاح پائی جاتی ہے''۔

(۴)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ”رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم! میری مخلوقات میں سے مومن سے زیادہ مجھے کوئی مخلوق زیادہ محبُوب نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نام میں نے اپنے نام پر مومن رکھا ہے۔ اور میں اس کو مشرق و مغرب میں محترم قرار دوں گا اور یہ میری طرف سے اس پر احسان ہے۔ اور میں اس کو مشرق و مغرب کا مالک بنا دوں گا اور یہ میری طرف سے اُس پر احسان ہے۔ پس ضروری ہے اس کے لیے کہ وہ میرے حکم پر راضی رہے اور میری طرف سے آنے والی مصیبت پر صبر کرے۔ اور میری نعمتوں پر شکر ادا کرے۔ اے احمدؐ (محمدؐ) میں اُس کو اپنی بارگاہ میں صدیقین کی صف میں قرار دوں گا“۔

(۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”حضرت حسن بن علیؑ نے عبداللہ بن جعفر سے ملاقات کی اور اُن سے پوچھا: اے عبداللہ! مومن کس طرح مومن ہوسکتا ہے، حالانکہ اُس کا حاکم ذاتِ خدا ہے۔ پس وہ شخص جس کے دل میں سوائے رضائے خدا کے کوئی خطور نہ کرے میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ دعا کرے گا تو ضرور اُس کی دعا مستجاب ہوگی“۔

(۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ

''راحت وسکون حکمِ خدا پر راضی ہونے اور یقین میں ہے اور ھم وغم شک اور خدا سے ناراضگی میں ہے''۔

(۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ''محبّتِ خدا کے بارے میں قلم جاری ہے۔ پس جس کو خدا نے منتخب فرمایا اُس کو مکرم بنایا اور جس کے لیے خدا نے خشم وغضب کو معین کیا اُس کی اہانت کی۔ رضایت اور ناراضگی مخلوقات میں سے خدا کی دو مخلوق ہیں۔ جس بندہ میں جو چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے''۔

(۸)

حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جس شخص کو خدا نے عاقل بنایا ہے اس کے لیے سزاوار یہ ہے کہ وہ اس کی عطا کی ہوئی روزی کو کم نہ سمجھے اور خدا کو کسی حکم پر متہم نہ کرے''۔

(۹)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حاجات کو پورا کرنا خدا کے ذمہ ہے' لیکن ان حوائج کے اسباب فراہم کرنا بندگانِ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا اگر کسی کی کوئی حاجت پوری نہ کرے تو اُس بندے کے لیے ضروری ہے کہ اس کو صبر اور رضایت خدا کے طور پر قبول کرے''۔

(۱۰)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''ناامیدی' رضایت اور ناراضگی

دونوں کے ساتھ جمع ہوتی ہے۔ پس جو کوئی کسی کام سے راضی ہو وہ اس کو انجام دیتا ہے اور اگر کسی کام سے ناراض ہو تو اُس کو وہ ترک کر دیتا ہے''۔

(۱۱)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آباء و اجداد سے روایت فرمائی کہ ایک جنگ میں لوگوں کا ایک گروہ رسولؐ خدا کے پاس آیا۔ رسولِ خدا نے فرمایا کہ یہ گروہ والے کون ہیں؟ ان لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم مومن ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی حد و حقیقت کیا ہے؟ اُن لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مصیبت و بلا کے وقت صبر کرنا' راحت وسکون کے وقت شکر وحمد بجا لانا اور حکمِ خدا پر راضی ہونا۔

آپؐ نے فرمایا: یہ حکماء اور علماء ہیں اور بعید نہیں کہ یہ فقاہت میں انبیاء کے درجے پر ہوں۔ اگر یہ بیان کردہ میں سچے ہیں۔ اُن گھروں کو نہ بناؤ جن میں تم نے رہنا نہیں اور ایسے مال کا ذخیرہ نہ کرو' جس کو تم نے کھانا نہیں اور اُس خدا سے ڈرو جس کی طرف تم نے واپس جانا ہے۔

(۱۲)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''صبر اور حکمِ خدا سے راضی ہونا' یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بنیاد ہے۔ پس اگر کوئی شخص صبر کرے اور خدا کی طرف سے جو بھی حکم اس کے لیے آیا ہو خواہ وہ اس سے خوش ہو یا ناراض' اس حکم پر راضی ہو جائے تو خداوند کریم اُس کے لیے اس حکم میں (جس سے وہ ناخوش یا خوش گیا ہے) سے خیر و خوبی کو مقدر کرے گا''۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کا ایک صحابی آپؑ کی خدمت میں اس وقت

حاضر ہوا جب آپؑ مرضِ موت میں مبتلا تھے۔ آپؑ کے سر کے علاوہ باقی تمام جسم خشک ہو چکا تھا۔ صحابی نے رونا شروع کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا: "تو کیوں رو رہا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ میں آپؑ کو اس حالت میں دیکھ رہا ہوں پھر کیوں نہ روؤں"۔

آپؑ نے فرمایا: "ایسا مت کر۔ تحقیق مومن کے سامنے تمام خوبیاں پیش ہوئی ہیں۔ اگر مومن کا کوئی عضو کٹ جائے تو اس میں بھی کوئی خوبی ہے اور اگر وہ مشرق و مغرب کا مالک بن جائے تو یہ اس کے لیے اچھائی ہے"۔

۱۳

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کی نعمت کا شکر محارمِ الٰہی سے اجتناب کرنا ہے"۔

۱۴

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "ایک رات رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہنے کے لیے حضرت بی بی عائشہ کی باری تھی۔ اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیوں اپنے آپ کو اس قدر زحمت میں ڈال رہے ہیں، حالانکہ خدا نے آپؐ کے گذشتہ و آئندہ کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ (معصوم گناہ نہیں کرتا، یہ محاورۃً سوال کیا جا رہا ہے)"

رسولِ خدا نے فرمایا: "کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ بی بی عائشہ کہتی ہے کہ حضورؐ عبادتِ خدا کے وقت اپنے پاؤں کی انگلیوں کے سہارے کھڑے ہوئے تھے۔ اُس وقت قرآن کی یہ آیتِ مجیدہ نازل ہوئی کہ: "اے رسولؐ! ہم نے قرآن کو اس لیے نازل نہیں کیا تم اپنے آپ کو اتنی زحمت و رنج میں ڈال لو"۔ (سورہ طٰہٰ، آیت ۱-۲)

آٹھویں فصل

حُسنِ ظن کے بارے میں

(1)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب سے میں نے پڑھا ہے کہ تحقیق رسولِ خدا نے قنبرؓ سے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ مومن کو دنیا و آخرت خیرا عطا نہیں کی جاتی مگر خدا کے بارے میں اچھے گمان کی وجہ سے اور خدا سے امیدواری کی وجہ سے' اور اس کے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے اور لوگوں کی غیبت سے اجتناب کی وجہ سے۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ کسی مومن کو توبہ و استغفار کے بعد عذاب نہیں دیا جائے گا' مگر اس کا خدا کے بارے میں بُرے گمان کی وجہ سے اور اللہ سے امیدواری میں تقصیر کی وجہ سے۔ اور اس کے بُرے اخلاق کی وجہ سے اور مومن کی غیبت کرنے کی وجہ سے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ کسی مومن بندے کا خدا کے بارے میں حُسنِ ظن اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ خدا کو اپنے گمان کے سامنے نہ رکھے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور خیرات تمام کی تمام اس کے ہاتھ میں ہیں' خدا شرم و حیا محسوس کرتا ہے کہ ایک مومن اس کے بارے میں حُسنِ ظن رکھے اور اُمیدواری

رکھے اور خدا اس کے گمان اور امید کی مخالفت کرے۔ پس خدا کے بارے میں اپنے ظن و گمان کو نیک اور اچھا رکھو اور اس ذات کی طرف میلان اختیار کرو۔

۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کسی بندے کا خدا کے بارے میں اس وقت تک حُسنِ ظن نہیں پیدا ہوسکتا' جب تک وہ خدا کو اپنے گمان کے نزدیک قرار نہ دے اس لیے کہ خدا نے فرمایا:

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ''وہ تمہارا خدا کے بارے میں گمان باطل تھا کہ خدا کے بارے میں تم نے گمانِ بد کیا اور تم کو اس گمانِ بد نے ہلاک کر دیا اور تم نقصان اٹھانے والے ہو گئے ہو''۔ (سورہ فصلت' آیت ۲۳)

۳

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کسی کام کے لیے روانہ کیا۔ جب وہ واپس آئے تو ان میں سے ایک مشک کی مانند خشک تھا اور دوسرا خوشحال و سرحال اور موٹا تھا۔ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے اس کمزور سے سوال کیا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تیری یہ حالت ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ خوفِ خدا سے۔ آپؑ نے دوسرے موٹے سے سوال کیا کہ میں تیری یہ حالت دیکھ رہا ہوں یہ کیوں؟ اُس نے عرض کیا کہ میں خدا کے بارے میں اچھا گمان رکھتا تھا''۔

(۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ”حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی: اس شخص نے تیرے اُوپر ایمان نہیں رکھا جس نے تیری معرفت حاصل کی لیکن تیرے بارے میں گمان اچھا نہیں رکھا“۔

(۵)

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی مومن نہ مرے مگر یہ کہ خدا کے بارے میں اُس کا گمان نیک اور اچھا ہونا چاہیے' کیونکہ خدا کے بارے میں حُسنِ ظن کی قیمت جنت ہے“۔

(۶)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ان کے دو ساتھی قید ہوئے تھے۔ جب وہ زندان سے رہا ہوئے تو اُن میں سے ایک لاغر اور دوسرا صحت مند تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اُس صحت مند سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم کو میں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے جواب عرض کیا: خدا کے بارے میں نیک اور اچھے گمان کی وجہ سے میری یہ حالت ہے اور پھر حضرت موسیٰؑ نے کمزور سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تیری یہ حالت ہے؟ اُس نے عرض کی: خدا کے خوف نے مجھے اس طرح کر دیا ہے“۔

حضرت موسیٰؑ نے اُس کے بعد اپنے ہاتھ خدا کی بارگاہ میں بلند فرمائے اور عرض کی: اے خدا! ہم نے ان دونوں کی باتوں کو سنا ہے؟ مجھے بیان فرما کہ ان دونوں

میں سے بہتر کون ہے؟

خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ ''وہ شخص ان میں سے بہتر ہے جس نے میرے بارے میں نیک گمان کیا ہے؟''

ooo

نویں فصل

غور وفکر کرنے کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا فرمان ہے:

''خوش بخت ہے وہ شخص جس کی خاموشی فکر ہے، جس کی نظر میں عبرت ہے، جس کی کلام ذکرِ خدا ہے۔ جو اپنے گناہوں پر گریہ کرتا ہے اور لوگ اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ ہیں''۔

(۲)

حسن صیقل سے روایت ہے کہ میں نے ابا عبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک لحظہ کا فکر کرنا پوری رات کی عبادت سے افضل ہے؟ آپؑ نے جواب میں فرمایا: ہاں، ایسے ہی ہے، کیونکہ رسولِ خداؐ نے فرمایا: ایک ساعت کا فکر کرنا پوری رات کی عبادت سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی: مولاؑ کس طرح فکر کی جائے؟ آپؑ نے فرمایا: جیسے ہی کسی خرابے کے قریب سے گزرو تو فکر کرو اور کہو کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں، جنہوں نے تجھے بنایا تھا اور تیرے رہنے والے کہاں گئے ہیں وہ جواب کیوں نہیں دیتے؟

(۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنی ایک کلام میں فرمایا: فکروتفکر کرنا بنی آدم کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور ندامت انسان کو بدی اور نیکی کے ترک کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ اور وہ چیز جو نابود ہوجائے گی اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ سزاوار یہ ہے کہ اس چیز کو اختیار کیا جائے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اگرچہ اس کا حصول مشکل ہو''۔

(۴)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: تمام خوبیوں کو تین صفات میں جمع کردیا گیا ہے: ۱- نگاہ ۲- سکوت ۳- سخن۔

وہ نظر جس میں عبرت اور بیداری کا سبب نہ بنے وہ اشتباہ ہے۔ جس سکوت و خاموشی میں فکر واندیشہ نہ ہو وہ خاموشی بے فائدہ ہے غفلت ہے بے خبری ہے اور وہ کلام جس میں ذکرِ خدا نہ ہو وہ بیہودہ' لغو اور باطل ہے۔

ooo

دسویں فصل

ایمان اور اسلام کے بارے میں

(۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں آپ کی خدمت میں اس لیے آیا ہوں کہ اسلام پر آپ کی بیعت کرسکوں۔ رسولؐ خدا نے اس شخص کو فرمایا: اس بیعت میں اگر میں تمھیں تمہارے باپ کے قتل کرنے کا حکم دوں تو کیا تم قتل کرو گے؟ اس شخص نے کوئی جواب نہ دیا اور ہاتھوں کی مٹھی بناتے ہوئے چلا گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد آیا اور دوبارہ عرض کیا:

یارسولؐ اللہ! میں اسلام پر آپؐ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں کہ آپؐ نے پھر فرمایا: اگر میں حکم دوں کہ اپنے باپ کو قتل کردو تو قتل کرو گے۔ اس نے عرض کیا: ہاں' یارسولؐ اللہ! تو اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ مومن اپنے عمل کے یقین سے پہچانا جاتا ہے اور کافر اپنے عمل کے انکار سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اس خدا کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ انھوں نے اپنے کام کو نہیں پہچانا تاکہ عبرت ونصیحت حاصل کریں۔ کافر ومنافق اپنے اعمالِ خبیثہ کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

(۲)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''اہلِ دین و ایمان چند علامات سے پہچانے جاتے ہیں: ۱-جب بات کرتے ہیں تو سچ بولنے کے باعث' امانت کو ادا کرنے کی وجہ سے' وعدہ کو پورا کرنے کے سبب' صلہ رحم کی وجہ سے کمزور لوگوں پر رحم کرنے کی وجہ سے اور عورتوں سے کم لگاؤ کی وجہ سے' نیک کاموں کے انجام دینے کی وجہ سے اور حسنِ اخلاق اور وسعت قلبی کی وجہ سے۔ علم و دانش اور وہ عمل جس سے خدا کا تقرب حاصل ہو اس کی اتباع کرنے سے مومن و دین دار کی شناخت ہوتی ہے اور خوشحال اور مبارک کا مستحق ہے وہ شخص جس کا انجام نیک ہو''۔

(۳)

نیز حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''مومن اس وقت تک ایمان کا مزہ نہیں چکھ سکتا جب تک اس کو یہ یقین حاصل نہ ہو جائے کہ جو دکھ اور مصیبت اس کو پہنچا ہے وہ اس کی خطا اور گناہ کی وجہ سے نہیں ہے اور جو اس نے خطا اور گناہ کیا ہے اس کی مصیبت اس پر نازل نہیں ہوئی کیونکہ نفع و نقصان دینے والی خدا کی ذات ہے''۔

(۴)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کو خداوند کریم

نے چار ارکان پر قرار دیا ہے۔ صبر' یقین اور جہاد (اور ظاہراً چوتھا رکن راوی بھول گیا ہے جس کا اس نے ذکر نہیں کیا)"

۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "خدادولت و دنیا' دوست اور دشمن سب کو عطا کرتا ہے لیکن ایمان فقط اپنے دوست کو عطا کرتا ہے"۔

٦

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنا وضو درست کرے اور خضوع وخشوع سے احسن طریقہ سے نماز ادا کرے اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے غضب وغصہ پر قابو پائے اور اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھے اور اپنے گناہوں کے بارے طلبِ مغفرت کرے اور اپنے خاندان والوں کو نیکی کی نصیحت کرے تو مسلمہ طور پر اس نے حقائقِ ایمان کو کمال درجہ تک پہنچایا ہے اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے"۔

٧

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارث بن مالک بن نعمان انصاری سے ملاقات کی اور اس سے فرمایا: "اے حارث! تم نے آج کس حالت میں صبح کی ہے تو اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آج میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں مومن واقعی ہوں

تو آپؑ نے فرمایا کہ ہر ایمان کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں دنیا سے بیزار ہوں۔ راتوں کو شب بیداری کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھتا ہوں۔ گویا میں خدا کے عرش کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ حساب نزدیک ہو چکا ہے اور اہلِ جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کی زیارت کر رہے ہیں اور اہلِ دوزخ کو عذاب میں مبتلا دیکھ رہا ہوں۔

رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ تم واقعی مومن ہو اور خدا نے تمہارے دل کو ایمان کے نور سے منور فرمایا ہے۔ لہٰذا تم اپنے آپ کو اسی حالت میں ثابت رکھو اور خدا تمھیں اس حالت پر ثابت قدم رکھے پس اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے اپنے سب اعضاء سے زیادہ اپنی آنکھوں سے خوف آتا ہے تو رسولِ خدا نے اس کے لیے دعا مانگی۔ یوں اس کی آنکھوں کی بصارت ختم ہوگئی''۔

(۸)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے خدا کے اس فرمان وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ ''ان میں سے اکثر خدا پر ایمان نہیں لائے مگر یہ کہ مشرک ہوگئے ہیں'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: ''انہوں نے شیطان کی اتباع ان امور میں کی جو شرک آور ہیں''۔

(۹)

عبدالمومن انصاری سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''مومن کو خدا نے تین خصلتیں عطا فرمائی ہیں: ۱- دین و دنیا میں عزت ۲- آخرت میں نجات ۳- عالمین کے دلوں میں اس کی مصیبت''۔

(۱۰)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن وہ ہے جس سے دوسرے مومنوں کی جان و مال محفوظ رہیں۔ اور فرمایا کہ تم کو مسلمان واقعی کے بارے میں بتاؤں؟ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں سے ہجرت کرے اور وہ چیزیں کہ جن کو خدا نے حرام کیا ہے ان کو ترک کردے''۔

رسولِ خدا سے سوال کیا گیا کہ مومنوں میں سے سب سے افضل کون سا مومن ہے تو آپؐ نے فرمایا: ''جو سب سے زیادہ بخشش کرنے والا ہے''۔

(۱۱)

کتاب روضۃ الواعظین میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا گھر جھونپڑی ہوتا ہے اور اس کا کھانا کم ہوتا ہے اور اس کے بال پریشان ہوتے ہیں اور اس کا لباس پرانا اور دل خضوع کرنے والا ہوتا ہے اور وہ سلامتی کے بدلے کسی چیز کو قرار نہیں دیتا''۔

(۱۲)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان کے لیے ستر دروازے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا دروازہ خدا کی وحدانیت کی گواہی دینا ہے اور سب سے چھوٹا دروازہ راستے سے اذیت دینے والے مسائل کو دُور کرنا ہے''۔

ooo

گیارہویں فصل

تقیہ کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں معلّٰی بن خنیس سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے معلّٰی! ہمارے امور کو پوشیدہ رکھو اور انھیں ظاہر نہ کرو کیونکہ جو ہمارے امور کو پوشیدہ رکھے گا خدا اس کو دنیا میں ہر دلعزیز قرار دے گا اور آخرت میں اس کے چہرے میں ایک نور قرار دے گا جو اس کو جنت کی طرف لے جائے گا۔ اے معلّٰی! جو ہمارے امور (رازوں) کو پوشیدہ نہیں رکھے گا اور ان کو ظاہر کردے گا خدا اس کو دنیا میں ذلیل وخوار کردے گا اور اس کے چہرے سے نور کو ختم کردے گا اور اس کے چہرے میں ایک تاریکی (یعنی سیاہی) قرار دے گا جو اس کو دوزخ کی طرف لے جائے گی۔ اے معلّٰی! تقیہ میرا اور میرے آباؤاجداد کا دین ہے جس شخص کے پاس تقیہ نہیں اس کے پاس دین بھی نہیں۔ خداوند کریم پسند کرتا ہے کہ بندہ اس کی پوشیدہ عبادت کرے جس طرح کہ وہ ظاہری عبادت کو پسند کرتا ہے۔ جو ہمارے امرؑ کو افشا اور ظاہر کرتا ہے گویا وہ ہمارے حق کا منکر ہے۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی ہمارے کسی امر کو

ہمارے نقصان کی خاطر ظاہر وافشا کرتا ہے تو گویا اس نے ہمیں عمداً قتل کیا اور اس میں کچھ اشتباہ نہیں"۔

﴿۳﴾

بشیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ خدا کی قسم! زمین میں کوئی چیز مجھے تقیہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ اے حبیب! جس کے پاس تقیہ ہے خدا اس کو بلند کرتا ہے۔ اے حبیب! جس کے پاس تقیہ نہیں ہے خدا اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اے حبیب! تمام لوگ آسائش وآرام میں ہیں اگر یہ تقیہ ہے تو آرام وآسائش بھی ہے"۔

﴿۴﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ سے خدا کے اس فرمان: أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا (ان کو ان کے صبر کی وجہ سے دو مرتبہ اجر دیا جائے گا) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ جو کچھ انھوں نے تقیہ کی خاطر کیا اور پھر خدا کے فرمان: وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (اور وہ خوبی کے ذریعے بدی کو دفع کرتے ہیں) کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ وہ نیکی تقیہ ہے اور وہ بدی افشائے راز ہے۔

﴿۵﴾

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے ابا عبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: "کیا وجہ ہے کہ آپؑ ہمارے سامنے اس طرح احادیث بیان نہیں فرماتے جس طرح

امیرالمومنین علیہ السلام اپنے اصحاب سے احادیث بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں کیوں نہیں لیکن خدا کی قسم! تم ایک ایسی حدیث (ہی) بیان کرو جسے میں نے ذکر کیا ہو اور تم سے پوشیدہ رکھا ہو۔ ابوبصیر کہتا ہے کہ خدا کی قسم! میں ایک حدیث بھی ایسی پیش نہ کرسکا کہ جس کو میں نے پوشیدہ رکھا ہو"۔

(٦)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "تقیہ ہر ضرورت کے وقت ہے اور صاحبِ تقیہ خود جانتا ہے کہ کہاں تقیہ کرنا ضروری ہے"۔

(٧)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "تقیہ کو خلق کیا گیا ہے تاکہ مومن کا خون محفوظ رہے اور جہاں معاملہ قتل تک چلا جائے وہاں تقیہ نہیں ہے"۔

(٨)

ابوبصیر کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے بہت زیادہ احادیث پوچھیں تو اس کے بعد آنحضرتؑ نے فرمایا: "کیا تو نے کسی چیز کو میری خاطر پوشیدہ رکھا ہے تاکہ کوئی چیز پوشیدہ باقی رہ گئی ہو کہ میں یاد کرواؤں۔ (یعنی تو نے تمام احادیث کو افشا کردیا ہے) اس کے بعد آپؑ نے میری حالت دیکھی اور فرمایا کہ جو چیز تو اپنے دوستوں کے سامنے بیان کرتا ہے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ سوائے اس کے افشاء یہ ہے کہ اپنے دوستوں کے علاوہ کسی کے سامنے راز کو افشاء کرے"۔

۹

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''دشمنوں کے شہر میں دشمن سے نظر چرانا تقیہ ہے اور جو اسی تقیہ پر قائم ہے یہ اس کے لیے پناہ گاہ ہے اور وہ دنیا میں بلا و مصیبت سے امان میں رہے گا''۔

۱۰

ابن سکان نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''میں گمان کرتا ہوں کہ اگر تیرے سامنے کوئی مجھے گالیاں دے اور تو قدرت و طاقت رکھتا ہے کہ اس کی ناک کو توڑ دے تو کیا تو یہ کام کر دے گا۔ تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں خدا کی قسم! میں اور میرا خاندان ایسا ضرور کر دیں گے تو آنحضرتؑ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا۔ اکثر اوقات میں نے خود سنا ہے کہ امیرالمومنینؑ کو لوگ گالیاں دے رہے ہیں اس حال میں کہ میرے اور گالیاں دینے والے کے درمیان صرف ایک ستون کا فاصلہ ہوتا تھا کہ جس ستون کے پیچھے اس نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر رکھا تھا۔ پس جب میں نماز سے فارغ ہوا اور اس کے پہلو سے گزرا تو میں نے اسے سلام بھی کیا اور اس کے ساتھ مصافحہ بھی کیا''۔

۱۱

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے خدا کے اس فرمان وتقتلون الانبیاء بغیر حق ''کہ وہ نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے'' کے بارے میں فرمایا کہ وہ انبیاء کو تلواروں سے قتل نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے اسرار و رموز کا افشاء کرتے تھے جن کی وجہ

سے وہ انبیاء قتل ہو جاتے تھے۔

۱۲

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''جو تقیہ نہ کرے وہ علی علیہ السلام کا شیعہ نہیں ہے''۔

۱۳

حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے: ''جس کے پاس تقیہ نہیں اس کے پاس دین ہے۔ تحقیق تقیہ زمین وآسمان سے بھی زیادہ وسیع ہے''۔

۱۴

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: ''جو فرد قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ حکومت باطل میں کوئی بات نہیں کرے گا مگر تقیہ کے ساتھ''۔

۱۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: '' خدا نے ایک قوم کو افشاء کی وجہ سے سرزنش فرمائی ہے اور فرمایا:

وَ اِذَا جَآءَ هُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ (النساء:۸۳)

''جب بھی کوئی ہمارا امر امن یا خوف میں سے ان کے پاس آیا تو انھوں نے اس کا افشاء کر دیا''۔

١٦

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: ”جس کے لیے تقیہ نہیں اس کے لیے کوئی ضمیر اور اچھائی نہیں اور جس کے پاس تقیہ نہیں اس کے پاس ایمان بھی نہیں“۔

١٧

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”جو شخص پرہیزگار وراع نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے اور جو تقیہ نہیں رکھتا اس کا کوئی ایمان نہیں ہے اور تم میں سے خدا کے نزدیک پرہیزگار ترین وہ شخص ہے جو تقیہ پر سب سے زیادہ عمل کرے“۔

راوی نے عرض کیا: ”اے فرزندِ رسولؐ! ہم کب تک تقیہ کریں؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے قائم علیہ السلام کے ظہور تک تقیہ کرو۔ پس جو شخص ہمارے قائمؑ کے خروج سے پہلے تقیہ کو ترک کردے وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے“۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: ”اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کے خاندان کا قائمؑ کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: میری نسل کا چوتھا فرزند جو بہترین کنیز خدا کا فرزند ہے اور خدا اس زمین کو اس کے ذریعے سے عدل و انصاف سے بھر دے گا نیز ظلم و جور سے پاک کردے گا“۔

١٨

اس کتاب کو سید سعید جلال الدین ابوعلی بن حمزہ موسوی نے اپنے اساتذہ

کے ذریعے ایک موثق شخص کے وسیلے سے رسولؐ خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے خبر دی ہے اور ان سے احادیث کی روایت فرمائی ہے"۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "میرے باپ نے فرمایا کہ زمین میں میرے باپ کی آنکھوں کو روشن کرنے والی چیز تقیہ سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ تحقیق تقیہ مومن کے لیے ڈھال ہے"۔

(۱۹)

ابوبصیر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: "آپؑ نے فرمایا: تقیہ دینِ خدا کا حصّہ ہے تو میں نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ! دینِ خدا سے ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ دینِ خدا سے ہے۔ کیا یوسف علیہ السلام نے نہیں فرمایا تھا کہ "اے کاروان تم نے چوری کی ہے" (سورہ یوسف: ۸۵) حالانکہ خدا کی قسم انھوں نے چوری نہیں کی تھی۔ اور ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ خدا کی قسم آپؑ بیمار نہیں تھے۔ (سورہ صٓ آیت ۸۸)۔

(۲۰)

حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "تقیہ ہر ضرورت کے وقت ہے"۔

(۲۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "جب ہمارے مہدیؑ کے ظہور کا وقت قریب ہوگا اس وقت تقیہ بہت زیادہ ضروری ہے"۔

۲۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: ''جو بھی ہمارے خاندان کے اسرار و رموز کو افشاء کرے گا خدا اس کو لوہے کی گرمی کا مزہ ضرور دے گا''۔

۲۳

داؤد رقی کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام کے پاس شیعوں کا ایک گروہ آیا اور اس نے سیاہ لباس کے بارے میں دریافت کیا۔ داؤد کہتا ہے کہ میں نے حضرتؑ کو دیکھا کہ آپؑ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپؑ کے جسم پر سیاہ جبہ ہے اور سیاہ ٹوپی بھی سر پر موجود ہے۔ جوتی بھی سیاہ ہے کہ جس کا اندرون سیاہ ہے۔

داؤد کہتا ہے بعد میں آنحضرت نے اس کو ایک طرف پھاڑا تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس کا بقیہ حصہ بھی سیاہ ہے اور اندر سے سیاہ اُون کو آپؑ نے برآمد کیا اور اس کے بعد فرمایا کہ اپنے دل کو سفید رکھو باقی جو چاہو پہنو۔

○○○

بارہویں فصل

تقویٰ اور پرہیزگاری کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں ابوبصیر نے امام ابوعبداللہ سے خدا کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ ''خدا سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے''۔ (سورہ آل عمران:۱۰۲) تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے متعال کی اطاعت کی جائے' اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کو یاد رکھا جائے' اس کو فراموش نہ کیا جائے۔ اس کی نعمات کا شکرادا کیا جائے۔ پس ان کا کفرانِ نعمت نہ کیا جائے۔

(۲)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تقویٰ ایمان کی اساس اور بنیاد ہے۔ حضرت امیرالمومنینؑ سے عرض کیا گیا کہ مولاؑ! ہمارے لیے دنیا کی صفت بیان فرمائیں' تو آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ میں اس کی کیا صفت بیان کروں کہ اس کے حلال کے لیے حساب ہے اور اس کے حرام کے لیے کیفرومجازات و عذاب ہے۔ اور اگرتم اس کی اجل اور مشکل راہ کو دیکھ لو تو تم اس کی آرزو اور اس کے دھوکے میں نہ آؤ گے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص خدا سے اس طرح ڈرے کہ جس طرح ڈرنے کا حق ہے تو خدا اس کو بغیر کسی انیس کے بھی آرام عطا فرمائے گا اور بغیر مال و

دولت کے عزت، بے نیازی اور بغیر دولت کے عزت عطا فرمائے گا۔

(۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ''قیامت متقین (اہلِ تقویٰ) کے لیے (مثل) شادی ہے (یعنی خوشی کا موقع ہے)''۔

(۴)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان دنیاداروں کا گریہ اور رونا دھونا تم کو فریب اور دھوکا نہ دے کیونکہ تقویٰ دل سے ہوتا ہے (نہ کہ ظاہرداری سے)''۔

(۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے خدا کے اس فرمان: هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ''کہ وہ اہلِ تقویٰ ومغفرت ہیں'' (سورہ مدثرؑ آیت ۵۶) کے بارے میں فرمایا کہ خداوندتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لیے یہ سزاوار ہے کہ مجھ سے ڈرے اور اگر وہ تقویٰ اختیار نہیں کرتا تو میرے لیے سزاوار ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

(۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''خدا سے ڈرو اور پارسائی اور پرہیزگاری سے اپنے دین کی حفاظت کرو''۔

۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایسی کوشش میں کوئی فائدہ نہیں جس کے نتیجے میں تم پرہیزگار نہ بنو"۔

۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس طرح ایک آدمی دوسرے آدمی سے کوئی چیز بغیر عمل حاصل نہیں کرسکتا تم اپنے خدا سے بھی کوئی چیز بدون تقویٰ حاصل نہیں کرسکتے"۔

۹

فضیل سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "اے فضیل! جس دوست سے بھی ملاقات کرو اس کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور اس کو کہنا کہ خدا کی قسم! کسی چیز سے لوگ بے نیازی حاصل نہیں کرسکیں گے مگر تقویٰ کے ذریعے۔ پس تم اپنی زبانوں کی حفاظت کرو۔ اپنے ہاتھوں کو روکو اور تم پر واجب ہے کہ صبر کرو اور نماز ادا کرو کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

۱۰

حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ: "اے آدمؑ کے بیٹے! جس چیز کو میں نے تجھ پر حرام قرار دیا ہے اس سے دُوری اختیار کرو تاکہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار بن سکو"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں پرہیزگار کون ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ جو خدا کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرے۔

(۱۱)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''واجباتِ خدا کو انجام دو تاکہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار بن سکو''۔

(۱۲)

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''تم پر خدا سے تقویٰ کرنا واجب ہے اور اپنے دین میں کوشش کرو اور جان لو کہ دین میں وہ کوشش مفید ہے جس کے ساتھ پرہیزگاری ہو''۔

(۱۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ مناجات جو موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کیں تو اس میں خدا نے فرمایا: ''اے موسیٰؑ! میرا تقرب حاصل کرنے والوں میں سے کوئی اس شخص کی مانند نہیں جو میرے محارم سے پرہیز کرے تو میں اس پرہیزگار کو جنت عطا کروں گا اور کسی کو اس کا شریک بھی قرار نہیں دوں گا (یعنی کسی کو اس جیسا درجہ عطا نہیں کروں گا)''۔

(۱۴)

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اہلِ تقویٰ کی چند علامات ہیں جن

کی وجہ سے ان کی شناخت ہوتی ہے:

۱- بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں۔

۲- امانت کو اس کے مالک کو واپس کرتے ہیں۔

۳- عہد کرتے ہیں تو اسے وفا کرتے ہیں اور خود پسندی اور بخل نہیں کرتے۔

۴- صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے سے کمزوروں پر رحم کرتے ہیں۔

۵- نیز عورتوں سے دلچسپی کم رکھتے ہیں۔

۶- نیک کام کرتے ہیں اور اچھے اخلاق کے مالک ہوتے ہیں اور وہ ان چیزوں کا علم زیادہ حاصل کرتے ہیں جن سے ان کو خدا کا تقرب زیادہ حاصل ہو۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کا انجام خیر و خوب ہو"۔

۱۵

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "ایمان کی بقا محرمات سے اجتناب کرنے میں ہے اور طمع اور لالچ ایمان کو نیست و نابود کر دیتا ہے"۔

۱۶

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تقویٰ اس آیت میں جمع ہو چکا ہے کہ اِنَّ اللّٰہ بالعدل والاحسان" کہ خداوند کریم نے عدل و احسان کا حکم دیا ہے"۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ "خدا سے ڈرو کیونکہ یہ تمام خوبیوں کو جمع کرتا ہے"۔

۱۷

نیز آپؐ نے فرمایا: "اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم

ہوتو اس کو خدا سے تقویٰ اختیار کرنا چاہیے"۔

۱۸

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "اس طرح عمل کرو کہ گویا تم عمل کو دیکھ رہے ہو۔ (شاید لفظ آخرت یا موت اس جگہ سے محذوف ہو چکے ہیں) نیز آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے عہد کو وفا نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ اور جو امین اور امانت دار نہیں اس کا ایمان کوئی نہیں۔ اور جو زکوۃ نہیں دیتا اس کی نماز قبول نہیں اور جو خدا کی محرمات سے تقویٰ اختیار نہیں کرتا اس کی زکوۃ قبول نہیں"۔

۱۹

کتاب صفات الشیعہ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "خدا نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس کو سچ بولنے اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ امانت ادا کی جائے خواہ وہ نیک شخص کی ہو یا بُرے شخص کی"۔

۲۰

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہؑ سے عرض کی: تحقیق ابن ابی یعفور آپ کو سلام کہہ رہا تھا۔ آپؑ نے جواب میں فرمایا: تم اور اس دونوں پر سلام ہو۔ جب بھی ابن ابی یعفور سے ملاقات کرو تو اس کو میری طرف سے بھی سلام کہنا اور اس کو کہنا کہ جعفر کہتا ہے جو چیز رسولِ خدا کے دور میں اس کے پاس آئی ہے اس کی حفاظت کرو اور اس کو اپنے لیے لازم قرار دو۔ اور جو کوئی بھی کسی مقام تک پہنچا ہے وہ سچ بولنے اور امانت کے ادا کرنے کی وجہ ہی سے پہنچا ہے۔

۲۱

ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:
''لوگوں کو زبان کے بجائے اپنے عمل و کردار کے ذریعے دعوت دو تا کہ وہ تمہارے عمل میں کوشش درعمل خیر، سچّائی اور محرماتِ خدا سے اجتناب کو ملاحظہ کرسکیں''۔

۲۲

خثیمہ نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے الوداع کرسکوں۔ پس حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے دوستوں کو ہمارا سلام کہنا اور ان کو پرہیزگاری کی وصیّت کرنا اور اے خثیمہ! ان تمام کو اطلاع دے دینا کہ کوئی چیز بھی ان کے بارے میں ہمیں خدا کی بارگاہ میں بے نیاز نہیں کرسکتی۔ مگر ان کا عمل اور کردار۔ وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بغیر ہماری ولایت کو نہیں پاسکتے۔ اور قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت و ندامت میں وہ شخص ہوگا جو عدل و انصاف کا ظاہراً پرچار کرتا ہے لیکن اندر سے دوسروں کے بارے میں ان کی مخالفت کرتا ہے۔

۲۳

فضیل کہتا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ ''اے فضیل! تو ہمارے شیعوں میں سے جس سے بھی ملاقات کرے اس کو ہمارا سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ ہمیں ان کے بارے میں خدا سے کوئی چیز بے نیاز نہیں کرسکتی مگر ان کا تقویٰ اور پرہیزگاری۔ پس اپنی زبانوں کی حفاظت کریں اور اپنے ہاتھوں کو روکیں اور ان

پرواجب ہے کہ صبر کریں اور نماز ادا کریں کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

(۲۴)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جو بھی ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتا ہے اور ہمارے ذبیحہ (ذبح شدہ) کو کھاتا ہے اور انبیاء و خدا پر ایمان رکھتا ہے اور ہماری ولایت کی گواہی اور شہادت دیتا ہے اور وہ ہمارے دین میں داخل ہے۔ ہم اس پر قرآن کے احکام اور اسلام کی حدود کو جاری کریں گے۔ تقویٰ کے بغیر کسی شخص کو کسی دوسرے شخص پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اور پرہیزگاروں اور متقین (اہلِ تقویٰ) کے لیے بارگاہِ خدا میں بہت زیادہ ثواب اور اجر اور انجامِ خیر ہے"۔

○○○

ساتویں فصل

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں

1

تحقیق خدا نے اُمت محمدؐ پر انعام فرمایا اور ان کو مکرم فرمایا اور ان کو نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا قرار دیا اور اپنی کتاب میں بھی اس اُمت کی اسی صفت کو بیان فرمایا اور اسی پر ان کی تعریف بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ خداوند کریم نے سورۂ آل عمران میں فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

"اور تم بہترین اُمت ہو جن کو لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرو اور ان کو برائیوں سے روکو اور اللہ پر ایمان لاؤ"۔

اور خدا نے نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کو ایمان کے ساتھ ملاتے ہوئے فرمایا ہے:

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۂ توبہ، آیت ۱۱۲)

"اور خدا کی حدود کی حفاظت کرنے والوں اور مومنوں کو بشارت دو"۔

اور خدا نے قرآن پاک میں ایک گروہ کی اس وجہ سے سرزنش اور ملامت فرمائی ہے کہ انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا تھا اور ظالموں کی

گرفت نہیں کرتے تھے۔

رب ذوالجلال نے نہ صرف ان کی ملامت و سرزنش کی ہے بلکہ ان کو سخت عذاب دینے کی دھمکی بھی دی ہے لہٰذا خداوند متعال نے سورہ مائدہ میں فرمایا ہے:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ (سورہ مائدہ: ۷۸-۷۹)

''وہ لوگ جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہوگئے وہ داؤدؑ اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان کے ذریعے لعنتی قرار دیئے جاچکے ہیں اور ان پر یہ لعنت ان کی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے تھی اور وہ لوگوں کو کبھی بھی برائیوں سے روکتے نہ تھے اور جو کچھ بھی کرتے قبیح اور ناشائستہ کام تھے''۔

نیز اسی سورہ کی آیت ۶۲-۶۳ میں خدا نے فرمایا:

وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

''اور تو ان میں سے اکثر کو دیکھتا ہے کہ وہ گناہ اور دشمنی کی طرف سبقت کر رہے ہیں اور حرام کو کھانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ کتنا بُرا کام ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اور یہ خدا پرست اور اہلِ علم ان کو ان بُری باتوں اور حرام کے کھانے سے کیوں نہیں روکتے۔ یہ کتنا بُرا ہے جو یہ لوگ اپنے لیے تیار کر رہے ہیں''۔

پس خدا نے اس آیت میں گناہ کا ارتکاب کرنے والوں اور برائی سے نہ روکنے والوں کو گردار اور وعدہ عذاب میں دونوں کو برابر قرار دیا ہے (یعنی دونوں برابر کے شریک ہیں) اور اسی خدا نے نیکی کا حکم کرنیوالوں اور بدی سے روکنے والوں کے

لیے اپنی کتاب میں بہت زیادہ ثواب و اجر قرار دیا ہے اور اس کام کے ترک کرنے پر بہت سخت عذاب مجازات کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ آل عمران میں خدا فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○

''ضروری ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے اور نیکی کا حکم دینے والا ہو اور برائیوں سے روکنے والا ہو۔ پس یہ ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔

نیز خداوند متعال نے فرمایا:

وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَاۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ○ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ○ (سورہ اعراف:۱۶۴-۱۶۵)

''جب ایک گروہ نے کہا: کیوں اُس گروہ کو تم وعظ و نصیحت کرتے ہو جن کو خدا نابود کرنے والا ہے اور ان کو سخت عذاب دینے والا ہے۔ وہ گروہ کہتا ہے تم اپنے خدا سے معافی اور معذرت طلب کرو۔ شاید یہ پرہیزگار بن جائیں۔ پس جو ان کو وعظ و نصیحت کی گئی وہ انھوں نے فراموش کردی اور وہ لوگ جو بدی سے رک گئے انھوں نے نجات حاصل کرلی اور ستمگر لوگوں کو ان کے بُرے اعمال فسق کی وجہ سے ہم نے سخت عذاب میں گرفتار کردیا''۔

۲

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اے مومنو! اگر تم میں سے

کوئی دیکھے کہ ظلم کیا جارہا ہے اور بُرائی کی طرف دعوت دی جارہی ہے اور وہ دل سے اس بُرائی سے نفرت کرے تحقیق وہ شخص عذاب سے دُور ہوگیا ہے اور سالم رہ جائے گا۔ اور اگر کوئی زبان سے اس کی برائی اور مخالفت کرتا ہے تو اس کو جزائے خیر دی جائے گی اور یہ اپنے ساتھی سے افضل ہے۔ اور اگر کوئی تلوار سے اس برائی کے خلاف کرتا ہے تاکہ کلمۃ اللہ بلند ہوجائے اور ان ظالموں کی آواز دب جائے تو یہ وہ شخص ہے جوراہِ راست پر ہے اور ہدایت یافتہ ہے اور حق کی راہ میں اس نے قیام کیا ہے اور اس کا دل یقین کے نور سے منور ہو چکا ہے''۔

(۳)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا یہ دونوں خدا کی مخلوق ہیں۔ جو شخص ان دونوں کی مدد کرے گا خدا اس کو عزت دے گا اور جو ان دونوں کو پست کرے گا تو خدا اس کو ذلیل وخوار کردے گا''۔

(۴)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: ''سوائے اس شخص میں یہ تین خصلتیں پائی جائیں گی وہ نیکی کا حکم اور بُرائی سے روکے گا:

۱۔ جس کا حکم دے دیا اس کے بارے میں جانتا ہے کہ یہ نیکی ہے۔

۲۔ جس سے روک دیا ہے اس کو خود انجام نہیں دیتا۔

۳۔ امر اور نہی میں وہ عادل ہے اور وہ امر ونہی میں بھی مدارات وتواضع اور نرمی سے کام لے گا''۔

٥

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے اپنی اُمت کے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آگ کے شعلوں نے اس کو لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اچانک اس کا نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے والا عمل آیا اور اس نے اس شخص کو آگ کے شعلوں سے نجات دی اور اس کو فرشتوں کی صف میں کھڑا کر دیا''۔

٦

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''ہلاکت ہے اس قوم کے لیے جنھوں نے خدا کے دین کو اختیار کیا لیکن نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے والا عمل انجام نہیں دیا''۔

٧

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص قبیلہ خثعم سے رسولِؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے بعد اس نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! وہ کام جو اسلام میں سب سے بہترین ہے اس کے بارے میں آگاہ فرمائیں تو آپؐ نے فرمایا: خدا پر ایمان لانا۔ اس نے عرض کی: اس کے بعد؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔ اس نے عرض کی: اس کے بعد؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ نیکی کا حکم اور بُرائی سے اجتناب۔ اس کے بعد اس نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! خدا کے نزدیک جو کام سب سے زیادہ بُرا ہے اور اس کے غضب کا موجب بنتا ہے اس کے بارے میں

مجھے آگاہ فرمائیں تو آپؐ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ شرک۔ اس نے عرض کیا: اس کے بعد؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ رشتہ داروں سے قطع رحم۔ اس نے عرض کیا کہ اس کے بعد کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ برائی کا حکم دینا اور نیکی کے کاموں سے روکنا''۔

(۸)

رسولِؐ خدا ارشاد فرماتے ہیں: ''اے لوگو! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہارے نوجوان گناہوں سے آلودہ ہوں گے اور تمہاری عورتیں اطاعت خدا سے باہر ہوجائیں گی اور تم نیکی کا حکم نہیں کرو گے اور بُرائی سے نہیں روکو گے؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی بُرا ہوگا۔ فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی؟ جب تم نیکی کے کاموں سے روکو گے اور بُرائی کے کاموں کا حکم دو گے۔ پھر لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا ایسا بھی ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں' بلکہ اس سے بھی بدتر حالت ہوگی۔ فرمایا: اس وقت جب نیکی بدی بن جائے گی اور بدی کو لوگ نیکی خیال کریں گے اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی؟''

(۹)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم:۶) ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو آگ سے بچاؤ''۔

تو ایک آدمی مسلمانوں میں سے بیٹھ گیا اور اس نے رونا شروع کردیا اور کہنے لگا کہ میں تو اپنے آپ سے بھی عاجز و ناتواں ہوں۔ اب خاندان کی ذمہ داری بھی میرے اوپر آتی ہے۔ پس رسولِؐ خدا نے فرمایا: بس تیرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ

جس نیک عمل کو تو خود انجام دے اس کا ان کو بھی حکم کرو۔ اور جس سے تو اپنے آپ کو روکتا ہے اس سے ان کو بھی رُکنے کا حکم دو۔

(۱۰)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب میری اُمت نیکی کے حکم اور برائی سے منع کو ایک دوسرے کے اُوپر ڈال دے گی تو اس وقت خدا عذاب اور بلا کا اعلان کر دے گا"۔

(۱۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "غیرت مند مومن کے لیے اتنا کافی ہے کہ جب وہ برائی کو دیکھے تو اس سے نفرت کرے اور اس سے ناخوش ہو۔ خدا تمام کی نیتوں سے آگاہ ہے"۔

(۱۲)

غیاث بن ابراہیم سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہمیشہ یہ روش و وتیرہ تھا جب بھی آپ کسی گروہ کو لڑتے دیکھتے تو آپ ان کو نیکی کا حکم کرتے اور ان کو جانے کی اجازت نہ دیتے جب تک تین مرتبہ بلند آواز سے نہ فرماتے کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔

(۱۳)

حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا فرماتے ہیں

کہ: ”لوگوں میں سے جو شخص خدا کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی کو طلب کرے گا تو لوگوں میں سے اس کی تعریف کرنے والے بھی اس کی مذمت کریں گے۔ اور جو اطاعتِ خدا کو لوگوں کی ناراضگی پر مقدم کرے گا تو خداوند کریم اس کو ہر دشمن کی دشمنی، حاسد کے حسد اور سرکش کی سرکشی سے بے نیاز کر دے گا اور خدا اس کا حمایتی اور مددگار ہوگا“۔

۱۴

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے مفضل بن عمر سے فرمایا: ”اے مفضل! جو شخص بھی کسی ظالم بادشاہ کی طرف جاتا ہے (اور اس کی ہمراہی اختیار کرتا ہے) اور اس پر کوئی ناراضی اور مصیبت نازل ہو جائے تو اس کو کوئی ثواب نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اس بلا پر صبر بھی کرے تو اس کو صبر کی جزا بھی نہیں دی جائے گی“۔

۱۵

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”سوائے اس کے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور بُرائی سے منع کیا جائے۔ اس طرح کہ مومن اس وعظ و نصیحت کو قبول کرے اور جاہل علم حاصل کرنے پر آمادگی حاصل کرے۔ یہ ہی کافی ہے لیکن تلوار اور تازیانہ سے یہ کام نہ کیا جائے“۔

۱۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے تمام کاموں کو مومن کے سپرد کر دیا ہے (یعنی اس کو انجام دینے کا اختیار دیا ہے)

لیکن اس کو ذلیل ہونے کی اجازت نہیں دی کیونکہ خدا فرماتا ہے:
وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ المنافقون' آیت ۹) "کہ عزت خدا کے واسطے اور اس کے رسول اور مومنین کے واسطے ہے"۔

پس مومن عزیز اور عزت دار ہے وہ ذلیل (ہرگز) نہیں ہوگا اور اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ مومن پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ پہاڑ سے بھی تیشہ کے ذریعے کوئی چیز جدا کی جاسکتی ہے لیکن مومن کے دین سے کوئی چیز جدا نہیں کی جاسکتی۔

(۱۷)

محمد بن عرفہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: "تمہارے لیے ضروری ہے کہ نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو ورنہ شریر ترین لوگ تم پر مسلط ہوجائیں گے اور جب ایسا ہوجائے گا تو پھر اگر تمہارے نیک لوگ بھی دعا کریں گے تو وہ قبول نہیں ہوگی"۔

(۱۸)

مفضل بن عمر کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مومن کے لیے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل و خوار کرے۔ عرض کیا گیا: اے فرزندِ رسولؐ! مومن کس طرح اپنے آپ کو ذلیل و خوار کرسکتا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ مومن ایسا کام کرے جس کی وجہ سے بعد میں اسے معذرت کرنا پڑے؟

(۱۹)

سعدہؒ بن صدقہ سے روایت ہے کہ ابوعبداللہ نے فرمایا: راوی کہتا ہے کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا کیا یہ سب افرادِ اُمت پر واجب ہے؟ آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں تمام پر واجب نہیں ہے۔ عرض کی گئی کہ کیوں تمام پر واجب نہیں ہے؟ آپؑ نے جواب میں فرمایا: یہ صرف اس صاحبِ قدرت و طاقت پر واجب ہے جس کی کوئی بات سنتا ہو اور وہ نیکی اور بدی کو جانتا بھی ہو۔ لیکن جو دین میں ضعیف ہیں پس جن لوگوں کی کوئی بات ہی نہیں سنتا اور وہ کسی چیز کو نہیں جانتے یعنی خود بھی ہدایت یافتہ نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آیا وہ حق کہہ رہے ہیں یا باطل۔ ایسے لوگوں پر یہ فریضہ واجب نہیں ہے اور اس پر دلیل فرمانِ خدا ہے کہ خدا فرماتا ہے: سورہ آل عمران آیت ۱۰۰: ''ضروری ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دے اور نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے لوگوں کو روکے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پائیں گے''۔ (پس یہ آیت دلیل ہے کہ تمام پر واجب نہیں ہے۔ مترجم)

پس یہ فریضہ خاص لوگوں کا ہے' عام اور ہر ایک کا یہ وظیفہ نہیں کہ وہ اس کو انجام دے۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے: (سورہ اعراف' آیت ۱۵۹) ''کہ موسیٰؑ کی قوم میں سے ایک گروہ تھا جو حق کی رہنمائی کرتا اور وہ ان کی نیت عدل کرنے کی تھی۔ گویا اُمت موسیٰؑ نہیں فرمایا گیا۔ پس اس میں موسیٰؑ کی قوم کا ایک گروہ تھا جن پر یہ کام واجب تھا کہ پوری قوم موسیٰؑ پر اور نہ پوری اُمت موسیٰؑ کا یہ فریضہ تھا حالانکہ اس دور میں موسیٰؑ کی قوم و اُمت مختلف گروہوں پر مبنی تھی اور امت ایک فرد اور تمام افراد پر بھی بولا جاتا ہے جب کہ خداوند کریم نے سورۂ نحل' آیت ۱۲۱ میں جنابِ ابراہیم کے لیے

فرمایا: ''تحقیق اکیلا ابراہیمؑ ایک پوری اُمت ہے جوخدا کا مطیع تھا''۔

پس اگر کوئی جانتا ہے کہ یہ خاص فریضہ ہے اور اس کے لیے ایک خاص جذبہ ہے لہٰذا جب اس کے پاس نیکی کا حکم کرنے کی طاقت نہیں ہے اور اس کا کوئی مددگار بھی نہیں اور لوگوں کے لیے اس کی بات کو قبول کرنے کے آثار بھی نہیں تو اس صورت میں اس کو امر بالمعروف کو ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۰

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ سے رسولؐ خدا کی اس حدیث ''افضل ترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے'' کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اے فرزندِ رسولؐ! اس سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کہنے والا اس کی معرفت رکھتا ہو اور اس کو ان کلمات کے قبول ہونے کے آثار بھی نظر آرہے ہوں ورنہ اگر وہ آثار دیکھ رہا ہو کہ کوئی قبول نہیں کرے گا اور قبولیت کا احتمال بھی نہ ہو تو اس صورت میں یہ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے کا محل و مقام نہیں ہے۔

۲۱

حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''خدائے متعال نے شعیبؑ نبی کی طرف وحی فرمائی: اے شعیبؑ! میں تیری اُمت کے ایک لاکھ افراد پر عذاب نازل کروں گا۔ ان میں سے چالیس ہزار گناہ گاروں کی ہے اور ساٹھ ہزار کی تعداد نیک لوگوں کی ہے تو شعیبؑ نبی نے عرض کی: خدایا! بُرے لوگوں کا تو قصور ہے کہ ان پر عذاب ہو لیکن نیک لوگوں کا کیا

قصور ہے کہ ان پر عذاب نازل ہو؟ خدائے متعال نے دوبارہ وحی فرمائی: اے شعیبؑ! ان نیک لوگوں کا قصور یہ ہے کہ بُرے لوگوں سے مل کر بُری سازشیں کرتے تھے اور میرے غضب کی خاطر ان پر غضب ناک نہیں ہوتے تھے۔ (یعنی برائی سے روکتے نہیں تھے)"۔

۲۲

رسولِ خداؐ سے روایت بیان ہوئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "میری اُمت کے لوگ ہمیشہ نیک رہیں گے جب تک وہ نیکی کا حکم اور بُرائی سے روکتے رہیں گے اور نیک کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے پس جب میری اُمت کے لوگ اس کام کو ترک کردیں گے تو ان سے برکت کو اُٹھایا جائے گا اور ان میں سے بعض کو بعض پر مسلط کردیا جائے گا تو اس وقت زمین و آسمان میں ان کا کوئی یارومددگار نہیں ہوگا"۔

سجل سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد یونٹ نمبر ۸-C1

۲۳

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جس کے آخر میں آپؑ نے فرمایا کہ "اگر کوئی شخص بدی سے دل، زبان اور ہاتھ سے نفرت نہیں کرتا تو گویا وہ زندہ لوگوں کے درمیان ایک مُردہ ہے"۔

○○○

چودھویں فصل

امانت کے ادا کرنے کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ "امانت کو ادا کرو اگرچہ وہ قاتل امام حسین علیہ السلام کی امانت ہی کیوں نہ ہو"۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تقویٰ کو اپنا وطیرہ بناؤ اور تم پر واجب ہے کہ امانت کو اس کی طرف پلٹا دو جس نے آپ کو امین قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر علی علیہ السلام کا قاتل بھی مجھے کسی چیز پر امین بنائے تو میں اس کو بھی اس کی امانت واپس کردوں گا"۔

(۳)

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ عصر کی نماز ادا کر چکے تھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! بعض

بادشاہ مجھے اپنے مال پر امین قرار دیتے ہیں اور اپنا مال میرے پاس بطور امانت رکھتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے مال کا خمس ادا نہیں کرتے تو کیا میں ان کا مال ان کو واپس کردوں؟ تو آپؑ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اس قبلہ کے رب کی قسم! اگر ابن ملجم کہ جس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے اگر میں اس کو پالوں اور وہ مجھے اپنے کسی مال پر امین قرار دے تو میں یقیناً اس کو بھی اس کا مال واپس کردوں گا"۔

(۴)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر سب اہلِ زمین ایک دوسرے کو دوست رکھیں اور امانت کو ادا کریں اور حق پر عمل کریں تو سب اہلِ زمین بخشے جائیں گے"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس فرمان: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ "تحقیق ہم نے امانت کو پیش کیا" (سورہ احزاب:۷۲) کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کون سی چیز تھی جسے اہلِ زمین و آسمان کے سامنے پیش کیا گیا؟ اور وہ کیا چیز تھی کہ جسے انسان نے اٹھایا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہی امانت لوگوں کے سامنے پیش کی گئی۔ یہ اس وقت تھا جب اس مخلوق کو خدا نے خلق فرمایا۔ (روایات میں بیان ہوا ہے کہ وہ امانت آلِ محمدؐ کی دوستی اور ولایت تھی)۔

(۵)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو امانت میں خیانت کرے وہ میری اُمت میں سے نہیں"۔

۶

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
''خداتعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا، مگر اس کو حکم دیا سچ بولنے اور امانت کو ادا کرنے کا''۔

۷

بعض اصحاب کی سند کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے اپنے فرزند کو فرمایا: ''اے بیٹا! امانت کو ادا کرنا تاکہ تمہاری دنیا و آخرت سالم و محفوظ رہے اور امین بنو تاکہ غنی و بے نیاز بن سکو''۔

۸

کتاب روضۃ الواعظین میں امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے شیعوں کے لیے فرمایا: ''تم پر واجب ہے کہ امانت اس کے مالک کو واپس کردو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برحق مبعوث فرمایا۔ اگر میرے باپ کا قاتل وہ تلوار میرے پاس امانت رکھے جس سے اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا تب بھی میں اس امانت کو واپس کردوں گا۔

۹

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''لوگوں میں خدا کے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہے جو بات میں سچا اور اپنی نماز کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جو خدا

نے اس پر امانت کی ادائی واجب قرار دی ہے کہ اس کی حفاظت کرے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: جو امین امانت کو واپس کر دے تو اُس نے گویا آگ کی ایک ہزار گرہ اپنی گردن سے کھول دی ہے۔ پس تم امانت کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ اگر کسی کو امانت پر امین قرار دیا جائے تو ابلیس لعنتی اپنے سو شیطانوں کو اس پر مسلط کر دیتا ہے تاکہ وہ اس امین کو گمراہ کریں اور وسوسہ میں ڈالیں"۔

(۱۰)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنی زیادہ نمازوں اور زیادہ روزوں اور زیادہ حج ن' نیکیوں کی زیادتی اور رات کی عبادت کی زیادہ طمانیت کی طرف نظر نہ کرو بلکہ زبان کی سچائی اور ادائیگی امانت کی طرف نظر کرو"۔

(۱۱)

حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ادا کرنے کے سوائے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ان کو ہر حالت میں ضرور ادا کرو۔ ۱- امانت کو ادا کرو خواہ وہ نیک کی ہو یا بد کی ۲- وعدہ ضرور پورا کرو خواہ نیک سے ہو یا بد سے ۳- ماں باپ کے ساتھ نیکی ضرور کرو خواہ وہ نیک ہوں یا بد"۔

○○○

پندرھویں فصل

ذکرِ خدا کے بارے میں

(۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اے لوگو! کیا تم کو اس چیز کے بارے میں خبر دوں جس کو خدا نے تم پر سب سے زیادہ فرض و واجب قرار دیا ہے؟ پس اس کے بعد آپ نے تین چیزوں کا تذکرہ فرمایا اور ان میں سے تیسری یہ تھی کہ خدا کو ہر حال میں یاد رکھو خواہ وہ اس کی اطاعت کا وقت ہو یا نافرمانی کا''۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''انسان پر سب سے زیادہ جو واجب ہے وہ یہ ہے کہ وہ خدا کو بہت زیادہ یاد کرے''۔ پھر اس کے بعد فرمایا: ''خدا کو یاد کرنے سے میری مراد یہ نہیں کہ انسان ہر وقت سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا رہے اگرچہ یہ بھی ذکرِ خدا ہی ہے۔ ذکرِ خدا سے مراد یہ ہے جس چیز کو خدا نے حلال یا حرام کیا ہے اس وقت خدا کو یاد کیا جائے پس اگر وہ اطاعت کا موجب ہے تو اس پر عمل کیا جائے اور اگر وہ نافرمانی و معصیت کا سبب ہے تو اس کو ترک کیا جائے''۔ (یہ ذکرِ خدا سے مراد ہے)

(۳)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''تین چیزیں ہیں ان میں سے ایک فائدہ مند ہے اور دوسری ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور تیسری سلامتی بخش ہے۔ فائدہ مند ذکرِ خدا ہے۔ سلامتی عطا کرنے والی یہ ہے کہ انسان خاموش رہے اور تیسری جو ہلاک کرنے والی ہے۔ وہ یہ بات ہے کہ انسان کے منہ سے نکلے اور لوگوں میں مشہور ہو جائے''۔

(۴)

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ''اے بیٹا! محافل کی حفاظت اپنی آنکھوں سے کرو پس جب تم دیکھو کہ کوئی گروہ ذکرِ خدا میں مصروف ہے تو ان کے ساتھ ہمنشینی کرو کیونکہ اگر تم اہلِ علم ہو تو تمہارے لیے علم میں اضافہ ہوگا اور اگر جاہل ہو تو تجھے علم نصیب ہوگا اور ممکن ہے کہ خدا ان پر اپنے ذکر کی وجہ سے رحمت نازل کرے تو پھر تو بھی اس رحمت میں شامل ہو جائے گا۔ بیٹے! اگر تو دیکھتا ہے کہ کسی مقام پر ایک گروہ موجود ہے جو ذکرِ خدا سے غافل ہے تو ان کی ہمنشینی نہ کرو کیونکہ اگر تو عالم ہے تو تیرا علم تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور اگر تو جاہل ہے تو تیری جہالت میں اضافہ ہوگا اور ممکن ہے ان پر خدا عذاب نازل کر دے اور تو بھی اس عذاب میں مبتلا ہو جائے''۔

(۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے ایک صحابی نے آپؑ سے سوال کیا کہ ''خدا

کے بندوں میں سے مکرم ترین بندہ کون سا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: جو ذکرِ خدا زیادہ کرے اور اس کی اطاعت کے موارد کو سب سے زیادہ جانتا ہو"۔

(۶)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ "ذکرِ خدا دو طرح کا ہے: ایک وہ ذکر ہے جو کسی مصیبت کے وقت کیا جائے اور اس سے بہتر وہ ذکر ہے جو اُس چیز کے مقابلے میں کیا جائے جو خدا نے حرام قرار دی ہے اور وہ ذکرِ خدا اس حرام سے بچالے"۔

(۷)

کتاب روضۃ الواعظین میں ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "پس مجھے یاد کرو تا کہ میں تجھے یاد کروں اور میرا شکر ادا کرو اور میری نعمتوں کا کفران نہ کرو"۔ (سورہ بقرہ' آیت ۱۴۸)

نیز خدائے ذوالجلال نے فرمایا: "اے ایمان والو! خدا کو بہت زیادہ یاد کرو"۔ (سورہ احزاب' آیت ۴۱)

نیز خداوند متعال کا ارشاد ہے: "خدا کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں یعنی یاد کرنے والیاں"۔ (سورہ احزاب ۳۹)

نیز خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے رسول! آپ لوگوں کو تذکر کرو اور تمہارا وظیفہ رسالت اس تذکر کے علاوہ کچھ نہیں اور تو ان کے کفر کو ایمان میں تبدیل کرنے پر قدرت و طاقت نہیں رکھتا"۔ (سورہ غاشیہ' آیت ۲۵)

(۸)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اے علیؑ! سب سے بہتر و افضل تین عمل ہیں: ۱- اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرو ۲- اپنے دینی بھائی سے راہِ خدا میں تعاون کرنا ۳- تمام حالات میں انسان کا خدا کو یاد رکھنا"۔

(۹)

حضرت امام محمد باقر اور امام صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ "ذکرِ خدا انسان کے سات اعضاء پر تقسیم ہو چکا ہے:

۱- زبان ۲- روح ۳- نفس ۴- عقل ۵- معرفت ۶- رازداری ۷- دل۔

ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مقام پر استقامت کا محتاج ہے۔ پس زبان کی استقامت یہ ہے کہ وہ سچّا اقرار کرے اور روح کی استقامت یہ ہے کہ ہر وقت خود کو موت کے لیے آمادہ رکھے اور نفس کی استقامت یہ ہے کہ طلب مغفرت کرے اور دل کی استقامت یہ ہے کہ سچّا عذر کرے۔ عقل کی استقامت یہ ہے کہ عبرت حاصل کرے۔ اور معرفت کی استقامت یہ ہے کہ خدا کی عطا کردہ نعمت پر خوشی کا اظہار کرے۔ اور رازداری کی استقامت یہ ہے کہ اسرار و رموز کے علم کو حاصل کرے۔ زبان کا ذکر خدا کی حمد وثنا کرنا ہے۔ نفس کا ذکر اطاعتِ خدا میں کوشش کرنا اور زحمت اٹھانا ہے۔ روح کا ذکر خوف اور اُمید کے مابین رہنا ہے۔ دل کا ذکر صدق وخلوص ہے اور عقل کا ذکر تعظیم وحیا ہے۔ معرفت کا ذکر اس کے حکم کو تسلیم کرنا اور اس پر خوش ہونا ہے۔ رازداری کا ذکر اسی کو دیکھنا اور اسی سے ملاقات کرنا ہے"۔

(۱۰)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''تمام خوبیوں کو تین چیزوں میں رکھ دیا گیا ہے: ۱- نگاہ ۲- خاموشی ۳- سخن و گفتگو۔ پس ہر وہ نظر جس میں عبرت نہ ہو وہ لغو و مشتبہ ہے۔ ہر وہ خاموشی جس میں فکر و اندیشہ نہ ہو غفلت و بے خبری ہے اور وہ کلام و گفتگو جس میں ذکرِ خدا نہ ہو لغو و بے ہودہ ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی نظر میں عبرت ہے، جس کی خاموشی میں فکر ہے اور جس کے کلام میں ذکرِ خدا ہے اور وہ اپنے گناہوں پر روتا ہے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہیں''۔

(۱۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھی نمازِ صبح کے بعد رہے مصلّے پر بیٹھ کر سورج کے طلوع ہونے تک ذکرِ خدا کرے تو اس کا ثواب اس حاجی کے برابر ہے جو بخشا ہوا ہو''۔

(۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم باغِ بہشت کو پاؤ تو اس کی خوب سیر کیا کرو۔ عرض کیا گیا کہ یارسولؐ اللہ! دنیا میں باغِ بہشت کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ محافل جن میں ذکرِ خدا کیا جا رہا ہو''۔

(۱۳)

نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا: جب زمین پر کوئی گروہ ذکر کر رہا ہوتا ہے تو آسمان

کی طرف سے منادی ندا کرتا ہے کہ اے اہلِ گروہ! جاؤ خدا نے تمہارے تمام گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا اور تم سب کو خدا نے بخش دیا ہے۔ اور فرمایا: اہلِ زمین کا کوئی گروہ ایسا نہیں جو ذکرِ خدا کرنے کے لیے بیٹھا ہو مگر یہ کہ اس کے ہمراہ فرشتے بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔

(۱۴)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''کوئی قوم ذکرِ خدا میں نہیں بیٹھتی مگر اس قوم کے اطراف کو فرشتے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور خدا کی رحمت ان کو اپنے سائے میں لے لیتی ہے اور ان پر وقار و سکون نازل ہوتا ہے۔ ان کا تذکرۂ خیر فرشتوں کے سامنے کیا جاتا ہے''۔

(۱۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا: ''خدایا! جو شخص اپنی زبان سے تیرا ذکر کرتا ہے اس کا اجر و ثواب کیا ہے؟'' تو خدائے متعال نے فرمایا: ''اے موسیٰؑ! اُسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دوں گا اور وہ میری پناہ میں ہوگا''۔

(۱۶)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ شیطانوں نے اس کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے اچانک ذکرِ خدا آیا جس نے اس کو شیطانوں کے چنگل سے نجات دلائی''۔

١٧

جنابِ جابرؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: ''اے فرزندِ رسولؐ! ایک گروہ ایسا ہے کہ جب وہ قرآن کو سنتے ہیں یا ذکرِ خدا ان کے سامنے کیا جائے تو ان میں سے ایک فریاد کرتا ہوا گر جاتا ہے حتیٰ کہ اگر اس کا ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دیا جائے تب بھی اس کو محسوس نہیں ہوتا۔ ان کا کام شریعت میں کیسا ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ ''سبحان اللہ یہ سب کچھ شیطان کی طرف سے ہے اور ہمیں اس طرح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہمیں ذکرِ خدا کو رقتِ قلب سے کرنے پر مامور کیا گیا۔ نرمی اور گریہ کرنے کی اجازت ہے''۔

١٨

کتاب مجمع البیان میں خدائے متعال کے اس فرمان کے بارے میں ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (سورہ بقرہ آیت ٦٩) ''پھر اس (عظیم معجزہ) کو دیکھنے کے بعد تمہارے دل پتھر کی مانند یا اس سے بھی زیادہ سخت ہوگئے ہیں''۔ رسولِ خدا سے روایت ہے کہ ''ذکرِ خدا کے علاوہ زیادہ کلمات نہ بولو کیونکہ ذکرِ خدا کے علاوہ زیادہ کلام دلوں کو سخت کرتا ہے۔ اور خدا سے زیادہ دُور وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے دل زیادہ سخت ہوں''۔

١٩

عثمان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ''جب موسم سرما آتا ہے تو منادی ندا کرتا ہے کہ اے لوگو! جو راتوں کو عبادت کرتے ہو تمہاری عبادت کی خاطر لمبی راتیں

آ گئی ہیں اور تمہارے روزہ رکھنے کے لیے دن چھوٹے ہوگئے ہیں۔ پس اگر تم راتوں کو عبادت نہیں کرسکتے اور اپنے آپ کو زحمت میں نہیں ڈال سکتے اور اپنے دشمن سے دشمنی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یا اگر تم اپنے مال کو خرچ کرنے میں بخل کرتے ہو تو آؤ ذکرِ خدا زیادہ سے زیادہ کرو"۔

(۲۰)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "مومن کی سب سے زیادہ ذمہ داری تین چیزوں کے لیے ہے: ۱- ذاتِ خدا کے بارے میں مواسات ۲- اپنے ساتھ انصاف کرنا ۳- خدا کے ذکر کو زیادہ سے زیادہ کرنا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ اور الحمدللہ میری مراد یہ نہیں (اگرچہ یہ بھی ذکر ہے) بلکہ حرام کردہ چیزوں کے ساتھ خدا کو یاد رکھنا (یعنی وہ یاد تمھیں ان حرام چیزوں سے دُور کردے)"۔

(۲۱)

کتاب عیون اخبار رضا میں رجا بن ابی ضحاک سے روایت ہے: وہ کہتا ہے کہ مجھے مامون الرشید نے امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے مدینہ سے لے کر آنے کا حکم دیا اور اس نے مجھے یہ بھی ہدایت کی کہ آپ کو بصرہ، اہواز، فارس کے راستے سے لے کر آؤں اور قم کے راستے سے لے کر نہ آؤں۔ نیز مجھے یہ بھی حکم ملا کہ ان کی بہت سخت حفاظت کروں تاکہ امام کو مامون کے پاس پہنچایا جاسکے۔ جب میں مدینہ سے آپؑ کے ساتھ چلا تو پورا راستہ آپؑ کے ساتھ رہا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کوئی شخص دنیا میں ان سے زیادہ پرہیزگار نہیں دیکھا اور کسی کو ہر حال میں

ان سے زیادہ ذکرِ خدا کرنے والا نہیں پایا اور وہ خدا کا بہت زیادہ خوف رکھتے تھے (یعنی تقویٰ کے حامل تھے)۔

﴿۲۲﴾

دوسری کتابوں میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آدم کی اولاد کی تمام کلام اس کے نقصان میں ہوگی مگر وہ کلام جس میں نیکی کا حکم، برائی سے منع اور ذکرِ خدا ہو''۔

﴿۲۳﴾

نیز آپؐ نے فرمایا کہ ''میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میری نظر میں عبرت ہو، میری کلام میں ذکرِ خدا ہو اور میری خاموشی میں غور و فکر ہو''۔

﴿۲۴﴾

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کلام تین قسم کا ہے: ۱- فائدہ مند ۲- سلامتی بخش ۳- ہلاک کرنے والی۔ فرمایا: ''سودمند وہ کلام ہے جس میں ذکرِ خدا ہو۔ سلامتی بخش، انسان کی خاموشی ہے اور ہلاک کرنے والا باطل کے دریا میں غوطہ لگانا ہے (یعنی لغو و بے ہودہ باتوں میں اپنے کو مصروف رکھنا)''۔

﴿۲۵﴾

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''انسان تین چیزوں کو پورا کرنے کی قدرت و طاقت نہیں رکھتا:

۱- لوگوں سے چشم پوشی۔

۲- انسان اپنے سے صرفِ نظر کرتا ہو اور اپنے مال میں اپنے دوسرے بھائی کو عطا کرنا۔

۳- ذکرِ خدا کو زیادہ کرنا''۔

(۲۶)

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس آیت فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ ''کہ اہلِ ذکر سے سوال کرو'' کے معنی کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ وہ اہلِ ذکر سے ہم اہلِ بیتؑ مراد ہیں''۔

ооо

باب دوم

شیعوں کے حالات وعلامات اور ممنوعات

اس باب کی نو (۹) فصلیں ہیں

پہلی فصل

شیعوں کی صفات کے بارے میں

(۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:
''کچھ لوگ امیرالمومنین علی علیہ السلام کے پیچھے جارہے تھے جیسے ہی حضرتؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: امیرالمومنینؑ! ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ لوگوں میں شیعوں والی علامات نہیں دیکھ رہا؟ انہوں نے عرض کیا: شیعوں کی علامات و اوصاف کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان کے چہرے شب بیداری کی وجہ سے زرد ہوتے ہیں اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کے شکم بھوکے ہوتے ہیں۔ دعا کرنے کی وجہ سے ان کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ خاشعینِ خدا والا گردوغبار ان پر پڑا ہوتا ہے''۔

(۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''تحقیق شیعہ علیؑ وہ ہے جو اپنے شکم اور شرمگاہ کی حرام سے حفاظت کرے۔ راہِ خدا میں جہاد کرنے میں سخت ہو اور وہ جو کام کرے فقط خدا کے لیے کرے۔ نیز اجروثواب کی امید بھی رکھتا ہو۔ اور عذاب و عقاب کا خوف بھی اس کے دل میں ہو۔ جب لوگ ایسے شخص کو دیکھیں تو کہیں کہ یہ

جعفر صادقؑ کا شیعہ ہے"۔

۳

حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
"تحقیق نیک کام مکمل نہیں ہوگا مگر اس کی طرف جلدی کی جائے اور اس کو پوشیدہ رکھا جائے اور اس کو چھوٹا شمار کیا جائے۔ پس جب تو اس کو پوشیدہ رکھے گا اور اس کی طرف جلدی کرے گا تو وہ تیرا پسندیدہ ہو جائے گا اور جب تو اس کو چھوٹا شمار کرے گا تو پس تو نے اسے عظیم قرار دیا اور جب تو نے اس کو پوشیدہ رکھا تو گویا تو نے اس کو مکمل کر دیا۔

۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "زمین پر خدا کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو لوگوں کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی لوگ قیامت کے دن امن و امان میں ہوں گے"۔

۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دوسروں کی بات کو جھوٹا جاننے کے بجائے خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے اور ہذیان و بے ہودہ گفتگو اس کو گرا دیتی ہے"۔

۶

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ خوفِ خدا کی وجہ سے ان کے دل شکستہ ہیں۔ وہ خاموش رہتے ہیں حالانکہ وہ خوش بیان

عقلاء اور فصیح ہیں اور اعمال پاکیزہ کی طرف سبقت کرتے ہیں اور وہ زیادہ کو بھی زیادہ نہیں قرار دیتے اور تھوڑے اعمال پر راضی نہیں ہوتے اور وہ اپنے آپ کو اچھے لوگوں میں شمار نہیں کرتے حالانکہ وہ زیرک اور نیک ہوتے ہیں۔

۷

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو کسی مومن کو قلتِ مال کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو خدا اس کو بھی حقیر قرار دیتا ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی بارگاہ میں حقیر رہتا ہے جب تک وہ اپنے کیے ہوئے سے توبہ نہیں کرلیتا۔ اور اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن اپنی اپنی ہمت کے مطابق مباہات و فخر کریں گے''۔

۸

روایت کی گئی ہے کہ فتح مکہ کے سال جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانۂ خدا میں داخل ہوئے تو اس وقت ابن عباس اور اسامہ بن زید آپؑ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد آپؑ باہر تشریف لے آئے اور دروازے کے کنڈے کو پکڑا اور فرمایا:

''حمد ہے اس خدا کی جس نے اپنے بندے کی تصدیق کی اور اس سے کیے ہوئے وعدے کو پورا فرمایا اور ایک فرد کو پوری جماعتِ کفار پر غلبہ عطا کیا۔ اور خدا نے بزرگی اور اپنے آباؤ اجداد پر تکبر کرنے کی صفت کو عرب سے ختم کیا اور سنو! تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے تھے اور تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ وہ مکرم ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے''۔

۹

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے ارشاد فرمایا: ''کیا یہ کافی ہے کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں شیعہ ہوں اور خاندانِ آلِ محمدؐ سے دوستی رکھتا ہوں۔ خدا کی قسم! کوئی ہمارا شیعہ نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ وہ خدا سے تقویٰ اختیار کرے اور اس کی اطاعت کرے۔ اور ہمارے شیعوں کی شناخت نہیں ہوسکتی مگر تواضع کے ساتھ۔ خشوع و خضوع ان میں پایا جاتا ہوگا اور ان کی زبانوں پر خدا کا ذکر زیادہ ہوگا۔ روزے رکھتے ہوں گے اور نماز ادا کرتے ہوں گے اور ان کے ہمسائے فقیر ان سے امن میں ہوں گے۔ ضرورت مند' قرض دار اور یتیم ان سے امن میں ہوں گے اور وہ زبان کے سچے ہوں گے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوں گے اور وہ لوگوں کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے مگر ان کی خوبیاں بیان کریں اور وہ اپنے خاندان کے لوگوں کے لیے امین ہوں گے''۔

کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں نے ایسا کوئی شخص نہیں پایا جس میں یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اے جابر! دوسرے مذاہب کی روش تجھے حق سے دُور نہ کردے۔ اے جابر! کیا اتنا کافی ہے کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں اور پھر وہ ان اعمالِ خیر کے لیے کوشش نہ کرے؟ پس اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں رسولِؐ خدا کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ رسولِؐ خدا تو علی علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اور وہ شخص اس دعویٰ کے باوجود رسولِؐ خدا کے کردار کو نہ اپنائے اور ان کی سنت پر عمل پیرا نہ ہو تو اس شخص کو رسولِؐ خدا کی دوستی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ پس خدا سے ڈرو اور جو خدا کے نزدیک ہے اس پر عمل کرو۔ خدا کے ساتھ کسی کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ خدا کا محبوب ترین اور مکرم

ترین بندہ وہ ہے جو زیادہ تقویٰ اختیار کرے اور اس کی اطاعت میں زیادہ بہتر عمل انجام دے۔ خدا کی قسم! کسی کو خدائے متعال کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا مگر اس کی اطاعت سے اور کسی کو ہماری وجہ سے آگ سے نجات نہیں مل سکتی اور کسی کے پاس خدا کے لیے کوئی حجت نہیں ہے۔ جو خدا کا مطیع و فرماں بردار ہے وہ ہمارا دوست ہے۔ اور جو خدا کا نافرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ کل ہماری ولایت کوئی نہیں پاسکتا مگر فضل و پرہیزگاری کے ساتھ۔

(۱۰)

عمرو بن سعید بن ہلال کہتا ہے کہ ہم ایک جماعت کی صورت میں حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے ہمیں فرمایا: ''آپ لوگ درمیانی نقطہ بن جاؤ کہ بے ہودہ گفتگو کرنے والے اور غالی تمہاری طرف رجوع کریں اور پیچھے رہنے والے آپ لوگوں سے ملحق ہوجائیں۔ (یعنی درمیانی راستہ اختیار کرو نہ غلو کرو اور نہ تقصیر) اے آلِ محمدؐ کے پیروؤ! جان لو اور آگاہ ہوجاؤ۔ خدا کی قسم! ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے اور نہ ہی ہم خدا پر حجت ہیں۔ کسی کو خدا کی اطاعت اور اس کی بندگی کے بغیر اس کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہماری دوستی و محبّت اس شخص کو فائدہ دے گی جو خدا کا مطیع اور فرماں بردار ہوگا۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرے اور اس کی معصیت کرے گا' اس کو ہماری دوستی و محبّت کوئی فائدہ نہیں دے سکتی اور اس کے بعد آپؑ نے ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا:

''مغرور نہ بنو اور افتراء اور بے بنیاد باتیں نہ کرو۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اس نکتہ وسطیٰ (نمرقہ) سے مراد کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ روایات میں نسط سے تعبیر ہوئی ہے۔ اس سے افراط و تفریط کے درمیان والا

نکتہ مراد ہے۔ (یعنی تم افراط اور نہ تفریط یعنی درمیانی راستہ اختیار کرو)

۱۱

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم کو سفارش (تاکید) کرتا ہوں کہ اپنی شرمگاہ اور منہ کی حرام سے حفاظت کرو۔

۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہوئی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: علماء اس اُمت کے امین ہیں اور متقی لوگ اس کا حصار ہیں اور زکوٰۃ اور دوسرے واجباتِ مالی جمع کرنے والے اس کے بزرگ ہیں۔

۱۳

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خدا کی معرفت حاصل کر چکا ہے اور اکثر سمجھتا ہے وہ اپنی زبان کو گفتگو سے روکتا ہے اور اپنے شکم کو غذا سے منع کرتا ہے اور اپنے آپ کو روزہ اور نماز کی وجہ سے بے نیاز کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہمیں اپنے ماں اور باپ کی قسم یہ تو اولیاء اللہ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں خدا کے دوست خاموش رہتے ہیں اور ان کی خاموشی خدا کا ذکر ہے اور وہ نگاہ کرتے ہیں تو ان کی نگاہ میں عبرت ہوتی ہے اور وہ کلام کرتے ہیں تو ان کی کلام میں حکمت ہوتی ہے۔ اور وہ لوگوں کے درمیان چلتے ہیں تو ان کا چلنا برکت ہوتا ہے اور اگر وہ وقتِ مقرر جو ان کی موت کے لیے وہ نہ ہوتا تو ان کی روحیں ان کے بدنوں میں عذاب کے خوف اور ثواب کے شوق کی وجہ

سے قرار نہ پکڑتیں۔

(۱۴)

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: حضرت امیرالمومنینؑ نے نماز ادا کی اور اپنی جائے نماز سے نہ اٹھے حتیٰ کہ سورج ایک نیزہ کی مقدار میں باقی رہ گیا (یعنی غروب کے قریب تھا) اس کے بعد آپؑ نے لوگوں کی طرف منہ کرکے فرمایا: ''خدا کی قسم! ہم نے ایک قوم کو پایا ہے کہ جن کے اپنے پروردگار کے لیے حالتِ قیام اور سجود میں' شب بیداری کی وجہ سے چہرے اور زانوؤں کے رنگ تبدیل ہو چکے ہیں۔ گویا آگ کے شعلوں کی آواز ان کے کانوں میں سنائی دے رہی ہے اور جب ان کے سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ اس طرح کانپتے ہیں جس طرح تیز ہوا میں درخت حرکت میں آجاتا ہے۔ گویا قوم غافل ہے اس کے بعد آپؑ اُٹھے اور جب تک آپؑ زندہ رہے ہنستے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔

(۱۵)

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''علیؑ کے شیعہ وہ ہیں جو ہماری دوستی میں خرچ کرتے ہیں اور ہماری مودت کی وجہ سے دوستی رکھتے ہیں اور جب وہ غضب ناک ہوتے ہیں تو بھی ظلم نہیں کرتے اور جب وہ خوش ہوتے ہیں تو اِسراف اور زیادہ روی نہیں کرتے۔ بابرکت ہے وہ شخص جو ان کا ہمسایہ ہے' اور جو ان سے میل وملاپ رکھے گا' وہ سالم رہے گا۔

○○○

دوسری فصل

علاماتِ شیعہ کے بارے میں

(1)

محمد بن عیک سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن جعفر بن احمد بن مقبل قمی نے بغداد میں بیان کیا' اس نے کہا کہ مجھے ابوالحسن علی بن محمد بن الزایدی البصری نے اصفہان میں بیان کیا' اس نے کہا کہ مجھ سے الحسن بن اسد نے کہا' اس نے کہا کہ مجھ سے ہیثم بن واقد الجزری نے کہا' اس نے کہا مجھ سے مھزم نے کہا: میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ کی خدمت میں شیعہ کے بارے میں گفتگو ہونا شروع ہوئی تو آپؑ نے فرمایا: شیعہ کی آواز اس کے کانوں سے تجاوز نہیں کرے گی (یعنی بہت بلند آواز سے گفتگو نہیں کرے گا) وہ ہمارے دشمنوں سے دوستی و محبّت کا اظہار نہیں کرے گا اور وہ ہمارے دشمنوں سے دشمنی نہیں کرے گا اور وہ لوگ جو ہمارے بارے میں غلو کرتے ہیں ان کے ساتھ نہیں بیٹھے گا۔ اور وہ کتے کی مانند نہیں بھونکے گا (اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ وہ کبھی کتے کی آواز نہیں نکالے گا) اور وہ کوے کی طرح لالچ نہیں کرے گا اور وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا' اگرچہ وہ بھوک کی وجہ سے مرجائے۔ اور وہ لوگوں سے کنارہ کشی کرے گا اور وہ ان سے پوشیدہ رہے گا۔

اور اگرچہ ان شیعوں کے گھر مختلف مقامات پر ہوں لیکن ان کے اقوال اور

باتوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔ ان سے کچھ غائب بھی ہوجائیں تب بھی وہ ان کوگم نہیں کرے گا اور اگر آشکار و واضح بھی ہوتو بھی ان کی طرف رجوع نہیں کرے گا۔ اگر وہ دنیاوالوں سے خواستگاری بھی کرے تب بھی کوئی اُس کوعورت نہیں دے گا اور وہ دل میں خواہشات لے کر دنیا سے چلا جائے گا اور اگر کسی مومن سے ملاقات کرے گا تو اس کی عزت کرے گا اور اگر مومن کسی کافر سے ملاقات کرے گا تو اس سے دُوری اختیار کرے گا (یعنی اس کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھائے گا)۔ اور اگر کوئی ضرورت مند اس کے پاس آئے گا تو وہ اس پر رحم کرے گا اور دونوں اپنے اموال میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اس کے بعد فرمایا: اے مھزم! میرے نانا رسولِ خدا نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

''اے علیؑ! وہ شخص جھوٹا ہے جو مجھے دوست رکھتا ہو اور تمہارا دشمن ہو کیونکہ میں شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو کیا ممکن ہے کہ دروازے کے بغیر شہر میں داخل ہوا جائے۔

۲

نیز اس روایت میں مھزم سے یہ بھی نقل ہوا ہے کہ جب آپؑ نے فرمایا کہ وہ سوال نہیں کرے گا اگرچہ وہ بھوک سے مرجائے تو مھزم نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! ایسے شیعہ کو میں کہاں تلاش کروں؟

آپؑ نے فرمایا: اے مھزم! ان کو زمین کے اطراف میں تلاش کرو۔ ان کی زندگیاں پست و سادہ ہیں اور ان کے گھر منتقل ہوتے رہتے ہیں اور ان کے درمیان جھگڑے بہت کم ہوتے ہیں۔ اگر یہ بیمار ہوجائیں تو کوئی ان کی عیادت کے لیے نہیں جاتا اور اگر یہ مرجائیں تو کوئی ان کے جنازے میں شرکت نہیں کرتا اور اگر یہ

جاہل و نادان سے ملاقات کریں تو اس سے بحث نہیں کرتے بلکہ سلام کہتے ہیں اور مرنے کے وقت بے تاب نہیں ہوتے (بلکہ ان کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے) اور یہ مال و دولت میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں (یعنی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور دوسرے مومن کو اپنے مال میں شریک قرار دیتے ہیں۔) اگر کوئی حاجت مند ان کے پاس آ جائے تو اس پر رحم کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے شہر مختلف ہوتے ہیں لیکن ان کے دل ایک ہوتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علیؑ! ''وہ شخص جھوٹا ہے جو میری دوستی کا دعویٰ کرے اور تجھے اپنا دشمن قرار دے''۔

(۳)

میسرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے میسرہ! کیا میں تجھے شیعوں کے بارے میں بتاؤں کہ وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں قربان ہو جاؤں آپؑ ضرور بیان فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ محکم حصار ہیں اور یہ دل کے امین ہوتے ہیں اور یہ عقل مند اور باوقار ہوتے ہیں اور یہ باطل کی اتباع نہیں کرتے اور نہ ہی ریاکاری کرتے ہیں۔ راتوں کو گوشہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور دنوں کے شیریں ہوتے ہیں اور وہ گروہ جو بات کو راز میں نہ رکھے اس سے ان کو نفرت ہوتی ہے (یعنی راز دار ہوتے ہیں)۔

(۴)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے شیعوں کے شکم روزوں کی وجہ سے بھوکے اور ان کے لب دعاؤں کی وجہ سے خشک ہوتے ہیں۔

۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے کہ علیؑ کے شیعہ اپنے قبیلہ کے لوگوں میں مقبول ہوتے ہیں اور ان میں امین شمار ہوتے ہیں اور لوگوں کے نزدیک اپنے اخلاق کی وجہ سے پسندیدہ ہوتے ہیں اور راتوں کو عبادت گزار اور دنوں کو ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں۔

۶

ربیعہ بن ناحد سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کی مثال شہد کی مکھیوں کی سی ہے جو ہروقت حالتِ پرواز میں رہتی ہیں اور اس پرواز میں ان کے لیے وہ کچھ ہوتا ہے جس کی وہ کوشش کرتی ہیں۔ اگر ان مکھیوں کو علم ہوجائے کہ ان کے شکموں میں خدا نے کتنی برکت قرار دی ہے تو وہ پرواز نہ کریں۔

۷

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! پست لوگوں سے پرہیز کرو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پست لوگ کون ہیں؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو خدا کا خوف نہیں رکھتے۔ تحقیق ہمارے شیعہ ہیں جو اپنے شکم اور شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے عمل فقط اپنے خالق کے لیے ہوتے ہیں اور جب تم اس طرح کے انسان دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ جعفر صادقؑ کے شیعہ ہیں۔

٨

ابو حاتم سجستانی نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا شیعوں کی تین قسمیں ہیں:

ایک وہ گروہ ہے جو ہماری وجہ سے اپنے آپ کو زینت دیتا ہے (یعنی ہمارے اُوپر فخر کرتے ہیں مثلاً بے عمل سادات وغیرہ)۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو ہماری وجہ سے رزق کماتا ہے (ذاکر اور مولوی جو مجالس کے ذریعے رزق کماتے ہیں)۔

تیسرا گروہ وہ ہے جو ہمارا ہے اور ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے اور وہ ہمارے امن سے امن میں ہیں اور ہمارے خوف سے خوف میں رہتے ہیں اور وہ بے ہودہ و لغو گفتگو نہیں کرتے۔ اور ستم گر اور ریاکار نہیں ہوتے۔ اگر وہ غائب ہو جائیں تو کبھی گم نہیں ہوتے اور لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے بس یہ ہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں۔

٩

حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت سے سوال کیا گیا کہ آپؑ کے شیعوں کو کس طرح پہچانا جائے؟ آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعہ وہ ہیں جو ہمارے قدموں کے نشانات پر چل کر ہماری طرف آئیں۔

١٠

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کی

تین قسمیں ہیں: ایک گروہ وہ ہے جو ہم سے ہے اور ہم اس سے ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صرف اپنے آپ کو ہماری وجہ سے زینت دیتا ہے اور تیسرا گروہ وہ ہے جو ہمارے واسطہ سے رزق کماتا ہے۔

﴿11﴾

حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ابوعبداللہ بن بکیر سے فرمایا: اے بکیر کے فرزند! میں تجھے اس چیز کے بارے میں خبر دیتا ہوں جس کو میں نے اپنے آباؤاجداد سے سنا ہے۔ اے بکیر! اگر لوگوں میں سے بدر کے اصحاب کی تعداد میں مخلص شیعہ جو ہمارے مددگار ہوں' پیدا ہو جائیں گے تو ہمارے قائم علیہ السلام ظہور کریں گے۔ اے عبداللہ! ہم لوگوں کا علاج کرتے ہیں (یعنی ہم ان کے بارے میں جانتے ہیں) اور ہمیں علم ہے کہ یہ لوگ کیا ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے کہ جو ہماری دوستی کی تصدیق کرتا اور اپنے دل کے خون کو ہماری خاطر بہا دینے کے لیے تیار ہے۔ اور ان لوگوں میں سے ایک گروہ وہ بھی ہے جو زبان سے ہماری دوستی کا اقرار کرتا ہے لیکن اس گروہ کے دل میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو ہمارے دشمن کا جاسوس ہے اور ہمارے خلاف دشمن کی جاسوسی کرتا ہے اور یہ ہماری باتوں کو سنتا ہے اور اگر ان کو دنیا کا تھوڑا سا بھی لالچ دے دیا جائے تو وہ ہمارا سخت ترین دشمن بن جائے۔ یہ لوگ دنیا میں کس طرح خوش وخرم ہیں حالانکہ ان کی حالت یہ ہے؟

پس حق کے طالب بھی دنیا میں ہیں اور باطل کے طالب بھی۔ پس اہلِ حق اہلِ باطل سے روگردان ہیں اور اہلِ حق اس حالت میں ہیں کہ ہمارے امر کو سنتے ہیں اور خدا کی طرف رجوع اور میلان کرتے ہیں تا کہ وہ ہمارے قائمؑ کی حکومت کا دیدار

کر سکیں اور وہ بے ہودہ اور لغو گفتگو نہیں کرتے اور نہ ہی وہ ستم گر لوگوں کی طرح ریاکار ہیں۔ اور وہ ہماری وجہ سے رزق و روزی نہیں کماتے اور نہ ان میں طمع و لالچ پایا جاتا ہے۔ یہ بہترین لوگ ہیں۔ دنیا کی تاریکیوں میں ہدایت کے چراغ ہیں اور فتنہ وفساد کے اندھیروں میں نور کے چراغ ہیں اور وہ نور ہیں کہ ان سے ہدایت کو طلب کیا جائے۔ اور وہ اپنے دوستوں کو اچھے اعمال سے نہیں روکتے اور ان کے دشمن ان کے بارے کوئی طمع و لالچ نہیں رکھتے۔ اور جس مقام و وقت میں ہمارا نام اچھے انداز میں لیا جائے گا تو ان کے چہرے خوشی سے کھل جائیں گے اور ان کے دل خوش اور شادمان ہو جائیں گے اور ان کا چہرہ مطمئن ہوگا اور اگر کسی مقام پر ہمارا نام بُرے انداز میں لیا جائے گا تو وہ دل گرفتہ ہو جائیں گے اور ان کا جسم لرز جائے گا اور ان کے چہرے غصّے سے پریشان ہو جائیں گے ان کی یاری و مدد ظاہر ہو جائے گی اور ان کے دلوں کے راز ظاہر ہو جائیں گے اور وہ کمر ہمت باندھ لیں گے اور ہمارے امر کی اتباع کریں گے۔ اور ان کے چہروں سے گوشہ نشینی کی پہچان ہوگی اور وہ اس حالت میں صبح نہیں کریں گے جس حالت میں لوگ صبح کریں گے اور اس حالت میں شام نہیں کریں گے جس حالت میں لوگ شام کریں گے۔ اور وہ اس اُمت کی اصلاح کی خاطر ہمارا واسطہ دے کر خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں گے:

خدایا! آلِ محمدؐ کو کمزور اور معصوم مردم کے لیے رحمت قرار دے۔ پس اے عبداللہ! یہ ہمارے شیعہ ہیں اور ہم ان سے ہیں اور وہ ہم سے ہیں اور یہ ہماری جماعت ہیں اور یہ ہی ہماری دوستی اور ولایت کے اہل ہیں۔

○○○

تیسری فصل

شیعوں کے آداب کے بارے میں

(1)

ابواسامہ سے روایت ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ کو الوداع کروں تو آپؑ نے مجھے فرمایا: اے اسامہ! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو لوگوں کو ہماری ولایت و دوستی پر آمادہ کرتا ہے۔ خدا کی قسم! ایک شخص کے علاوہ میں نے کسی کو نہیں پایا جو ہماری اطاعت کرے اور ہمارے امر کو اخذ کرے۔ خدا عبداللہ بن ابی یعفور پر رحمت کرے کہ تحقیق جب بھی میں نے اس کو کسی چیز کا حکم دیا یا اسے کوئی سفارش کی تو اس نے میری بات کو قبول کیا اور میرے حکم کی پیروی کی۔

خدا کی قسم! تم میں سے کوئی شخص میرے پاس آئے اور میں اس کو کوئی حکم دوں یا اس سے بات کروں اور وہ اس کو محفوظ رکھے (اور اس پر عمل کرے) تو وہ اس کام کی وجہ سے عزت دار مسلمان بن جائے گا اور وہ کس طرح عزت دار نہیں ہوگا حالانکہ اس کے پاس وہ چیز ہے جو دوسرے لوگوں کے پاس نہیں ہے اور وہ چیز جو اس کے ہاتھوں میں ہے لوگ اس کے نیازمند ہیں۔ لیکن جو چیز لوگوں کے پاس ہے اس کو اس چیز سے کوئی سروکار نہیں ہے اور میں حکم دیتا ہوں کہ وہ اس راز کو فاش نہ کرے لیکن وہ مرد اس راز کو فاش کردیتا ہے اور اس طرح فاش کرتا ہے کہ پھر لوگوں کے سامنے خوار

ہوتا ہے۔ اور یوں خوار ہوتا ہے کہ لوگ اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اسامہ کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں اگر آپؑ بہتر سمجھیں تو اس طرح کی باتوں کو اپنے دوستوں پر ظاہر نہ کریں اور ان سے یہ باتیں نہ کریں کیونکہ جب ان کے پاس آپ کی یہ باتیں پہنچتی ہیں تو ان کے لیے مشکلات پیدا کرتی ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں حق بات کہوں گا۔ کل جب تو کوفہ جائے گا اور تیرے دوست اور جاننے والے ہمارے شیعہ تیری ملاقات کے لیے آئیں گے اور تجھ سے سوال کریں گے کہ جعفر صادقؑ نے کیا فرمایا تھا تو تو ان کو کیا جواب دے گا؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مولاؑ! جو آپؑ فرمائیں گے اس کو بغیر کسی کمی وزیادتی نقل کروں گا اور جو آپؑ کے فرمان کی اہلیت نہیں رکھتا ہوگا اس کے سامنے نقل نہیں کروں گا۔

آپؑ نے فرمایا: پھر جس کو تو دیکھتا ہے کہ وہ ہماری اطاعت کرتا ہے اور ہمارے فرمان کو قبول کرتا ہے تو اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور اس کو پرہیزگاری اور دین میں تقویٰ کرنے اور راہِ خدا میں کوشش کرنے اور سچ بولنے کی تلقین کرنا اور امانتوں کو ان کے اہل کو واپس کرنے اور سجدہ کو طول دینے اور اپنے ہمسائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تلقین کرنا اور میں ان کو ان امور کی سفارش کرتا ہوں۔ کیونکہ ان امور کی خاطر خدا نے رسولِؐ خدا کو مبعوث فرمایا۔ ایسے ہی آپ لوگ کو بھی امانت کے مالک کے حوالے کرنے کی سفارش کرتا ہوں خواہ وہ مالک نیک ہو یا بد۔ کیونکہ رسولِؐ خدا نے سوئی اور دھاگہ کے واپس کرنے کا حکم دیا تھا اور تم لوگ بھی ان کے ساتھ دوستی رکھو اور ان کے جنازوں میں شرکت کرو اور ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے دین میں تقویٰ اختیار کرنے اور سچ بولنے اور امانت کو ادا کرنے والا ہوگا اور لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آئیگا تو اس کے حسنِ اخلاق کی وجہ سے لوگ کہیں گے کہ یہ جعفری

ہے۔ اور اگر کوئی تم میں سے ان اخلاق سے مزین نہ ہو تو وہ ننگ و عار ہماری طرف منسوب ہوتا ہے۔ (یعنی لوگ کہتے ہیں کہ شاید ان کے امام ہی یہی حکم دیتے ہیں)۔

اس کے بعد آپؑ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میرے والد محترم نے مجھے روایت کی ہے کہ شیعیانِ علی علیہ السلام میں سے ایک شخص تھا کہ جو لوگوں کے حقوق سب سے زیادہ ادا کرتا تھا اور لوگوں میں سب سے زیادہ سچ بولنے والا تھا۔ اور سب سے زیادہ ان کی امانتوں کو واپس کرنے والا تھا اور جب اس سے بات ہوئی تو وہ سچ اور امانت کے ادا کرنے کی سفارش کرتا۔ اور جب لوگوں کے درمیان اس کے بارے میں بات ہوتی تو لوگ کہتے تھے کہ کون ہے جو اس جیسا ہو اور اس کی طرح خدا سے ڈرتا ہو۔

(اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ اے شیعو!) خدا سے ڈرو اور ہمارے لیے باعثِ زینت بنو، باعثِ رسوائی نہ بنو اور ہر محبّت و دوستی کو ہماری طرف لے کر آؤ اور ہر برائی کو ہم سے دُور کرو اور جو برائی ہمارے لیے کی جائے گی ہم اس کو قبول نہیں کریں گے کیونکہ ہم ایسے نہیں ہیں کیونکہ کتابِ خدا میں ہمارے حق کو بیان کیا گیا ہے اور رسولِ خدا سے ہماری قرابت ہے اور خدا کی طرف سے ہم کو طہارت نصیب ہوئی ہے اور خدا نے ہماری ولادت کو بھی پاک قرار دیا ہے اور ان باتوں کا ہمارے علاوہ جو بھی دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ ذکرِ خدا زیادہ کرو، موت کو یاد رکھو اور قرآن پاک کی تلاوت زیادہ کرو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ زیادہ پڑھو کیونکہ رسولِ خدا پر ایک درود کا اجر دس نیکیاں ہیں۔ اے اسامہ! یہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو یاد کرو اور اس میں خواہش کرتا ہوں کہ اس کو خدا کے لیے محفوظ رکھو یعنی اس کی حفاظت کرنا۔

۲

اسماعیل بن عمار سے روایت ہوئی کہ اس نے کہا: حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو پرہیزگاری اور حرام سے بچنے اور سچ بولنے اور امانت کو ادا کرنے اور زیادہ سجدے کرنے اور ہمسائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ انھی چیزوں کا رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔

(۳)

عمرو بن سعید بن ہلال نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوجاؤں۔ میں اتنی جلدی آپ سے دوبارہ ملاقات نہیں کرسکوں گا یعنی چند سالوں کے بعد ملوں گا لہٰذا آپؑ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں تاکہ میں اس پر عمل کرسکوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں پرہیزگاری اور حرام سے بچنے اور راہِ خدا میں کوشش کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ جان لو کہ حرام سے بچنا راہِ خدا میں کوشش کرنے کے بغیر فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔ اور اس بات سے بچو کہ تمہاری خواہش تمہیں برتری کا طمع دے کیونکہ خداوندمتعال نے اپنے نبی کو بارہا بار فرمایا ہے:
فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ (سورہ توبہ آیت ۵) "اے رسول! ان کا مال اور اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈال دے اور پھر فرمایا:

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۱) "اے ہمارے رسول یہ جو متاعِ قلیل جو ہم نے قوم کو دیا ہے جو دنیا کی حیات کے سامنے قرار دیا ہے اس کی آرزو نہ کرنا"۔

اگر کوئی ناراحتی تجھے آئے تو رسولِ خدا کی حیات کو یاد کرنا سوائے اس کے کہ ان کی غذا صرف جو کی روٹی تھی اور ان کی شیرینی کھجور ہوتی تھی اور ان کی آرام گاہ کھجور کی شاخیں ہوتی تھیں اور اگر کوئی مصیبت تجھ پر آجائے تو رسولِ خدا کی مصیبت کو

یاد کرنا کیونکہ لوگوں میں سے کسی پر آپ جتنی مصیبتیں نازل نہیں ہوئیں۔

۴

حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: اے آلِ محمدؐ کے شیعو! تم لوگوں کے لیے محلِ اعتماد بن جاؤ کہ غالی تمہاری طرف رجوع کریں اور تمہارے ساتھ آ کر ملحق ہو جائیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں غالی کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: غالی وہ گروہ ہے جو ہمارے بارے میں کچھ کہتا ہے جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہا۔ پس وہ گروہ ہم میں سے نہیں اور ہم کو ان سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر اس نے سوال کیا کہ تالی کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ تالی وہ گروہ ہے جو پیچھے والا ہے۔ یہ لوگ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اور اس خیر کا ان کو اجر ملتا ہے اور وہ بعد میں ہماری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! ہمارے ساتھ آنے سے خدا سے برأت نہیں ہوسکتی اور ہمارے اور خدا کے درمیان رشتہ داری بھی نہیں ہے۔ اور ہم خدا پر کوئی حجت بھی نہیں اور کوئی شخص خدا کے قریب نہیں ہوسکتا مگر اس کی اطاعت کے ساتھ۔ اور جو تم میں سے خدا کا مطیع ہے اس کو ہماری محبت فائدہ دے گی اور جو خدا کا نافرمان ہے تو اس کو ہماری محبت کوئی فائدہ نہیں دے سکے گی۔

۵

عمرو بن ابان نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اے شیعو! تم ہماری طرف منسوب ہوتے ہو۔ لہٰذا ہمارے لیے باعثِ زینت

بنو باعثِ رسوائی نہ بنو۔ وہ کیا چیز ہے جو تمہارے لیے مانع ہے کہ تم علی علیہ السلام کے اصحاب کی مانند نہیں ہوسکتے؟ آپؑ کے اصحاب میں سے اگر کوئی اپنے قبیلہ میں ایک فرد ہی ہوتا تھا پھر بھی وہ ان کا پیشوا اور رہنما اور ان کا مؤذن اور ان سب کا امین ہوتا تھا۔ پس تم ان لوگوں کے مریضوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازوں میں شرکت کرو اور ان کی مساجد میں نماز ادا کرو اور یہ لوگ تم سے نیکی و خوبی میں سبقت نہ لے جائیں۔ خدا کی قسم! ان لوگوں کی نسبت نیکی کرنے میں تم زیادہ سزاوار ہو۔ اس کے بعد آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے حالانکہ میں ان سب میں سے جوان تھا۔ اس کے بعد فرمایا: اے نوجوانو! بستروں پر پڑے رہنے سے پرہیز کرو اور اٹھو تاکہ لوگ تمہارے نقشِ قدم کی پیروی کریں۔ اللہ ان کی نسبت تمہارے حق میں زیادہ مہربان ہے۔

(۶)

عبداللہ بکیر کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ دو آدمی بھی تھے۔ ان میں سے ایک نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا میں ان کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرسکتا ہوں؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ان کے ساتھ نمازِ جمعہ اور جماعت کے لیے جاؤ اور تشیع جنازہ کرو اور مریض کی عیادت کرو۔ اور حقوق العباد کو ان کے ساتھ ادا کرو اور اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ کیا تو گمان کرتا ہے کہ میں تم کو گمراہ کر رہا ہوں۔ نہیں خدا کی قسم! میں ہرگز تم کو گمراہ نہیں کر رہا۔

(۷)

معاویہ بن وھب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے عرض کیا کہ میں ان لوگوں (اہلِ سنت) سے کس طرح کا تعلق رکھوں؟ اور اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کے ساتھ کہ جو میرے نقشِ قدم پر نہیں ہیں ان سے کیسا سلوک کروں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اپنے ائمہ اور پیشواؤں کی اقتداء کرو جس طرح وہ ان کے ساتھ معاملہ کرتے تھے ایسے ہی کرو۔ خدا کی قسم وہ ان کے مریضوں کی عیادت کو جاتے تھے اور ان کے جنازوں میں شرکت کرتے تھے اور ان کی امانتوں کو واپس کرتے تھے۔

(۸)

ال حریر کے غلام ثابت سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

دشمن لوگوں کی حکومت میں ان کے غصہ کو تقیہ کے ذریعے ٹھنڈا کرنا ضروری ہے اور جو ان میں گرفتار ہو چکا ہے اس کے لیے تقیہ دُور اندیشی ہے۔ اور دشمنوں پر تسلط اور ان کے ساتھ منازعہ تقیہ کے بغیر حکمِ خدا کو ترک کرنے کے مترادف ہے؟ پس ان لوگوں کے ساتھ نرم سلوک کرو، یہ مدارات اور نرمی ہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور ان کو اپنی گردنوں پر سوار نہ کرو (یعنی ایسا کام نہ کرو جس کی وجہ سے وہ تمہیں قتل کر دیں) اور اس کے بعد ان سے دشمنی کرو (یعنی نرمی کا مطلب یہ نہیں کہ ان سے دوستی کرلو بلکہ دشمنی برقرار رکھو)

(۹)

زید شحام سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے زید! دشمنوں پر صبر کرو اور تم یہ طاقت نہیں رکھتے کہ معصیت کار کو ہدایت کار

بنادو۔ اور خدا اپنے بندہ مومن سے جس چیز کو پسند نہیں کرتا اس چیز کو خود دُور کردیا ہے جیسا کہ تم لوگ ایک اجنبی اُونٹ کو اپنے اُونٹ سے دُور کردیتے ہو۔ اے زید! خدا نے اسلام کو چن لیا ہے اور اس کو تمہارے لیے پسند کیا ہے۔ لہٰذا تم بھی اپنی ہم نشینی اسلام اور اچھے لوگوں سے رکھو۔

(۱۰)

علی بن یقطین نے حضرت ابوحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے علیؑ! اپنے دوستوں کو حکم دو کہ اپنی زبانوں کو روک کر رکھیں اور دین میں دشمنی کو ترک کردیں۔ اس کے بدلے خدا کی بندگی میں کوشش کریں اور جب بھی واجب نماز ادا کرنا چاہیں تو اچھے انداز سے نماز ادا کریں اور اس کے رکوع اور سجود کو مکمل ادا کریں اور حرام اور بے ہودہ کاموں میں اپنے دلوں کو مشغول نہ کریں کیونکہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب مومن نماز ادا کررہا ہو تو فرشتۂ موت اس کے قریب آنے سے اجتناب کرتا ہے۔

(۱۱)

محمد بن وابشی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا:

اگر شومی کسی چیز میں اچھی ہے تو وہ فقط زبان ہے۔ پس جس طرح اپنے مال کو پوشیدہ رکھتا ہے ایسے ہی اپنی زبان کو بھی پوشیدہ رکھو اور جس طرح تو اپنے دشمن سے احتیاط کرتا ہے ایسے ہی اپنی ہوائے نفس سے بھی احتیاط کرو کیونکہ انسان کے لیے سب سے بڑا قاتل اس کی خواہشات اور اس کی اپنی زبان ہے۔

(۱۲)

ابوعبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: ''دشمن اور جھوٹ بولنے والوں سے بچو کیونکہ جس چیز کا ان کو حکم دیا گیا ہے وہ اس کو چھوڑنے والے ہیں۔ اے ابوعبیدہ ان لوگوں (اہلِ سنت) کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ اور ان کو اموال میں زیادہ دیا کرو۔ اے ابوعبیدہ ہم کسی کو عقل مند شمار نہیں کرتے جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہوجائے کہ وہ علیؑ کا دوست ہے یا دشمن اور اس کے بعد آپؑ نے اس آیت وَلَتَصۡرِفَنَّهُمۡ فِي لَحۡنِ الۡقَوۡلِ کی تلاوت فرمائی''۔

(۱۳)

عنبسہ بن مصعب سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: ''ان لوگوں سے میل ملاپ رکھو کیونکہ علیؑ و فاطمہؑ کی دوستی تمھیں ان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے مفید ثابت ہوگی کیونکہ ان کے نزدیک علیؑ و فاطمہؑ کے ذکر سے زیادہ کوئی دشمنی نہیں ہے''۔

(۱۴)

مرازم سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک کام میرے سپرد فرمایا اور میں ابھی حضرتؑ کی خدمت ہی میں موجود تھا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''اے مرازم! ان لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیوں نہیں کرتے اگرچہ یہ ہمیں گالیاں ہی دیتے ہیں''۔

۱۵

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے باپ دادا سے روایت کی ہے کہ تحقیق علی بن حسین علیہما السلام نے میرے دادا کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ "اے بیٹے! جو بھی تم سے نیکی طلب کرے اس کے ساتھ نیکی کرو۔ کیونکہ اگر وہ اس نیکی کا اہل ہے تو پھر نیکی اپنے محل پر واقع ہوئی ہے اور اگر وہ اس کا اہل نہیں تو خود تو اس کا اہل ہے۔ اگر ایک آدمی تجھے دائیں طرف سے گالی دے تو اس کی بائیں طرف ہو جا اور اس کو معاف کر دے اور اس کو پوشیدہ رکھ"۔

۱۶

ابوبکر حضرمی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میرے بھائی علقمہ نے ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے مولاؑ! میرا بھائی ابوبکر کہتا ہے کہ علی علیہ السلام کی حمایت میں لوگوں سے جنگ کرنی چاہیے تو اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

لیکن تجھے دیکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص تیرے سامنے علی علیہ السلام کو گالیاں دے اور تو اس کی گردن توڑنے کی طاقت رکھتا ہو تو کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں میرے مولا! میں ضرور ایسا ہی کروں گا تو آپؑ نے فرمایا:

نہ ایسا مت کرنا کیونکہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ وہ علی علیہ السلام کو گالی دے رہا تھا تو میں نے اس سے اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیا اور جب وہ گالیاں دینے سے فارغ ہو گیا تو میں اس وقت اس کے سامنے آیا اور اس کو سلام کیا اور اس نے ہاتھ بھی ملایا۔

(۱۷)

معاویہ بن وھب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: ''حق کی حمایت میں قیام کرو اور وہ چیز جو بے فائدہ ہے اس سے دُوری اختیار کرو اور اپنے دشمنوں سے دُوری اختیار کرو۔ اور ان لوگوں کو دوست بنانے میں احتیاط کرو سوائے امین کے کہ اس کو دوست بناؤ۔ اور امین وہ ہے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ فاسق و فاجر و بدکار سے دوستی نہ کرو اور ان کو اپنا رازدار نہ بناؤ اور جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس سے مشورہ کیا کرو''۔

(۱۸)

سعد بن مسلم سے روایت ہے کہ حضرت امام کاظم علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ ''اے فلاں! حق کہو اگرچہ حق کہنے میں تو ہلاک ہی کیوں نہ ہو جائے کیونکہ اس ہلاکت میں ہی تیری نجات ہے اور باطل سے اجتناب کرو اگرچہ باطل تم کو فائدہ دے رہا ہو کیونکہ اس فائدہ میں ہی تیری ہلاکت ہے''۔

(۱۹)

جعفر بن کلیب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''خدا سے ڈرو اور ایک دوسرے سے دوستی رکھو اور ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھو اور دوسروں سے صلۂ رحمی کرو اور ایک دوسرے پر رحم کرو اور ایک دوسرے کے نیک اور اچھے بھائی بن جاؤ''۔

۲۰

ابوعبیدہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوجعفرؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں اس شخص کے لیے جنت کے گھر کا ضامن ہوں جو لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے اور وہ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولتا اور جنگ و جدال سے پرہیز کرتا ہے اگرچہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو''۔

۲۱

ابوابراہیم سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ ''حسنِ اخلاق دوستی و محبّت کو پیدا کرتا ہے اور چہرے کی کشادگی کا باعث غصہ اور غضب کو دُور کرتا ہے اور صدقہ کے ذریعے رزق کو آسمان سے اُتارو اور اگر کوئی عوض پر یقین رکھتا ہو تو وہ اپنے نفس کو بخشش اور خرچ در راہِ خدا بنا لیتا ہے۔ راہِ حق پر خرچ کرنے سے پرہیز نہ کرو پس اگر کوئی شخص حق پر خرچ نہیں کرے گا تو راہِ باطل پر اس کا دوگنا خرچ ہو جائے گا''۔

۲۲

ابوحمزہ ثمالی کہتا ہے کہ میں نے علی بن حسین علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: ''اے فرزندِ آدم! خوبی اور نیکی کو ترک نہ کرو حتیٰ کہ تمہارے اپنے نفس کے اندر ایک واعظ پیدا ہو جائے اور جب تک تیرا حساب نہ ہو جائے اور ترس وخوف از خدا تیرا شعار نہ بن جائے اور حزن تیرا لباس نہ بن جائے۔ اے فرزندِ آدم! تو مرے گا اور دوبارہ اُٹھایا جائے گا اور خدا کی بارگاہ میں تجھ سے سوال کیا جائے گا پس تو ان سوالوں کا جواب تیار کر لے''۔

(۲۳)

ابراہیم بن عمر نے کہا ہے کہ میں نے امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''وہ شخص ہمارا شیعہ نہیں جو ہر دن کے آخر میں اپنا حساب نہیں کرتا۔ پس اگر اس نے نیک کام انجام دیئے ہیں تو خدا سے سوال کرے کہ خدا اس کو نیک کام کرنے کی اور توفیق عطا فرمائے اور اس نے برے کام انجام دیئے ہیں تو خدا سے استغفار کرے اور توبہ کرے''۔

(۲۴)

علی بن زید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ شخص ہمارا شیعہ نہیں جو ایسے شہر میں رہتا ہے اور اس شہر کی آبادی ہزار تک ہے۔ اگر کوئی غیر اس سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

(۲۵)

محمد بن عمر بن حنظلہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''وہ ہمارا شیعہ نہیں جو زبان سے ہماری موافقت لیکن اپنے عمل میں اور کردار میں ہمارا مخالف ہو۔ بلکہ ہمارا شیعہ وہ ہے جو زبان و دل اور عمل سے ہمارا موافق ہو اور ہمارے آثار کی اتباع کرے''۔

(۲۶)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری ولایت و محبّت کا فقط زبانی

دعویٰ کافی نہیں ہے بلکہ اس کے قبول اور تحمّل کی حفاظت ضروری ہے جیسا کہ عقیدۂ توحید کی حفاظت ضروری ہے اور اس کو اس طرح عظیم شمار کرو جس طرح خدا کو عظیم قرار دیتے ہو اور اس کا اس طرح حق ادا کرو گویا خدا نے حکم دیا ہے۔

(۲۷)

سماعۃ سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "کبھی زیادہ نیکی کرنے کو زیادہ نہ سمجھو اور چھوٹے گناہ کو چھوٹا قرار نہ دو کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ہی جمع ہوکر زیادہ اور بڑے ہو جاتے ہیں اور تنہائی میں خدا سے ڈرو تا کہ اپنی طرف سے اس کے ساتھ انصاف کرسکو اور خدا کی اطاعت میں جلدی کرو اور زبان کے سچے بن جاؤ اور امانت کو ادا کرنے والے بن جاؤ کیونکہ یہ ساری خوبیاں آپ لوگوں کے لیے ہیں اور اپنے اُوپر ظلم نہ کرو اور جو چیز تم پر حرام ہے اس کو انجام نہ دو کیونکہ وہ تمہارے لیے ضرر رساں و نقصان دہ ہے"۔

(۲۸)

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "ان چھوٹے گناہوں سے بھی پرہیز کرو کیونکہ ان کو بھی تحریر کرنے والے طلب کرنے والے موجود ہیں جو ان سے غافل نہیں ہیں اور تم میں سے کوئی نہ کہے کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اس کی استغفار کو خدا سے طلب کرتا ہوں کیونکہ خدا نے قرآن میں فرمایا کہ "جو کچھ اعمال کرتے ہو ہم ان کو بھی تحریر کرتے ہیں اور ان کے آثار کو بھی تحریر کرتے ہیں اور ہر چیز کا علم امام مبین میں قرار دیا گیا ہے"۔ (سورہ یٰسین، آیت ۱۱)

۲۹

ابن ابی ایوب سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کو فریب نہ دو کیونکہ تمہارا عمل تمہاری ہی طرف پلٹ کر آئے گا نہ کہ لوگوں کی طرف۔ اور اپنے دن کو لغو و بے ہودہ تمام نہ کرو کیونکہ خدا نے تیرے اُوپر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو تیرے نقصان میں ہے اور کبھی کسی نیک عمل کو حقیر شمار نہ کرو کیونکہ قیامت کے دن وہی چھوٹا سا نیک عمل تجھے خوش کرے گا اور کبھی کسی گناہ کو چھوٹا شمار نہ کرو کیونکہ یہ ہی گناہ قیامت کو تجھے بدحال کردے گا۔ نیکی کے کام کرو کیونکہ میں نے کسی کو نیکی سے زیادہ مطلوب نہیں دیکھا اور سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اپنے گناہانِ قدیم و جدید دونوں کو یاد رکھا جائے کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰاكِرِيْنَ (سورہ ہودؑ آیت ۱۱۶) "تحقیق تمام نیکیاں بدیوں کو ختم کردیں گی اور یہ تذکرہ ہے یاد رکھنے والوں کے لیے"۔

۳۰

سماعۃ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ تم رسولِ خدا کو رنجیدہ اور ناراض کر رہے ہو۔ میں نے آپؑ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کہ ہم کیسے رسولِ خدا کو رنجیدہ کر رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ تمہارے اعمال آپؐ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ جب آپؐ اُن میں تمہاری برائیاں دیکھتے ہیں تو رنجیدۂ خاطر ہوتے ہیں۔ تم لوگ رسولِ خدا کو اپنے بُرے اعمال

کی وجہ سے رنجیدہ و ناراض نہ کرو۔

(۳۱)

عنبسہ بن مصعب بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا: اپنے زادِراہ اور توشۂ آخرت کو تیار کرو۔ آخرت کے سفر کے لیے اسبابِ سفر مہیا کرو۔ اپنے آپ کی اصلاح کرو۔ یہ انتظار نہ کرو کہ کوئی تمہاری اصلاح کے اسباب فراہم کرے۔

(۳۲)

عبداللہ بن حسان سے روایت ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: "(اے انسان) جب تو رات کے وقت اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹے تو تجھے چاہیے کہ تو غور کرے تو نے کیا غذا کھائی ہے جس کی وجہ سے تجھے پریشانی لاحق ہوسکتی ہے اور تو نے اس دن کون سا ایسا عمل انجام دیا ہے جو قیامت کے دن یاد آئے"۔

(۳۳)

حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے اپنے والد سے اورانھوں نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا: "اے فرزندِ آدم! لوگوں کے گناہ تجھے تیرے اپنے گناہوں سے غافل نہ کردیں۔ لوگوں کی نعمتوں کو دیکھ کر اللہ کی وہ نعمتیں جو اس نے تجھے عطا کی ہیں ان کو فراموش نہ کرو اور لوگوں کو رحمتِ خدا سے ناامید نہ کرو جبکہ تو خود اس کی رحمت کی

اُمید رکھتا ہے"۔

۳۴

ثابت نے حضرت امام ابوجعفرؑ (امام باقر علیہ السلام) سے اور انھوں نے فرمایا کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا: "سب سے جلدی جس نیکی پر ثواب ملتا ہے وہ نرمی ہے (یعنی اطاعتِ خدا میں سرِتسلیم خم کرنا) اور سب سے پہلے جس شر (یعنی نافرمانی) پر عذاب ہوگا وہ بغاوت ہے۔ انسان کے لیے سب سے زیادہ معیوب چیز یہ ہے کہ وہ دوسروں کے عیب تلاش کرے اور اپنے عیبوں سے آنکھیں بند رکھے اور وہ دوسروں کو اس عیب پر ملامت کرے جس کو وہ خود چھوڑنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اور وہ اپنے ساتھی کو اسی چیز سے اذیت دے جس کا اس کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہو۔

۳۵

ابوبصیر نے کہا ہے میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے: "کوئی بندہ نیک کام کرنے سے خوش نہیں ہوتا مگر یہ کہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ اس کے لیے خیر و نیکی کو ظاہر کردیتا ہے اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو شر سے خوش ہو مگر یہ کہ کچھ زمانہ نہیں کرتا مگر اللہ اس کے لیے شر کو ظاہر کردیتا ہے"۔

۳۶

ہشام بن سالم بیان کرتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہ (امام صادق) علیہ السلام سے سنا۔ آپؑ نے حمران سے فرمایا: (اے حمران!) ہمیشہ اپنے سے پست کی طرف دیکھو اپنے سے بلند کی طرف غور نہ کرو پس تحقیق یہ وہ چیز ہے جو تجھے خدا کی

تقسیم پر قناعت کرنے والا بنا دے گی اور یہ اُس کی طرف نعمتوں میں برکت کا موجب بنے گی۔ جان لو کہ تھوڑا دائمی عمل جو یقین کے ساتھ ہو تو وہ اس دائمی عمل سے بہتر ہے جو غیر یقینی کی حالت میں انجام دیا جائے۔ جان لو سب سے زیادہ فائدہ مند پرہیز گاری یہ ہے کہ انسان اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرے۔ مسلمانوں کو اذیت دینے سے اپنے آپ کو روکے اور ان کی غیبت کرنے سے باز رہے اور اس دنیا میں خوش اخلاقی سے زیادہ کوئی چیز فائدہ مند نہیں ہے اور قناعت سے بہتر کوئی مال نہیں ہے اور خود پسندی سے بدتر کوئی جہالت نہیں ہے۔

۳۷

حسن بن زیاد سے روایت ہے اور اس نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا۔ آپؑ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (طٰہٰ ۲۰:۱۳۱) ''اے رسولؐ! ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو جو زندگانیٔ دنیا کی رونق سے مالا مال کردیا آپؐ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں''۔

رسولِ خدا کافی دیر تک سر جھکا کر بیٹھے رہے اور اس کے بعد آپؐ نے سر کو اٹھایا اور فرمایا: ''اے بندگانِ خدا! جو کوئی خدا کی طرف سے آنے والی مصیبت پر صبر کرے تو وہ حسرت و نا اُمیدی کے ساتھ اس دنیا سے جائے گا۔ جو کوئی لوگوں کے پاس موجود مال میں لالچ کی نظر سے دیکھے گا تو اس کا حسرت وغم اور زیادہ ہو جائے گا اور اس کے سینہ کو لگنے والے حسرت کے زخم کو کبھی شفا میسر نہیں ہوگی اور جو کوئی نعمتِ خدا کو لباس اور غذا تک محدود قرار دے یقیناً اس کی زندگی بہت کم ہے اور اس کے لیے عذاب نزدیک تر ہے''۔

(۳۸)

عبداللہ بن سنان نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''یقین کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ انسان لوگوں کی خوشنودی کی خاطر خدا کو ناراض نہ کرے اور خدا کے عطا کردہ رزق کی وجہ سے لوگوں کی تعریف نہ کرے اور جو کچھ خدا نے اسے نہیں دیا اس کی وجہ سے لوگوں کی مذمت نہ کرے کیونکہ حریص کا حرص رزق کو پورا نہیں کرسکتا اور کراہت کرنے والے کی کراہت رزق کو روک نہیں سکتی۔ اور اگر تم میں سے کوئی بندہ رزقِ خدا سے فرار بھی کرنا چاہے تب بھی اس کا مقرر شدہ رزق اس کو ضرور ملے گا جیسا کہ موت سے کوئی اگر فرار بھی کرے تب بھی موت اس کو مقرر شدہ وقت پر ضرور ملے گی''۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ نے اپنے عدل و انصاف کی خاطر راحت و کشادگی کو یقین اور رضا میں قرار دیا اور حزن و غم کو شک اور ناراضگی میں قرار دیا ہے''۔

(۳۹)

سعد بن خلف نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''نماز اوّل وقت میں واجب قرار دی گئی ہے۔ جب نماز کو اوّل وقت میں ادا کیا جائے تو اس کی خوشبو زیادہ ہوتی ہے جیسے کوئی تر و تازہ پھول ابھی درخت سے توڑا گیا ہو۔ پس تم لوگوں پر نماز کو اوّل وقت میں ادا کرنا ضروری ہے''۔

(۴۰)

ابن ابی یعفور نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ

آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب تم نمازِ واجب ادا کرنا چاہتے ہو تو اس کو اوّلِ وقت میں یوں ادا کرو گویا تم اسے الوداع کر رہے ہو اور اس بات سے ڈرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ نماز تمہارے پاس لوٹ آئے (یعنی تمہارے منہ پر مار دی جائے) پھر اپنی آنکھوں کو مقامِ سجدہ سے اُٹھاؤ۔ پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے دائیں یا بائیں تمہیں کوئی دیکھ رہا ہے تو اس وقت نماز کو احسن انداز میں ادا کرو تو پھر تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تمہیں ایک ایسی ذات دیکھ رہی ہے جسے تم نہیں دیکھ رہے''۔

(۴۱)

علاء بن صالح نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''(اے انسان!) اپنی ذات سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرو اور اپنے مال میں ان کے لیے حصّہ قرار دو اور لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور خدا کا ذکر بہت زیادہ کیا کرو''۔

(۴۲)

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے علی بن الحسین علیہما السلام سے سنا: آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''تحقیق تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہے جو تم میں سے زیادہ اچھے اعمال انجام دیتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں عظمت والا وہ ہے جو تم میں سے خدا کی طرف رغبت زیادہ رکھتا ہے اور تحقیق تم میں سب سے زیادہ عذابِ الٰہی سے محفوظ وہ ہے جو سب سے زیادہ خوفِ خدا رکھتا ہے۔ اور تحقیق تم میں سب سے زیادہ اللہ کی بارگاہ میں مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرے''۔

۴۳

ابوالصلت نے امام عبداللہ علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''میں اور میرے والد دونوں شیعوں کی ایک جماعت کے قریب سے گزرے جو مسجدِ منبرِ نبیؐ اور قبرِ نبیؐ کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پس میں نے اپنے والدمحترم سے عرض کیا: خداوند مجھے آپؑ پر قربان کردے آپؑ کے محبّ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: آپؑ نے ان کو کہاں دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: میں نے ان کو منبر اور قبرِ نبی علیہ السلام کے درمیان دیکھا ہے۔ پس آپؑ نے فرمایا: ان کے پاس چلیں۔ ہم ان کے پاس چلے گئے اور ہم نے ان کو سلام کیا (اور انہوں نے سلام کا جواب دیا) پھر آپؑ نے فرمایا: (اے ہمارے شیعو!) میں تم سے اور تمہاری روحوں سے بھی محبت رکھتا ہوں پس تم لوگ پرہیزگاری اور اعمالِ خیر کی کوشش سے ہماری مدد کرو کیونکہ جو کچھ خداوند کریم کے پاس (اجروثواب) ہے اس کو سوائے پرہیزگاری اور کوشش کے حاصل کرنا ناممکن ہے۔ خدا کی قسم! تم لوگ میرے اور میرے آباؤاجداد ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاق علیہم السلام کے دین پر ہو''۔

۴۴

زرارہ نے روایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے تحقیق ابوجعفر علیہ السلام قریش میں سے ایک شخص کے جنازہ کی تشیع کررہے تھے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ تھا اور ان تشیع کرنے والوں میں عطا نامی ایک شخص بھی موجود تھا۔ پس اچانک ایک عورت نے صدا بلند کی تو عطا نے اس عورت سے کہا: خاموش ہوجاؤ ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا۔ وہ عورت خاموش نہ ہوئی تو عطا واپس چلا گیا (راوی بیان کرتا ہے) میں نے امامؑ کی

خدمت میں عرض کیا: مولاً ! عطا واپس چلا گیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: وہ واپس کیوں گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ایک عورت نے صدا بلند کی تھی تو اُس نے کہا خاموش ہو جاؤ ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا۔ وہ عورت خاموش نہ ہوئی لہٰذا وہ واپس چلا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تم میرے ساتھ آؤ کیونکہ اگر ہم حق کے ساتھ باطل دیکھیں تو ہمیں حق کو نہیں چھوڑنا چاہیے اور مسلمان کے حق کو کم نہیں کرنا چاہیے۔ پس جب جنازہ پر نماز پڑھی جا چکی تو وارثِ میت نے امام کی خدمت میں عرض کیا: مولاً ! خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ آپؑ واپس چلے جائیں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؑ میں زیادہ پیدل چلنے کی ہمت اور طاقت نہیں ہے لیکن آپؑ نے اس کی گزارش کو قبول نہ کیا اور واپس نہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا: مولاً ! وارث نے آپؑ کو اجازت دے دی ہے لہٰذا آپؑ واپس چلے جائیں۔ آپؑ نے فرمایا: میں واپس نہیں ہوں گا۔ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایسا کیوں ہے؟ آپؑ نے فرمایا: میں وارث کی اجازت سے نہیں آیا تھا کہ اب اس کی اجازت سے واپس چلا جاؤں۔ میں واپس نہیں گیا کیونکہ اس کام میں بہت زیادہ اجر و ثواب ہے اور میں اس کو حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ پس لوگ جس قدر تشییع جنازہ کریں گے اُسی قدر اجر و ثواب حاصل کریں گے۔

(۴۵)

ابوبصیر نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"ایک شخص نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا: محمدؐ آپؐ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں پس میں اور جو شخص میری اتباع کرے گا ہم دونوں بابصیرت ہیں۔ میں تجھے اس ذات کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اگر تجھے کوئی نقصان ہوگا تو وہ اس کو پورا کرے گی۔ اور اگر تو

مقہور و مغلوب ہوکر اس مدد کے لیے اس کو پکارا تو وہ تیری مدد کرے گی۔ اور اگر تو فقیر ہوکر اس سے طلب کرے گا تو وہ ذات تجھے بے نیاز کر دے گی اور اگر تو جنگل و بیابان میں راہ گم کر بیٹھے گا تو وہ تجھے ہدایت دے گی۔ پس اس شخص نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: اے محمدؐ! آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: غضب و غصہ نہ کیا کر۔ اس نے پھر عرض کی اور فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کرو جو تم لوگوں سے اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اس نے پھر عرض کیا: اور اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: لوگوں کو گالیاں نہ دو' گالیاں دینے سے تمہارے اور ان کے درمیان دشمنی پیدا ہو جائے گی۔ اس نے عرض کیا اور اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: جو نیکی کے اہل و سزاوار ہیں ان کے ساتھ نیکی کرنے میں بخل اور لاپروائی نہ کرو۔ اس نے عرض کی اور اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: لوگوں سے دوستی کا اظہار کرو تاکہ وہ بھی آپ کو دوست رکھیں اور اگر تمہارا دینی بھائی پانی کا مطالبہ کرے تو اس کو پانی دو اور اپنے بھائی سے کشادہ روئی اور خوشی سے ملاقات کرو اور اس کو افسردہ نہ کرو کیونکہ تمہارا اس کو افسردہ خاطر کرنا تجھے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کر دے گا۔ اور اپنی شلوار کو نصف پنڈلی سے اُوپر بلند نہ کرو کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور خدا تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

(۴۶)

ابوبصیر نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"مومن ہمیشہ خدا کی طرف سے پُر امید اور خیر و برکت و رحمت میں رہتا ہے جب تک کہ وہ جلد بازی نہ کرے۔ کیونکہ جب تک وہ جلد بازی نہیں کرے گا وہ امیدوار رہے گا اور دعا کو ترک نہیں کرے گا۔ عرض کیا گیا: (اے فرزندِ رسولؐ) یہ جلد بازی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ یوں شکوہ کرے کہ میں نے اتنی زیادہ عطا کی ہے اور وہ قبول ہی نہیں کرتا۔

(۴۷)

حسن بن صالح نے روایت بیان کی ہے: میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جو احسن اور اچھے طریقے سے وضو کرے اور پھر اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور اس کے رکوع اور سجود کو اچھے انداز میں انجام دے (یعنی خشوع وخضوع سے نماز ادا کرے) اس کے بعد وہ اپنے مصلّٰی پر بیٹھ جائے اور اس کے خدا کی حمد کو انجام دے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ پس اس نے اس بارگاہ سے حاجت طلب کی ہے جس سے پورا ہونے کی پوری اُمید ہوتی ہے اور اس کو مایوس نہیں کیا جائے گا۔

(۴۸)

حبیب راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ نے ملائکہ کی ایک تعداد خلق فرمائی جسے زمین کے نباتات مثلاً درختوں اور کھجور کے درختوں پر مؤکل کیا تا کہ وہ ان کی حفاظت کریں۔ پس کھجور کا درخت دوسرا پھل دار درخت ایسا نہیں ہے مگر اس پر خدا کی طرف سے ایک فرشتہ اس کی حفاظت کے لیے معین ہے خصوصاً جب وہ پھل دار ہوتے ہیں اور اگر ان پر فرشتے حفاظت کے لیے معین نہ ہوں تو درندے اور زمین کے حشرات ان کے پھل کو ضائع کر دیں اور کھا جائیں۔ اس وجہ سے سیدالانبیاء رسولِ خدا نے پھل دار درختوں

کے نیچے پیشاب و پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: یہ درخت جب پھل دار ہوتے ہیں تو یہ انسان کے حکم میں ہوتے ہیں کیونکہ وہاں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

(۴۹)

عبداللہ بن سنان نے روایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: مولاؑ! جو قاضی بادشاہِ وقت سے اپنی روزی کے لیے تنخواہ لیتا ہے اور قضاوت کرتا ہے اس کی اُس کمائی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ حرام ہے (یعنی ظالم و جابر بادشاہ سے قضاوت کی اُجرت لینا حرام ہے) ورنہ عادل بادشاہ کی طرف سے اُجرت لینے پر شاید یہ حکم نہ ہو۔ مترجم

○○○

چوتھی فصل

شیعوں کے مقام اور ان کے حقوق کے بارے میں

(۱)

کتاب روضۃ الواعظین میں روایت ہے اس میں حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق واجب ہیں اور مومن کا کوئی حق نہیں مگر یہ کہ وہ دوسرے مومن پر واجب ہو۔ اگر وہ مومن ان حقوق کی مخالفت کرے گا تو وہ اللہ کی ولایت سے خارج ہوجائے گا گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور ایسے شخص کے لیے بارگاہِ خدا میں کوئی حصّہ (یعنی اجروثواب) نہیں ہے''۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں مجھے ان حقوق سے آگاہ فرمایئے۔ آپؑ نے فرمایا: ان حقوق میں سب سے آسان یہ ہے کہ مومن کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اس چیز کو ناپسند کرے جس کو وہ اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔

۲- دوسرا حق یہ ہے کہ مومن بھائی کی حاجت کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اُس کو خوش رکھے اور اپنی زبان سے اس کی مخالفت نہ کرے۔

۳- مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے مومن بھائی کے لیے اپنی جان، اپنے مال، اپنے ہاتھ اور اپنے قدموں کے لیے اس کا صلہ ادا کرے۔

۴- مومن دوسرے مومن کی آنکھ بن جائے۔ اس کی دلیل و حجت بن جائے۔ اس کے لیے آئینہ بن جائے اوراس کے لیے قمیص بن جائے (یعنی اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے)۔

۵- مومن اگر بھوکا ہے تو یہ سیر نہ ہو اور وہ برہنہ و بے لباس ہو تو یہ لباس نہ پہنے اور وہ پیاسا ہے تو وہ سیراب نہ ہو۔

۶- چھٹا حق یہ ہے اگر تیرے پاس عورت (یعنی بیوی) بھی ہو اور خادم بھی ہو اور دوسرے مومن کے پاس کوئی چیز نہ ہو تو تیرے لیے ضروری ہے کہ اپنے خادم کو اپنے مومن کے سپرد کردے تاکہ وہ خادم اس مومن کے کھانے پینے اور بستر بچھانے کا بندوبست کرے۔ یہ سب تیرے اور اس مومن کے درمیان واجب حقوق ہیں۔

۷- ساتواں حق یہ ہے کہ مومن کے حصّہ کو اچھے طریقے سے ادا کرے۔ اگروہ دعوت دے تو اس کو قبول کرے۔ اس کے جنازہ میں حاضر ہو۔ اگر وہ بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرے اوراس کے کام اور حاجت میں خود کاوش کرے۔ اس کی خواہش سے پہلے اس کی حاجت کو پورا کرے اور اگر تو ان سب حقوق کو پورا کرے گا تو تو نے اس کی دوستی اور ولایت کا حق ادا کیا ہے اور تیری یہ دوستی خدا کے ساتھ ہے۔

(۲)

معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں: ''مومن کے اندر آٹھ خوبیوں کا ہونا ضروری ہے:

۱- حوادثِ زمانہ کے مقابلے میں ثابت قدم رہے۔
۲- مصیبت کے وقت صبر کرے۔
۳- آرام و راحت کے وقت خالق کا شکر ادا کرے۔

۴- جو رزقِ حلال خدا نے اس کو عطا فرمایا ہے اس پر قناعت کرے۔
۵- ظلم نہ کرے حتیٰ کہ اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے۔
۶- اور دوستوں کی خاطر خود بھی ظلم کو برداشت نہ کرے۔
۷- خود اپنے آپ پر سختی کرے۔
۸- دوسروں کو راحت میں رکھے۔

تحقیق علم مومن کا دوست ہونا چاہیے۔ حلم و بردباری اس کا وزیر اور صبر اس کے لشکر کا امیر ہو۔ حسنِ سلوک اس کا بھائی اور نرمی اس کا والد۔

(۳)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن کے دوسرے مومن کے خدا کی طرف سے سات حقوق واجب ہیں:
۱- اپنی نظر میں اس کو محترم ومکرم قرار دے۔
۲- اپنے دل میں اس کے لیے محبّت رکھتا ہو۔
۳- اپنے مال میں اس کا حصّہ برابر کا قرار دے (یعنی اس کو اپنے مال سے محروم نہ رکھے اور اس کی حاجت کو بھی پورا کرے)۔
۴- اس کی غیبت کو خود پر حرام قرار دے۔
۵- بیماری میں اس کی عیادت کرے۔
۶- اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازہ کی تشیع کرے۔
۷- مرنے کے بعد اس کے بارے سوائے خیر وخوبی کے کوئی اور بات نہ کرے۔

﴿۴﴾

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو کسی کی بدی بدحال کردے اور اس کی اچھائی اس کو خوشحال کردے تو وہ مومن ہے''۔

﴿۵﴾

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''مومن کی حاجت کو پورا کرنا ایک ہزار حج، جن کے تمام اعمال خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوں، سے افضل ہے اور خوشنودیِ خدا کی خاطر ایک ہزار غلاموں کو آزاد کرنے اور ایک راہِ خدا میں ایک ہزار گھوڑے جو زین و لجام کے ساتھ جہاد کے لیے تیار ہوں، سے بہتر ہے اور آپؑ نے فرمایا: جو کسی مومن بھائی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھے اور وہ اس کو اس سے نجات دلانے پر قدرت و طاقت رکھنے کے باوجود اس کو نجات نہ دلائے تو اس نے اس مومن کے ساتھ خیانت کی ہے اور جو کسی بے وقوف اور احمق سے دُوری اختیار نہ کرے گا وہ ضرور بہ ضرور اُسی کے اخلاق و عادات میں مبتلا ہو جائے گا۔

﴿۶﴾

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''مومن چار چیزوں میں ضرور مبتلا ہوگا:

۱- اذیت دینے والا ہمسایہ اس کو ملے گا۔

۲- شیطان اس کے ہمراہ رہے گا جو اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

۳- اور منافق اس کے پیچھے لگا رہے گا۔

۴- مومن اس سے حسد کرے گا۔

سماعہ کہتا ہے میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں کیا مومن اس سے حسد کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا: اے سماعہ ہاں' وہ اس مومن کے خلاف دشمنوں کے پاس گواہی دے گا۔ میں نے عرض کیا: مولاؑ! یہ کیسے ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: وہ اس مومن کے خلاف بات کرے گا اور اس کے نقصان میں اس کی تصدیق کرے گا۔

(۷)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی آبادی میں ایک سو مومن ہوں تو خدا اس آبادی پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا: اگر پچاس مومن ہوں تو بھی خدا ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا: اگر دس مومن آبادی میں ہوں تو پھر بھی خدا اس پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔ اگر اس میں پانچ مومن ہوں تو بھی خدا اس پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا: اگر اس آبادی میں (صرف) ایک مردِ مومن بھی موجود ہو تو خدا اس آبادی پر عذاب نازل نہ کرے گا''۔

(۸)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کی گئی ہے کہ آپؐ نے کعبۃ اللہ کی طرف نظر کر کے فرمایا:

''مرحبا اے بیت اللہ! تو کتنی عظمت کا مالک ہے اور اللہ نے تجھے کتنی عزت و حرمت کا مالک بنایا ہے لیکن اللہ کی قسم! ایک مومن کی عزت و حرمت تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ اللہ نے تجھے ایک اعتبار سے حرمت عطا فرمائی لیکن ایک مومن کو اللہ نے تین اعتبار سے حرمت عطا فرمائی۔ اس کا مال محترم ہے' اس کا خون محترم ہے اور اس کے بارے میں برے گمان کرنا حرام ہے''۔

۹

نیز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کو اذیت دی' اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی وہ تورات' انجیل' زبور اور قرآن میں ملعون قرار دیا گیا ہے''۔

۱۰

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن مقرب فرشتے کی مثل ہے اور ایک مومن خدا کے نزدیک فرشتۂ مقرب سے زیادہ عظیم اور مکرم ہے۔ توبہ کرنے والے مومن اور مومنہ سے خدا کے نزدیک زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے اور تحقیق مومن اہلِ آسمان میں اس طرح پہچانا ہوتا ہے جس طرح انسان اپنے اہل و عیال میں پہچانا جاتا ہے''۔

۱۱

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''شیعوں کی تین اقسام ہیں:

۱- ہمارے ساتھ محبّت کرتے ہیں اور ہمارے لیے محبّت کرنے والے ہوتے ہیں اور یہ ہم میں سے ہیں۔

۲- وہ جو ہم سے اپنے آپ کو مزین و آراستہ کرتے ہیں جو شخص ہمیں زین قرار دے گا ہم اس کے لیے زینت ہوتے ہیں۔

۳- وہ جو ہماری وجہ سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں پس جو شخص ہماری وجہ سے لوگوں کا مال کھائے گا وہ ہمیشہ فقیر و نادار رہے گا۔

(۱۲)

یہ روایت بھی آپ ہی سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کا تین مقامات پر امتحان کرو:

۱- نماز کے وقت دیکھو کہ وہ کس طرح نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

۲- اسرار اور پوشیدہ امور کے وقت وہ کس طرح انھیں محفوظ (پوشیدہ) رکھتے ہیں۔

۳- اپنے اموال میں، کہ وہ کس طرح اپنے مومن بھائی کو اپنے مال میں حصّہ دار قرار دیتے ہیں۔

(۱۳)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: یا علیؑ! اپنے شیعوں اور انصار کو دس خصوصیات کی خوشخبری سناؤ:

۱- ان کی ولادت پاک ہوگی (یعنی حلال زادے ہوں گے)۔

۲- اللہ پر ان کا ایمان نیک اور خوب ہوگا۔

۳- خداوند کریم ان سے محبّت کرنے والا ہے۔

۴- ان کی قبور کو کشادہ کیا جائے گا۔

۵- جب وہ پُل صراط کو عبور کریں گے تو ان کے آگے آگے ایک نور ہوگا جو ان کو روشنی دے گا۔

۶- ان کی آنکھوں اور دلوں کو فقر سے محفوظ رکھے گا۔ (یعنی ان کے دل اور آنکھیں غریب نہیں ہوں گی)

۷- ان کے دشمنوں پر خدا کا غضب ہوگا۔

۸- جذام کی بیماری سے محفوظ رہیں گے۔
۹- ان کے گناہ اور بُرائیاں معاف کردی جائیں گی۔
۱۰- وہ جنت میں میرے ساتھ اور میں ان کے ساتھ ہوں گا۔

(۱۴)

حضرت ابوجعفرؑ امام باقر علیہ السلام علیؑ کے شیعوں کی تعریف میں فرماتے ہیں: ''شیعانِ علیؑ وہ ہوتے ہیں کہ جن کے چہرے خوفِ خدا میں زرد ہوتے ہیں۔ ان کا جسم لاغر و کمزور ہوتا ہے' ان کے لب (پیاس کی شدت کی وجہ سے) خشک رہتے ہیں' ان کے شکم خالی ہوتے ہیں۔ ان کے رنگ متغیر اور ان کے چہرے زرد ہوں گے' راتوں کو زمین کا فرش ان کا بستر ہوگا اور وہ اپنے چہروں کو خاک پر رکھیں گے اور زیادہ سے زیادہ مبارگاہِ خدا میں سجدے کرنے والے ہوں گے۔ خوفِ خدا میں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہیں گے اور خدا کی بارگاہ میں بہت زیادہ دعا کریں گے' لوگ ان سے خوش رہیں گے لیکن وہ غمگین رہیں گے۔

(۱۵)

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا سے شیعانِ علیؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ''جب وہ نیک کام انجام دیتے ہیں تو ان کے چہرے خوشی سے شاد ہوتے ہیں اور جب ان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو وہ استغفار کرتے ہیں جب ان کو کوئی چیز عطا ہوتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اور جب وہ غضب ناک ہوتے ہیں تو معاف کردیتے ہیں''۔

(۱۶)

حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اگر میں اپنی اس تلوار سے مومن کی گردن کو کاٹ دوں کہ وہ مجھ سے دشمنی کرے پھر بھی وہ مجھ سے دشمنی نہیں کریں گے اور اگر پوری دنیا ایک منافق کو دے دوتا کہ وہ مجھ سے محبت رکھے تو بھی وہ مجھ سے محبّت نہیں کرے گا کیونکہ یہ حتمی ہے اور نبی اُمی کی زبان وحی ترجمان پر جاری ہو چکا ہے۔ اے علیؑ! مومن تجھ سے کبھی بغض نہیں رکھے گا اور منافق کبھی آپ سے محبّت نہیں کرے گا''۔

(۱۷)

حضرت امام علی بن حسن علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جب ہمارا قائمؑ (یعنی امامِ زمانہؑ و آلِ محمدؐ) قیام فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں سے تمام غم اور دکھ ختم کردے گا اور ان کے دلوں کو لوہے کی مانند مضبوط کردے گا۔ اور ایک مومن کو چالیس مردوں کے برابر قوت و طاقت عطا فرمائے گا اور زمین پر ان کو حاکم قرار دے گا اور ان کو بلند مقام عطا فرمائے گا''۔

(۱۸)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:
''اے علیؑ! تیرے شیعہ ہی قیامت کے دن کامیاب ہوں گے، جس کسی نے ان میں سے کسی ایک کی توہین کی پس اس نے آپؑ کی توہین کی ہے اور جس نے آپؑ کی توہین کی اس نے میری توہین کی اور جس نے میری توہین کی تو خداوند اس کو ضرور جہنّم

میں ڈالے گا اور جہنّم کتنا بُرا مقام وٹھکانہ ہے۔ اے علیؑ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تیری روح میری روح سے ہے اور تیری طینت میری طینت سے ہے اور تیرے شیعوں کو اللہ نے ہماری بچی ہوئی مٹی سے خلق کیا ہے۔ پس جو اِن سے محبّت کرے گا اس نے مجھ سے محبّت کی ہے۔ جس نے ان سے بُغض رکھا اس نے ہم سے بُغض رکھا اور جس نے ان سے دشمنی رکھی وہ ہمارا دشمن ہے۔ جو ان کا دوست ہے وہ ہمارا دوست ہے۔ اے علیؑ! تیرے شیعوں کے تمام گناہ اور عیب معاف کردیئے گئے ہیں۔ اے علیؑ قیامت کے دن جب میں مقامِ محمود پر کھڑا کیا جاؤں گا تو وہاں تیرے شیعوں کی شفاعت کروں گا۔ پس اے علیؑ! ان چیزوں کی اپنے شیعوں کو بشارت دے دو۔ اے علیؑ! تیرے شیعہ اللہ کے شیعہ ہیں۔ تیرے انصار (مددگار) اللہ کے انصار ہیں۔ تیرے دوست اللہ کے دوست ہیں۔ آپ کی جماعت اللہ کی جماعت ہے۔ سعید و نیک بخت ہے وہ جو آپؑ سے محبّت رکھتا ہے اور شقی و بد بخت ہے وہ جو آپؑ سے دشمنی رکھتا ہے اور جنت میں تیرے لیے بہت بڑا خزانہ ہے اور تو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے شریف بزرگ و عزت والا ہے“۔

(۱۹)

سید الانبیاءؐ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”تحقیق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو یوں مبعوث فرمائے گا کہ ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور نور کی کرسیوں پر تشریف فرما ہوں گے اور ان کا لباس بھی نورانی ہوگا۔ خدا کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ وہ نبی نہیں ہوں گے لیکن ان کو نبیوں والا مقام عطا کیا جائے گا۔ وہ شہید نہیں ہوں گے لیکن ان کو شہداء والا مقام عطا کیا جائے گا۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: یارسولؐ اللہ! کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا:

نہیں۔ پھر ایک دوسرا صحابی عرض کرتا ہے یارسولؐ اللہ! کیا میں ان میں سے ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ پھر آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: اے رسولؐ خدا! وہ کون لوگ ہوں گے؟ راوی کہتا ہے آپ نے علی علیہ السلام کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: وہ لوگ یہ اور اس کے شیعہ ہوں گے"۔

۲۰

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "(اے لوگو!) میرے بعد علیؑ اور اولادِ علیؑ کے شیعوں سے کسی غریب وفقیر شیعہ کو بھی حقیر شمار نہ کرنا کیونکہ ان میں سے ایک شخص بھی قبیلہ ربیعہ ومضر کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ پھر فرمایا: بعض اوقات ان خاک نشین اور پرانے لباس والے فقیر کے حصے میں اللہ تعالیٰ اتنا ثواب عطا کرے گا اگر وہ اس حصہ کے ساتھ بارگاہِ خدا میں پیش ہو تو خدا اس کو نیک جزا عطا کرے گا۔ یا اگر وہ خدا کو اپنے حق کی قسم دے گا تو خدا اس کو بَری کر دے گا"۔

۲۱

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہمارے شیعوں میں سے کوئی شخص بھی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو خدا اس کے مخالفین کی تعداد کے برابر فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے پیچھے نماز ادا کریں اور وہ تب تک اس کے لیے دعا کرتے ہیں جب تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے"۔

۲۲

جابر راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں حضرت رسولِ خدا کی خدمت اقدس

میں حاضر تھا۔ اچانک آپؐ نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اے علیؑ! کیا میں آپ کو بشارت دوں؟ آپؑ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! آپؐ بشارت دیں۔ آپؐ نے فرمایا: یاعلیؑ یہ جبرئیلؑ ہے۔ اس نے مجھے خدا کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ اللہ نے آپ کے شیعوں اور محبوں کو سات خصوصیات عطا فرمائیں ہیں:

۱- موت کے وقت نرمی و آسانی۔

۲- وحشت کے وقت انیس۔

۳- تاریکی میں روشنی۔

۴- خوف کے وقت امن۔

۵- میزان کے وقت قِسط (یعنی رعایت)۔

۶- پُل صراط سے عبور کر کے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا۔

۷- اور ان کے سامنے داہنی جانب ایک نور کا چمکنا''۔

۲۳

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہم اہلِ بیتؑ سے محبّت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ خدا کی سب سے پہلی نعمت جو خدا نے اس کو عطا فرمائی ہے، پر اس کی حمد کرے۔ عرض کیا گیا: وہ پہلی نعمت کون سی ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اس کی ولادت کا پاک ہونا (یعنی حلال زادہ ہونا) کیونکہ ہم سے فقط وہی شخص محبّت کرے گا جس کی ولادت پاک ہوگی''۔

۲۴

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن

نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے آپ سے زیادہ مجھ سے محبّت نہ کرے۔ اور اپنے گھر والوں کی نسبت میرے گھر والوں سے زیادہ محبّت نہ کرے۔ وہ اپنی اولاد وعترت سے زیادہ میری عترت و اولاد سے محبّت نہ کرے۔ اور میری ذات کو اپنی ذات کی نسبت زیادہ محبُوب قرار نہ دے''۔

۲۵

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص اپنے دل میں ہماری محبّت کی ٹھنڈک کو پاتا ہے اسے چاہیے کہ وہ خدا کی ابتدائی نعمت کا شکرادا کرے۔ عرض کیا گیا: اے مولاؑ! وہ ابتدائی نعمت کون سی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ولادت کا پاک ہونا (حلال زادہ ہونا) ہے''۔

۲۶

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جس شخص کو خداوندمتعال میرے اہلِ بیتؑ میں سے آئمہ کی محبّت عطا کردے گویا خدا نے اس کو تمام دنیا و آخرت کی خیروخوبی عطا فرما دی۔ اس کو اپنے جنتی ہونے کے بارے میں ذرہ برابر شک نہیں کرنا چاہیے۔ تحقیق میرے اہلِ بیتؑ کی محبّت میں خدا بیس خصوصیات عطا فرمائے گا جن میں سے دس اس دنیا میں اور دس آخرت میں ملیں گی۔ وہ خصوصیات جو دنیا میں عطا کی جائیں گی وہ یہ ہیں:

زہدو پرہیز گاری' علوم کے حصول پر حریص ہونا' دین' ورع پرہیز گاری اور عبادت' خدا کی طرف زیادہ مائل ہونا' موت سے پہلے توبہ کرنا' راتوں کو عبادت کے لیے شب بیداری کرنے کے لیے بے تاب رہنا' لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا اس

کے بارے لالچ نہ کرنا' خدا کے امر اور اس کی نہی کی پاسداری کرنا' دنیا اور اس کی زیبائش سے نفرت کرنا' اور دسویں سخاوت کرنا ہے۔

وہ چیزیں جو آخرت میں اس کو عطا ہوں گی:

۱- اس کے نامۂ اعمال کو کھولا نہیں جائے گا۔

۲- اس کے لیے حساب و کتاب کی میزان نصب نہیں کی جائے گی۔

۳- اس کا نامۂ اعمال اس کو داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۴- آتش جہنم سے نجات کا پروانہ اس کو عطا کیا جائے گا۔

۵- اس کا چہرہ نورانی کیا جائے گا۔

۶- اس کو جنت کے لباس عطا کیے جائیں گے۔

۷- اس کے خاندان میں سے سو افراد کے بارے میں اس کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔

۸- اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو اس کے شاملِ حال قرار دے گا۔

۹- جنت کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے گا۔

۱۰- بغیر حساب و کتاب کے اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ طوبیٰ اور خوش بختی ہے میری اہلِ بیتؑ کے محب کے لیے''۔

(۲۷)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''منافق سے اپنی دوستی زبان کی حد تک محدود رکھو لیکن مومن کے ساتھ اپنی دوستی کو خالص قرار دو۔ اگر یہودی کے ساتھ ہم نشینی کرو تو وہ بھی اچھے انداز میں ہونی چاہیے''۔

۲۸

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”مجھے میرے خلیل جناب رسولِ خدا نے سات خصال کے بارے میں وصیت فرمائی ہے اور سفارش فرمائی ہے کہ ان کو ہرگز نہ چھوڑا جائے۔

۱- آپ نے وصیت فرمائی ہے کہ ہمیشہ اپنے سے پست کی طرف نظر کرو، اپنے سے بلند کی طرف نگاہ نہ کرو۔

۲-فقراء وغرباء سے محبّت کرنے کی وصیّت فرمائی ہے۔

۳-ان کے قریب رہنے کی وصیّت فرمائی ہے۔

۴-ہمیشہ حق کہنے کی وصیّت فرمائی ہے خواہ وہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو۔

۵-اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے خواہ وہ اس سے منہ پھیر لیں۔

۶-لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے۔

۷- لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کا زیادہ ورد کرے کیونکہ یہ جنت کا خزینہ ہے“۔

۲۹

جناب رسولِ خدا نے فرمایا: ”اچھی صحبت (یعنی محفل میں اچھے انداز سے بیٹھنا) حلال زادہ ہونے کی علامات میں سے ایک ہے“۔

۳۰

حضرت امام صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا: ”خدا کے نزدیک سب سے زیادہ

محبوب شخص وہ ہے جو زبان کا سچا' نماز کی حفاظت کرنے والا (یعنی نماز کی باقاعدگی سے پابندی کرنے والا) اور جو کچھ خدا نے اس پر واجب کیا ہے اس کی حفاظت کرنے والا ہے اور امانت کو ادا کرنے والا ہو"۔

(۳۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "تم لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہیں جو سخاوت کرنے والے ہیں اور بدترین وہ ہیں جو بخیل ہیں۔ نیک اعمال میں سے بہترین مومن بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ ایسا کرنے سے شیطان ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے اور آتشِ جہنّم دُور ہو جاتی ہے اور جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملتی ہے"۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے جمیل (راوی حدیث) اس حدیث کو اپنے قابلِ اعتماد دوستوں کے سامنے بیان کرو۔ اس نے عرض کیا: مولاؑ! مورد اعتماد دوست کون سے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ ہیں جو تنگی و آسانی دونوں صورتوں میں اپنے بھائیوں سے نیکی و خوبی انجام دیں۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے جمیل! وہ لوگ جو زیادہ نیک اعمال انجام دیتے ہیں ان کے لیے یہ کام بہت آسان ہے حالانکہ خدا نے تو تھوڑی نیکی کی بھی تعریف کی ہے اور سورہ حشر آیت ۹ میں فرمایا ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (دوسروں سے بخشش کرنے کے بارے میں فرمایا) "وہ دوسروں کو عطا کرتے ہیں اور خود اپنی ضروریات سے صرفِ نظر کرتے ہیں اور وہ دوسروں کو بخشش کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود زیادہ احتیاج رکھتے ہوں اور جس کو اس کا نفس بخل پر آمادہ نہ کر سکے حقیقتاً یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔

۳۲

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا: ''اے فرزندِ رسولؐ! ایک مومن کا اپنے دوسرے مومن پر سب سے چھوٹا اور کم تر حق کون سا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: جو چیز جس کے بارے میں ہے وہ خود زیادہ حاجت مند ہو۔ وہ اس کے بارے میں ایثار کرے اور وہ چیز دوسرے حاجت مند کو عطا کر دے''۔

۳۳

نیز آپؑ نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنے بھائیوں کے ساتھ مواسات (یعنی مدد کرنے اور غم خواری) کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کرو''۔

۳۴

نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''مومن کا احترام کعبہ سے زیادہ ہے''۔

۳۵

نیز آپؑ نے فرمایا: دوستی و صداقت کے لیے حدود ہیں۔ پس جو ان حدود کی رعایت نہیں کرے گا اس کو کامل و مکمل دوست نہیں کہا جا سکتا۔ اور جس میں ان حدود میں سے کوئی حد نہیں پائی جاتی اس میں اصلاً صداقت اور دوستی نہیں پائی جاتی۔ وہ حدود مندرجہ ذیل ہیں:

۱- سچائی ان حدود میں سے پہلی حد ہے کہ اس کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہو۔

۲- تمہاری عزت کو اپنی عزت اور تمہاری توہین کو اپنی توہین قرار دے۔

۳- مال اور حکومت اس کو تبدیل نہ کر دیں۔

۴- جو چیز تجھے حاصل ہو رہی ہو وہ اس کو روکے۔

۵- تجھے دشمنوں اور ظالم کے سپرد نہ کرے۔

(۳۶)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابلیس ملعون نے کہا کہ جس شخص میں پانچ خصوصیات ہوں اس میں میرا کوئی حصہ نہیں اور باقی تمام لوگ میرے قبضہ میں ہیں:

۱- جو سچّی اور پکی نیت کے ساتھ خدا سے پناہ حاصل کرے اور اپنے تمام امور میں اس پر توکل اور بھروسہ کرے۔

۲- جو دن رات میں خدا کی زیادہ سے زیادہ تسبیح کرے۔

۳- جو چیز وہ اپنے لیے پسند کرے وہی دوسرے بھائی کے لیے پسند کرے۔

۴- اگر مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے۔

۵- جو کچھ خدا نے اس کی قسمت میں قرار دیا ہے اس پر راضی و خوشنود ہے اور روزی کے بارے میں افسردہ و غمگین نہ ہو۔

(۳۷)

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرو اور جو تم خود اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے پسند کرو۔ اور جو چیز تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو وہ اس کے لیے بھی ناپسند کرو۔ اور جب تم ضرورت

مند ہوتو اس سے سوال کرو اور جب وہ سوال کرے تو اسے عطا کرو۔ اس کے ساتھ نیکی کرنے میں دریغ نہ کرو جیسا کہ وہ تم سے دریغ نہیں کرتا۔ اس کے لیے زورِ کمر بن جاؤ کیونکہ وہ تمہارے لیے کمزور ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرو اور جب وہ حاضر ہوتو اس کی زیارت کرو' اس کو بزرگ شمار کرو اور اس کا اکرام و احترام کرو۔ اگر وہ تم سے ناراض ہوجائے تو جب آ کر اس کی ناراضگی دُور نہ کرلو اس سے جدا نہ ہونا اور جب اس کی طرف سے کوئی اچھائی اور خوب نصیحت ہوتو اس پر خدا کا شکر ادا کرو۔ اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے تو اس کے غم میں شریک ہو اور اس کے دُکھ کو دُور کرنے کی کوشش کرو"۔

(۳۸)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کا ارشاد ہے: "اگر کوئی مومن کسی دوسرے کو رسوا کرے تو جب وہ اس سے رسوائی دُور کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور اس کو دُور نہ کرے تو خدا اس کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔

(۳۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے مومن بھائی کے بارے میں ایسی بات لوگوں کے سامنے بیان کرے جس سے اس کی توہین کرنا مقصود ہو اور اس کی عزت کو برباد کرنا مطلوب ہو تا کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے گر جائے تو ایسے شخص کو خدا اپنی ولایت سے خارج کرکے شیطان کی ولایت میں داخل کردے گا (یعنی وہ شیطان کا دوست ہوجائے گا)"۔

(۴۰)

جناب رسولِ خدا نے فرمایا: ''جو شخص ہم سے محبّت کرے گا وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے محبّت کرے گا تو خدا اس کو اس پتھر کے ساتھ محشور فرمائے گا''۔

(۴۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اسلام سے مضبوط ترین تعلق یہ ہے کہ انسان محبّت کرے وہ بھی خدا کی خاطر اور اگر کسی سے دشمنی کرے وہ بھی خدا کی خاطر۔ اگر کسی کو کوئی چیز عطا کرے تو وہ بھی خدا کی خاطر اور اگر کسی سے روکے تو وہ بھی خدا کی خاطر ہو''۔

(۴۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ہماری عیب جوئی کرنے والے کے ساتھ بیٹھے اور ہمارے دشمن کی تعریف کرے جو ہم سے دُور ہے اس کے قریب ہونے کی کوشش کرے اور ہمارے قریبی سے دُوری اختیار کرے اور ہمارے دشمن کو دوست قرار دے اور ہمارے دوست کو دشمن بنائے۔ پس اس نے سورہ حمد اور قرآنِ عظیم کا انکار کر دیا ہے (یعنی وہ کافر ہو چکا ہے)''۔

(۴۳)

حضرت رسولِ خدا فرماتے ہیں: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ

قدرت میں میری جان ہے۔تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم مومن نہ بن جاؤ۔ اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک تم آپس میں مہربان نہ ہو جاؤ۔ کیا میں تمہارے سامنے وہ چیز بیان نہ کروں جس کے کرنے سے تم مہربان بن جاؤ۔ پس تم اپنے درمیان سلام کو آشکار کرو (یعنی ایک دوسرے پر سلام زیادہ کرو)"۔

۴۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب لوگ علم کا حصول کریں اور عمل کو ضائع کریں اور زبان سے محبّت کا دعویٰ کریں اور دل سے نفرت کریں۔ یہ وہ وقت ہے جب خدا ان پر لعنت و نفرین کرتا ہے اور ان کے کانوں کو بہرہ اور آنکھوں کو اندھا کر دے گا"۔

۴۵

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا: "زیادہ مذاق کرنے سے عزت و آبرو ختم ہو جاتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے اور زیادہ جھوٹ بولنے سے انسان کی قدر و اہمیّت ختم ہو جاتی ہے۔

۴۶

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا: مولاؑ! نجات حاصل کرنے والے کو کن علامات سے پہچانا جاسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جس شخص کا فعل اس کے قول کے مطابق و موافق ہے وہ نجات حاصل کرنے والا ہے اور جس کا فعل اس کے قول کے مطابق نہیں ہے۔ پس اس شخص کو چھوڑ دیا جائے گا (یعنی وہ

کامیاب نہیں ہوگا)۔

(۴۷)

حضرت رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے: ''میں اللہ ہوں اور سوائے میرے کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے ان بادشاہوں کو خلق کیا ہے اور ان کے دل بھی میرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ پس جو قوم میری اطاعت کرتی ہے میں ان پر مہربان بادشاہ مقرر کرتا ہوں اور جو قوم میری نافرمانی کرتی ہے میں ان پر سخت طبیعت غضب ناک قسم کے بادشاہ مسلط کردیتا ہوں۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو بادشاہوں کو گالیاں دینے میں مشغول نہ رکھیں' بلکہ میری بارگاہ میں توبہ کریں' میں خود بادشاہوں کے دلوں کو ان پر مہربان کردوں گا''۔

(۴۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے لیے اس کا دل واعظ (نصیحت کرنے والا ہو) نہ ہو اور اس کا اپنا نفس اس کو روکنے والا نہ ہو اور اس کا ہم نشین ہدایت دینے والا نہ ہو تو اس شخص کی گردن پر اس کا دشمن (شیطان) سوار ہو جائے گا''۔

(۴۹)

جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو بندہ میری اطاعت کرتا ہے میں اس کو دوسروں کے سپرد نہیں کروں اور جو میری نافرمانی کرے گا اس کا معاملہ میرے قبضہ میں ہے اور مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں اس کو کس وادی میں

ہلاک کردوں"۔

۵۰

جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا: "جس شخص کا علم اس کی خواہشات نفس پر غالب ہوجائے پس یہ علم نافع و مفید ہے اور جس شخص نے اپنی شہوت کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا ایسے شخص کے سائے سے بھی شیطان ڈرتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: جس عالم کا دل شہوتِ نفس سے محبت کرے گا اس عالم کو صاحب تقویٰ لوگوں کا امام اور ہادی قرار دو۔ اس کو میں نے اپنے اُوپر حرام قرار دیا ہے"۔

۵۱

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "کوئی مومن اس وقت تک حقیقی مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کے اندر تین خصلتیں نہ پائی جائیں اور وہ یہ ہیں: ایک سنت اس کے رب کی طرف سے ایک سنت اس کے رسولؐ کی طرف سے ایک سنت اس کے ولی کی طرف سے"۔

وہ سنت جو اس کے رب کی طرف سے ہے اور وہ اس میں ہونی چاہیے وہ راز کو پوشیدہ رکھنا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ "خداوند متعال غیب کو جاننے والا ہے پس وہ اپنے غیب کو کسی پر بھی ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چن لے" (لہٰذا اس کو بھی اپنے راز کو پوشیدہ رکھنا چاہیے)۔ وہ سنت و روش جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے جو اس میں ہونی چاہیے وہ لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور ان سے چشم پوشی کرنا ہے اور خود خدا نے

اس کے بارے میں حکم دیا ہے، فرمایا:

خُذِ العَفوَ وَامُر بِالْعُرفِ وَاعرِض عَنِ الْجَاهِلِیْنَ ''اے نبی! لوگوں کے ساتھ چشم پوشی عفو کے ساتھ پیش آؤ اور ان کو نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے دُور رہو''۔ وہ سنت اور روش جو امام اور ولیٔ خدا کی طرف سے مومن کے اندر ہونی چاہیے وہ مصیبت اور سختی کے وقت صبر کرنا ہے۔

رسولِ خدا نے فرمایا ہے: اپنے مومن بھائی کی مصیبت کے وقت خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ اس پر رحمت نازل کرے گا اور تمہیں عذاب میں گرفتار کر دے گا۔

٥٢

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنا زیادہ وقت اپنے خاندان اور اولاد کے لیے صرف کرو کیونکہ اگر تمہاری اولاد اور خاندان والے اللہ کے دوست ہیں اور اس کے ساتھ محبّت کرتے ہیں تو خدا اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرے گا اور اگر وہ خدا کے دشمن ہیں تو پھر تم اپنے وقت اور توانائی کو دشمنِ خدا کے لیے صرف کرو گے''۔

٥٣

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہلِ تقویٰ کی علامات یہ ہیں، جن کے ذریعے ان کی شناخت ہوتی ہے:

۱- زبان کے سچّے ہوں گے۔

۲- امانت کو ادا کرنے والے۔

۳- وعدہ وفا کرنے والے۔

۴- فخر اور بخل ان میں کم ہوگا۔

۵- اپنے عزیزوں سے صلہ رحمی کرنے والے۔
۶- کمزور و ناتواں پر رحم کرنے والے۔
۷- عورتوں کے ساتھ قربت کم رکھیں گے۔
۸- نیک کام زیادہ کریں گے۔
۹- حسنِ اخلاق کے مالک ہوں گے۔
۱۰- ان میں بردباری زیادہ ہوگی۔
۱۱- قربِ خداوندی کے امور میں اپنے علم کی اتباع کریں گے۔ انھی لوگوں کے لیے ہے: طوبیٰ لهم وحسن مآب ''طوبیٰ ہے جو بہت اچھا و نیک انجام ہے''۔

طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑیں رسولِ خدا کے گھر میں ہوں گی اور جنت میں کسی مومن کا گھر نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس درخت کی شاخ اس کے گھر میں ہوگی اور مومن اپنے دل میں جس چیز کا ارادہ کرے گا وہ شاخ اس کو وہ چیز فراہم کرے گی اور اگر ایک تیز رفتار گھڑسوار اس درخت کی تلاش میں ایک سو سال سفر کرے گا تب بھی اس تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر وہ اس کے سائے سے باہر نکلنا چاہے گا تب بھی باہر نہیں نکل سکے گا اور اگر کوئی بلند پرواز پرندہ اس کی جڑ سے بلندی کی طرف پرواز کرتا ہے تب بھی اس کی بلندی کو نہیں پاسکے گا حتیٰ کہ وہ بوڑھا ہو جائے گا۔ آگاہ ہوجاؤ اس درختِ طوبیٰ کو پانے کی کوشش کرو۔ پس مومن اپنے آپ میں مشغول رہتا ہے اور باقی لوگ اس سے راحت میں رہتے ہیں اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو وہ مومن اپنے خدا کے بلند مرتبہ کو اس انداز میں یاد کرتا ہے کہ اپنے بدن کے سب سے کریم ترین حصّہ کو اس کی بارگاہ میں سجدہ کے لیے زمین پر رکھ دیتا ہے، جس ذات نے اس کو پیدا کیا تھا اس کے ساتھ مناجات کرتا ہے۔ (اس کے بعد آپؑ نے فرمایا) آگاہ ہوجاؤ کہ تم سب اس طرح کے بن جاؤ''۔

۵۴

جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں: ''لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار وہ بندہ ہے جو فرائض کو انجام دے اور سب سے زیادہ زاہد وہ ہے جو حرام سے اجتناب کرے اور سب سے زیادہ صاحبِ تقویٰ وہ ہے جو سچ بولے خواہ اس کے فائدہ میں ہو یا اس کے نقصان میں۔ اور سب سے زیادہ پرہیزگار وہ ہے جو لڑائی اور جھگڑے کو ترک کردے خواہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔ اور سب سے زیادہ محنت اور کوشش کرنے والا وہ ہے جو گناہ کو ترک کر دے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ عزت دار وہ ہے جو زیادہ متقی ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ قدر و منزلت والا وہ ہے جو بے ہودہ گفتگو کو ترک کردے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خوش بخت اور سعید وہ ہے جو مکرم و محترم لوگوں سے میل ملاپ رکھے''۔

۵۵

جنابِ رسولِؐ خدا نے حسن ابن علی علیہ السلام سے فرمایا: ''اللہ کے واجب کردہ کو انجام دو تا کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ متقی بن سکو۔ جو خدا نے اپنی عادلانہ تقسیم کے تحت تمہارے لیے مقدر فرمایا ہے اس پر راضی ہو جاؤ تا کہ سب سے زیادہ غنی بن سکو اور خدا کی حرام کردہ چیزوں سے اپنے ہاتھ کو روک لو تا کہ تم سب سے زیادہ پرہیزگار بن سکو۔ اور اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرو تا کہ تم مومن بن سکو اور اپنے ساتھی اور دوست کے ساتھ اچھے انداز سے پیش آؤ تا کہ تم مسلمان بن سکو''۔

۵۶

نیز آپؐ نے فرمایا: ''اس اُمت کی دنیا کی اصلاح زہد و یقین سے ہوسکتی

ہے اوراس کی آخرت بخل اور بڑی بڑی آرزوؤں سے خراب ہوگی"۔

(۵۷)

حضرت رسولؐ خدا فرماتے ہیں: "تحقیق میری اُمت کے لیے خوفناک ترین جن کا مجھے خوف ہے' خواہشات اور بڑی بڑی آرزوئیں ہیں کیونکہ خواہشات حق کا راستہ روکتی ہیں اور لمبی لمبی آرزوئیں' آخرت کی یاد کوختم کردیتی ہیں"۔

(۵۸)

نیز آپؐ نے فرمایا: "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ دنیا میں زہد کواختیار کیے ہوئے ہے تو اس کے قریب ہوجاؤ کیونکہ وہ تمہیں حکمت عطا کرے گا"۔

(۵۹)

روایت میں آیا ہے کہ اسامہ بن زید نے ایک سو درہم میں ایک ماہ کی مدت میں ایک کنیز کوخریدا۔ پس جب اس کی خبر سیدالانبیاءؐ کو ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: "کیا تم لوگوں کو اسامہ بن زید پر تعجب نہیں ہوا جس نے ایک ماہ کی مدت کے لیے ایک کنیز کوخریدا ہے یقیناً اسامہ بھی لمبی لمبی آرزوئیں رکھنے والا ہوگیا ہے۔ (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' میں آنکھ کی پلک کو بلند نہیں کرتا مگر یہ کہ مجھے گمان ہوتا ہے شاید یہ دونوں دوبارہ آپس میں نہ مل سکیں اور اللہ میری روح کو قبض کرے گا اور میں اُوپر کی طرف نہیں دیکھتا مگر یہ کہ مجھے گمان ہوتا ہے کہ میری نظر کے نیچے آنے سے پہلے خدا میری روح کو قبض کرلے گا اور میں اپنے منہ میں لقمہ نہیں رکھتا مگر یہ کہ مجھے گمان ہوتا ہے کہ اس کے حلق تک

جانے سے پہلے خدا میری روح کو قبض کرلے گا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

اے لوگو! ہمیشہ اپنے آپ کو موت کے لیے یوں تیار رکھو گویا تم مر چکے ہو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ خدا خود فرما رہا ہے:

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ''تحقیق جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ یقیناً آئے گا اور تم اسے اپنے سے دُور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے'' یعنی موت یقینی ہے اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

٦٠

حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کسی فقیر مسلمان کو ملے اور اس پر امیر مسلمان کے خلاف سلام کرے (یعنی امیر کو اور انداز سے سلام اور فقیر کو اور انداز سے سلام کرے) تو وہ شخص قیامت کے دن خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا اس پر غضب ناک ہوگا''۔

٦١

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک شخص رسولِؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولؐ اللہ! مجھے آپؐ سے خدا کی خاطر محبت ہوگئی ہے۔ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا: اگر تجھے میرے ساتھ محبت ہوگئی ہے تو پھر اپنے آپ کو فقر کے لیے تیار کرلو۔ کیونکہ جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف فقر ایسے تیزی سے آتا ہے جیسے پستی کی طرف سیلاب آتا ہے۔

۶۲

نیز آپؑ نے فرمایا: "ہمیشہ اپنے سے کم کی طرف دیکھو اپنے سے اُوپر و بلند کی طرف نہ دیکھو کیونکہ سزاوار یہ ہے کہ تم نعمتِ خدا کو رد نہ کرو"۔

۶۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب اس دنیا میں خدا کسی بندے سے محبّت کرتا ہے تو اس کو بھوکا رکھتا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! بھوکا کیوں رکھتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا' اس لیے کہ طعام کے محل پست ہیں لیکن باقی بہت زیادہ' خیر اس کو عطا کرتا ہے' اسی لیے بندۂ مومن کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتا۔

۶۴

نیز آپؐ نے فرمایا: "لوگو! اپنے دلوں کو زیادہ کھانے پینے سے مردہ نہ کرلو۔ زیادہ کھانے پینے سے دل مُردہ ہوجاتے ہیں جیسے زراعت زیادہ بارش ہونے سے تباہ ہوجاتی ہے"۔

۶۵

نیز آپؐ نے فرمایا: ایمان برہنہ (ننگا) ہے اور اس کا لباس حیا ہے اور اس کی زینت وفا ہے اور اس کی مروت اور جوانمردی نیک اعمال ہیں۔ اس کا ستون اور تکیہ گاہ حرام سے پرہیزگاری ہے اور ہر چیز کی ایک بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہلِ بیتؑ کی

محبّت ہے۔

٦٦

حضرت رسولؐ خدا سے سوال کیا گیا: کیا مومن ڈرپوک ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ پھر سوال کیا گیا: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپؐ سے سوال کیا گیا: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔

٦٧

نیز آپؐ نے فرمایا: ''لوگو! تم میری خاطر چھے چیزوں کو اپنالو میں تمہارے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

١- جب بات کروتو جھوٹ نہ بولو۔

٢- جب وعدہ کروتو وفا کرنا۔

٣- جب تمہیں امین قرار دیا جائے تو خیانت نہ کرنا۔

٤- نامحرم سے اپنی آنکھوں کو بند رکھنا۔

٥- اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔

٦- اپنے ہاتھ اور زبان کی حفاظت کرنا''۔

٦٨

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''اے شیعو! ہمارے لیے باعثِ زینت بنو ہمارے لیے باعثِ رسوائی نہ بنو۔ لوگوں سے اچھی بات کرواور اپنی زبان کی حفاظت کرو اور فضول گفتگو اور بُری باتوں سے ان کی حفاظت کرو''۔

۶۹

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: ''جو کسی مومن کی کسی ایسی چیز سے غیبت کرے جو اس میں نہ پائی جاتی ہوں تو اس نے آپس کے درمیان جو پردہ ہے اس کو چاک کر دیا ہے۔ غیبت کرنے والا ہمیشہ جہنّم میں رہے گا اور یہ کتنا بُرا ٹھکانہ ہے''۔

۷۰

امیرالمومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ''جو شخص غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور اپنے آپ کو حلال زادہ گمان کرتا ہے، وہ جھوٹا ہے (یعنی اس کا گمان غلط ہے)''۔

۷۱

نیز آپؑ نے فرمایا: ''غیبت سے بچو کیونکہ یہ جہنّم کے کتوں کی خوراک ہے''۔

۷۲

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''غیبت یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات بیان کرے جس پر خدا نے پردہ ڈالا ہوا ہے (یعنی وہ عیب اس میں ہے لیکن وہ پوشیدہ) لیکن جو چیز اس میں نہیں پائی جاتی اس کو اس کے بارے میں بیان کرنا یہ بہتان ہے''۔

۷۳

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں لوگ جاہل اور قاری القرآن فاسق و فاجر ہوں گے''۔

۷۴

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب میری اُمت کے لوگ بارہ کام انجام دینا شروع کردیں گے تو ان پر عذاب کا نازل ہونا یقینی ہوجائے گا۔ آپؐ نے فرمایا:

۱- جب غنائم جنگی کو اپنا ذاتی سرمایہ قرار دیں۔
۲- امانت کو مالِ غنیمت قرار دیں۔
۳- زکوٰۃ کو بعنوان قرض ادا کریں۔
۴- مرد اپنی بیوی کی پیروی کرے اور اس کی ماں اس کو عاق قرار دے۔
۵- انسان اپنے دوست سے اچھا سلوک کرے اور اپنے والد پر ستم کرے۔
۶- شراب خوری عام ہوجائے۔
۷- مرد ریشمی لباس پہننا شروع کردیں۔
۸- آلاتِ موسیقی کی خرید وفروخت عام ہوجائے۔
۹- لوگ کسی کا احترام اس کے خوف کی وجہ سے کریں۔
۱۰- حکومت فاجر لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائے۔
۱۱- آخری دور کے لوگ پہلے والوں پر لعنت ونفرین کریں۔
۱۲- مساجد میں شوروغل ہونا شروع ہوجائے۔ تو لوگ تین قسم کے عذاب کے

لیے آمادہ ہوجائیں: ۱- سرخ آندھی ۲- زمین کا دھنس جانا ۳- مسخ ہونا"۔

۷۸

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت بیان ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا کا فرمان ہے: "تین نیک خصلتیں یا ان میں سے ایک کسی شخص میں پائی جائے گی تو جس دن کسی کو کوئی سایہ نصیب نہیں ہوگا۔ وہ اس دن عرش کے سائے میں ہوگا:

۱- لوگوں کو اپنی طرف سے جو کچھ وہ خود پسند کرتا ہے عطا کرے۔

۲- انسان کسی شخص کو مقدم نہ کرے اور کسی کو مؤخر نہ کرے مگر وہ یہ جانتا ہو کہ اُس میں خدا کی خوشنودی ہے یا خدا کا غضب ہے۔

۳- انسان دوسرے کا عیب بیان کرنے سے پہلے اس عیب کو اپنے سے دُور کرے کیونکہ جب وہ کسی دوسرے کے عیب کو بیان کرے گا تو اس کا اپنا عیب آسان ہوجائے گا۔ مرد کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ لوگوں کے بجائے اپنے نفس کے عیبوں کو تلاش کرنے میں مشغول رہے"۔

۷۹

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: "اے انسان! جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹو تو غور کرو کہ تو نے کیا کھایا (یعنی حلال یا حرام) اور سارے دن میں کیا کمایا ہے یعنی حلال یا حرام۔ اور تجھے یاد رکھنا چاہیے کہ تو نے مرنا ہے اور تیرے لیے قیامت کا دن بھی ہوگا"۔

(۸۰)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
''ہمارے شیعوں کی شناخت یہ ہے کہ ان کے شکم خالی ہوں گے' ان کے لب پیاس کی وجہ سے خشک ہوں گے اور وہ زمانہ کے فتنوں سے کنارہ کش رہیں گے''۔

(۸۱)

نیز آپؑ کی کلام میں یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''کسی شخص کی زیادہ نمازیں اور اس کے زیادہ روزوں کی طرف نہ دیکھو کیونکہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا وہ عادی ہو چکا ہے اور اگر وہ ان چیزوں کو ترک کرے گا تو اس کو ایک وحشت اور الجھن ہوگی بلکہ تم دیکھو گے کہ وہ گفتگو میں کتنا سچّا ہے اور امانت کے بارے میں کتنا امین ہے''۔

(۸۲)

عمار بن احوص سے روایت ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ ! ہمارے یہاں ایک گروہ ہے جو امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ کی امامت کے بھی قائل ہیں اور آپ کو تمام لوگوں سے افضل بھی مانتے ہیں لیکن وہ فضیلت وعظمت وشان جس کے آپ کے بارے میں ہم قائل ہیں وہ اس کے قائل نہیں ہیں کیا ان سے دوستی رکھی جاسکتی ہے؟
آپؑ نے فرمایا: ہاں ایک حد تک ان سے دوستی رکھی جائے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ سب کچھ رسولؐ کے پاس نہیں ہے اور جو کچھ رسولؐ

کے پاس ہے وہ سب کچھ ہمارے پاس نہیں ہے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سارا کچھ تمہارے پاس نہیں ہے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تمہارے غیر کے پاس نہیں ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سات حصّے قرار دیئے ہیں جو یہ ہیں:

۱- صبر ۲- سچّائی ۳- یقین ۴- رضا ۵- وفا ۶- علم ۷- حلم اور پھر ان کو تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

پس جس شخص کو سارے حصّے ملے ہیں وہ کامل الایمان ہے۔ بعض لوگوں میں ایک، بعض میں دو، بعض میں تین، بعض میں چار، بعض میں پانچ، بعض میں چھے اور بعض میں سات ہیں۔ جن لوگوں کو ایمان کا ایک حصّہ ملا ہے اُس پر وہ ذمہ داریاں جو دو حصّے والوں کی ہیں، نہیں ڈالی جاسکتیں اور دو والوں پر تین حصّے والوں کی ذمہ داریاں نہیں سونپی جاسکتی اور تین والوں پر چار حصوں والوں کی ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاسکتیں اور چار والوں پر پانچ حصوں والوں کی ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاسکتیں اور پانچ حصّے والوں پر چھے والوں کی ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاسکتیں اور چھے والوں پر سات حصّے والوں کی ذمہ داریاں نہیں ڈالی جاسکتیں کیونکہ یہ ان سب پر بہت زیادہ سختی ہو جائے گی اور اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ تم ان کے ساتھ نرمی اور اچھے سلوک سے پیش آؤ اور ان کے معاملات کو آسانی سے حل کرو اور میں بہت جلدی تمہارے لیے ایک مثال پیش کروں گا جس سے تم عبرت حاصل کرو گے۔

ایک مسلمان شخص تھا جس کا ہمسایہ کافر تھا۔ اس کافر کی اس مسلمان کے ساتھ دوستی تھی۔ مومن چاہتا تھا کہ وہ کافر مسلمان ہو جائے اور وہ ہمیشہ اس کے لیے اسلام کو مزین کر کے پیش کرتا رہتا اور اس کے ساتھ بہت مہربانی کے ساتھ پیش آتا تھا یہاں تک کہ وہ کافر مسلمان بن گیا۔ پس جب صبح ہوئی تو اس مسلمان مومن نے اس جدید مسلمان کو گھر سے نکالا اور اس کو اپنے ساتھ مسجد میں لے گیا۔ وہاں دونوں نے

نمازِ فجر باجماعت ادا کی۔ پس جب وہ نماز ادا کر چکے تو مومن نے اس سے کہا: ابھی بیٹھ جاتے ہیں اور خدا کا ذکر اور تسبیح و تہلیل انجام دیتے ہیں تا کہ طلوعِ آفتاب ہوجائے۔ پس وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر اس نے کہا: اگر زوالِ آفتاب تک قرآن کی تعلیم حاصل کی جائے اور بعد میں نماز ادا کریں گے تو یہ بہت بہتر ہوگا۔ پس وہ بھی ساتھ بیٹھ گیا اور سارا دن روزہ بھی رکھا۔ نمازِ ظہر وعصر ادا کرنے کے بعد پھر اس مومن نے کہا: اگر ذرا صبر کرلو اور نماز مغرب وعشاء بھی ادا کرلیں تو یہ اور بھی افضل ہے۔ اس نے پھر صبر کیا اور وہیں پر رکا رہا اور نمازِ مغرب وعشاء ادا کی۔ اس کے بعد دونوں اپنے اپنے گھر کو چلے۔ اس واقعہ سے جدید مسلمان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا تھا' اُس پر حمل کی گئی۔ جب دوسرا دن ہوا تو مومن پھر اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتا تھا۔ اس نے صبح کے وقت دوبارہ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پھر اس سے کہا آؤ مسجد میں چلیں تو اس مسلمان نے جواب دیا: آپ مجھ سے دُور چلے جائیں یہ دین بہت سخت ہے اور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: خبردار ان لوگوں کو حق سے دُور نہ کرو۔ آیا تم نہیں جانتے کہ اگر لوگ جان لیں کہ بنواُمیہ کی حکومت ظلم و جور' تلوار کے زور پر ہے جب ہماری ولایت و حکومت نرمی' آسانی' مہربانی' وقار' تقیہ' پرہیزگاری' اچھے سلوک اور کوشش کا نام ہے تو پھر لوگ ضرور تمہارے دین کی طرف میلان پیدا کریں گے۔

○○○

پانچویں فصل

شیعانِ علیؑ کے فضائل کے بارے میں

(۱)

صالح بن میثم نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت اُم سلمٰی رحمۃ اللہ علیہا سے سنا' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے جنابِ رسولؐ خدا سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: ''علیؑ کے شیعہ ہی کامیاب ہونے والے ہیں''۔

(۲)

ہذیل بن سابری نے روایت کو بیان کیا ہے کہ حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِؐ خدا نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: ''میرے بھائی! آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ''وہ لوگ جو ایمان لے کر آئے اور نیک اعمال کرتے ہیں تو وہ ہی بہترین مخلوق ہیں''۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! یہ لوگ آپؑ اور آپؑ کے شیعہ ہیں جو نورانی چہرے کے ساتھ میرے پاس آئیں گے اور آپؑ کے دشمنوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور ان کی آنکھیں بند ہوں گی اور یہ کلمات آپؐ نے تین مرتبہ فرمائے۔

(۳)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے اس آیت قرآنی اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے) کی تلاوت فرمائی اور اس کے بعد آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اُمِ سلیم! کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کن کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ آیت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (راوی بیان کرتا ہے) میں نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے لیکن وہ آپ کا شیعہ نہ ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایسے لوگوں کو میری اہلِ بیتؑ کے ساتھ جو دشمنی ہے وہ ان کو اسلام سے دُور کردے گی اور یہودیت اور نصرانیت کے قریب کر دے گی (یعنی وہ یہودی یا نصرانی محشور ہوں گے)۔

(۴)

ابوصامت خولانی سے روایت ہے کہ حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوصامت! تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کو خزینہ شدہ مٹی سے خلق فرمایا ہے اور جو تعداد اللہ نے ہمارے شیعوں کی قرار دی ہے قیامت تک اس میں نہ کوئی کمی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی زیادتی ہو سکتی ہے اور ہمارے شیعوں میں کوئی شیعہ اگر زمین کے کسی ٹکڑے پر نماز ادا کرتا ہے یا اس پر گزرتا ہے تو وہ زمین کا ٹکڑا دوسری زمین کے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے جو اس کے اردگرد ہوتے ہیں اور ان کے سامنے فخریہ

انداز میں کہتا ہے۔ میرے اُوپر سے آلِ محمدؐ کا شیعہ گزر کر گیا ہے۔

۵

سدیر صیرفی نے روایت بیان کی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "ہمارے سارے شیعہ جنت میں جائیں گے خواہ وہ نیک ہوں یا بد لیکن جنت میں ان کے درجات اعمالِ صالح کی وجہ سے ہوں گے"۔

۶

جعفر بن ربیع بن مدرک نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "تحقیق (اے ہمارے شیعو!) تم میں سے کوئی شخص جب اپنے گھر سے نکلتا ہے اور کوئی نیک کام بھی انجام نہیں دیتا لیکن جو گالیاں یا طعنے لوگوں کے ہماری وجہ سے سنتا ہے اس کی وجہ سے اس کا نامۂ اعمال نیکیوں سے بھر جاتا ہے"۔

۷

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت حسین ابن علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "ہمارے شیعوں میں سے کوئی نہیں مگر یہ کہ صدیق بھی ہے اور شہید بھی ہوگا (راوی بیان کرتا ہے) میں نے عرض کیا: (اے فرزندِ رسولؐ) یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ آپ کے کافی زیادہ شیعہ اپنے بستروں پر مرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن کی یہ آیت وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہیں وہ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ الحدید' آیت ۱۹) کی تلاوت نہیں کی؟

(راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں نے یہ آیت اللہ کی کتاب میں گویا دیکھی ہی نہیں تھی۔ پھر راوی کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "اگر شہید وہی لوگ ہوتے جو راہِ خدا میں تلوار سے قتل کیے گئے ہیں تو اللہ اُن کو شہداء کہہ کر نہیں پکارتا"۔

۸

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے آپؑ نے فرمایا: جب اللہ نے ان آیات کو نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کو عرش پر معلّق فرما دیا تو ان آیات نے عرض کی: خدایا! کیا تو ہمیں اہل خطاء ذنوب کے نقصان میں نازل کرے گا۔ پس اللہ نے ان کی طرف وحی فرمائی: میں تم کو ان کے لیے نازل کروں گا پس مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلالت کی۔ آلِ محمدؐ کے شیعوں میں سے جو کوئی بھی اپنی نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا میں ضرور اس کو جنت میں جگہ عطا کروں گا اور ہر روز اپنی غیبی آنکھ کے ذریعے ستر مرتبہ ان کی طرف نظر کروں گا اور اپنی ہر نگاہ میں ان کی ستر حاجات کو پورا کروں گا اور ان ستر حاجات میں سے کم ترین حاجت یہ ہوگی ان کی بخشش کروں گا اور وہ آیات یہ ہیں: اُم الکتاب (یعنی سورۂ حمد، آیت الکرسی، شهد اللّٰه اِنَّهٗ لا اِلٰه الا هو و قل اللهم مٰلك الملك۔

٦

علی بن حمران نے اپنے والد سے اور اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ایک دن میں اور میرے والد محترم گھر سے باہر نکلے۔ اچانک ہماری نظر اپنے کچھ اصحاب پر پڑی جو قبر نبیؐ اور منبر نبیؐ کے درمیان بیٹھے

ہوئے تھے پس ہم ان کے قریب گئے اور ان کو سلام کیا اور انہوں نے ہمارے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میرے والد نے فرمایا: (اے ہمارے شیعو!) اللہ کی قسم! میں تمہاری جانوں اور تمہاری روحوں سے بھی محبّت کرتا ہوں۔ پس تم پرہیز گاری اور تقویٰ میں کوشش کرنے سے ہماری مدد کرو اور جان لو کہ ہماری ولایت و محبّت کو سوائے تقویٰ میں کوشش اور پرہیز گاری کے نہیں پایا جاسکتا (یعنی فائدہ نہیں دے گی) کیونکہ اگر تم میں سے کوئی کسی کی رہنمائی کرے تو اس کا عمل اس کی سیرت جیسا ہونا چاہیے اور تم کو جاننا چاہیے کہ تم اللہ کے شیعہ ہو' تم اللہ کے دین کے پاسبان ہو' تم اللہ کے مددگار ہو۔ تم ہی دنیا میں بھی سابقون (سبقت کرنے والا) اور آخرت میں بھی سابقون تم ہی ہو۔ دنیا میں ہماری ولایت کی طرف سبقت کرنے والے ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہو۔ تحقیق اللہ اور اس کے رسولؐ کی ضمانت کے ساتھ ہم نے تمہاری جنت کی ضمانت لی ہے۔ تم ہی پاک ہو اور تمہاری بیویاں پاکیزہ ہیں۔ ہر مومنہ جنت کی حور اور ہر مومن صدیق ہے۔

(۱۰)

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے قنبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے قنبر! خوشخبری ہے اور لوگوں کو خوشخبری دو اور مجھ سے خوشخبری حاصل کرو۔ خدا کی قسم! جب رسولِؐ خدا اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ تمام اُمت پر ناراض تھے سوائے شیعوں کے۔ تحقیق ہر چیز کے لیے ایک دستگیر ہے اور دین کے دستگیر شیعہ ہیں۔ ہر چیز کے لیے شرف ہے اور دین کا شرف شیعہ ہیں اور تحقیق ہر چیز کا کوئی سردار ہوتا ہے۔ تمام مجالس کی سردار شیعوں کی مجالس ہیں اور تحقیق ہر چیز کا کوئی شوق ہوتا ہے' دنیا کا شوق یہ ہے کہ اس میں شیعہ سکونت پذیر ہوں۔ خدا کی قسم! اگر زمین پر شیعہ نہ ہوتے تو

طلب رحمت و مغفرت کرتے رہیں گے۔

(۱۳)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''اے ہمارے شیعو! تم سب اللہ کی بندگی میں ہو اور پرہیزگاری میں کوشش جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھتا ہے''۔

(۱۴)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کے گناہانِ کبیرہ کے علاوہ کسی دوسرے گناہ پر گرفت نہیں کرے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی گناہِ کبیرہ کے ساتھ خدا سے ملاقات نہ کرے''۔

(۱۵)

نیز آپؑ نے فرمایا: (اے ہمارے شیعو!) ''خدا کی قسم! تمہارے علاوہ کسی نے بھی اللہ کے رسول کی اطاعت نہیں کی اور تمہارے علاوہ اللہ نے کسی کو ایمان کی طرف نسبت نہیں دی۔ تم سب اسلام میں عزت دار ہو۔ تمام اچھائی اور خوبی تمہارے لیے ہے اور تم میں سے جو بھی کسی مصیبت اور بلا میں مبتلا ہو جائے اور پھر اس پر صبر کرے تو خدا اُسے ایک ہزار شہید کے برابر اجر عطا فرمائے گا اور میں امید کرتا ہوں تم میں سے کوئی مصیبت و بلا کے وقت بے صبری کا اظہار نہ کرے۔ میں نے اپنے والدِ گرامی سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''ہمارے شیعہ پاک اور گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ تم وہ ہو جن پر خدا اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور تم اس کی توفیق کے ساتھ گناہوں سے محفوظ رہنے والے

ہو۔تم وہ ہو جن کو اس نے اپنی اطاعت کی دعوت دی ہے۔تمہارا کوئی حساب نہیں ہوگا اور تم پر کوئی خوف اور حزن نہ ہوگا۔تم اہلِ جنت ہو اور جنت تمہارے لیے ہے۔تم وہ ہو جو اللہ سے راضی ہو اور وہ تم سے راضی ہے۔ اور تم دنیا سے بہترین مخلوق ہو۔ اگر تم کوئی ایسی چیز دیکھو جو تم کو ناپسند ہو تو اس پر صبر کرو یہاں تک خدا کا حکم تمہارے لیے نہ آجائے۔ پس تم اللہ کے وعدہ کردہ سچّائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہو۔تم خدا کے عیب کے اہل ہو۔تم دنیا میں بھی جنتی ہو اور تمہارا مقام جنت میں ہے۔تم جنت کے لیے خلق کیے گئے ہو اور تم اپنے دن رات میں جنت کی طرف جارہے ہو۔ تمام مخلوق کے سردار ہو۔ خدا نے تم کو پاک و پاکیزہ زندگی عطا کی ہے۔ اور تم موت کی لذت کے ذریعے پاک و پاکیزہ لذت کو حاصل کرنے والے ہو۔تمہاری زبانیں اللہ کے نور سے بولتی ہیں جبکہ تمہارے علاوہ دوسرے لوگوں کی زبانیں شیطان کے وسوسہ سے گفتگو کرتی ہیں۔تمہارے مخالف شیطان کے خاص مرید ہیں اور شیطان پر سب سے زیادہ تمہاری عبادت سنگین ہوتی ہے اور اللہ کے اپنے علم کی وجہ سے تخلیقِ آدم سے پہلے بھی تمہیں فضیلت کے ساتھ خاص قرار دیا ہے اور قیامت کے دن جب لوگوں کو محشور کیا جائے گا تو جہنّم کی آگ تمہارے دشمنوں کے لیے سزاوار ہوگی۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تم سارے چار آنکھوں والے ہو۔ دو آنکھیں تمہارے چہرے پر اور دو آنکھیں تمہارے دل کی ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ تمام مخلوق ایسے ہی ہے لیکن اللہ نے تمہارے دشمنوں کی آنکھوں کو اندھا کردیا ہے اور تمہاری آنکھوں کو روشن رکھے گا"۔

(۱۶)

جابر بن زید سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے حضرت ابوجعفر (امام باقر علیہ السلام) سے سوال کیا: (اے فرزندِ رسولؐ!) کیا لوگوں کے لیے اللہ نے مغفرت کا

وعدہ فرمایا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں سوائے ہمارے شیعوں کے۔ پس یہ سب وہ ہیں جن کو اللہ نے بخش دیا ہے۔

(۱۷)

محمد بن مروان نے روایت کی ہے اس نے کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر، آیت ۹) ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں یہ صرف صاحبانِ عقل کی یاد دہانی ہے''۔

آپؑ نے فرمایا: وہ جاننے والے ہم ہیں اور نہ جاننے والے ہمارے دشمن ہیں اور خردمند یعنی عقل مند ہمارے شیعہ ہیں۔

(۱۸)

عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتا ہے: حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبہ، آیت ۱۲۸) ''تحقیق تمہارے پاس (ہمارا) رسول آیا جو تم میں سے ہی ہے اور اس پر تمہارا مصیبت اٹھانا بہت سخت ہے، تمہاری فلاح و بہبود پر حریص ہے اور مومنین کے لیے رحیم اور محبّت کرنے والا ہے''۔

اس کے بارے میں فرمایا: وہ جن کی مصیبت اٹھانا اس کے لیے شاق اور سخت ہے وہ ہم ہیں۔ حریص علیکم سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری فلاح و بہبود کے لیے حریص ہے اور مومنین کے لیے بہت مہربان و رحیم ہے۔ ان مومنین سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

(۱۹)

ثویر سے روایت ہے کہ علی بن حسین علیہ السلام نے مجھے فرمایا: کیا تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: طسم سورہ موسیٰ وفرعون کی تلاوت کرو۔ پس میں نے اس کی تلاوت شروع کی۔

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم - طٰسٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ○ نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَ فِرْعَوْنَ یہاں تک کہ تلاوت کرتے اس آیت تک وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ اس پر آپؑ نے فرمایا: ''بس اسی مقام پر رُک جاؤ اور فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ وہ نیک و ابرار لوگ ہم اہلِ بیتؑ اور ہمارے شیعہ ہیں جو موسیٰ اور اس کے شیعوں کی مانند ہیں اور ہمارے دشمن اور ان کی پیروی کرنے والے فرعون اور اس کی پیروی کرنے والوں کی مثل ہیں''۔

(۲۰)

ابو خالد قماط نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم (اہلِ بیتؑ) کو اعلیٰ علیین سے خلق فرمایا ہے اور ہمارے شیعوں کے دلوں کو بھی اسی سے خلق کیا ہے۔ پس اسی وجہ سے ان کے دل ہماری طرف میلان رکھتے ہیں اور ہمارے دشمنوں کو سیاہ دھوئیں سے خلق کیا ہے اور ان کے پیروؤں کو دلوں کو بھی اسی سے خلق کیا ہے اسی وجہ سے ان کے دل ان کی طرف میلان رکھتے ہیں''۔

(۲۱)

منصور بن عمرو بن حمق خزاعی نے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے: جب ابن ملجم (لعنۃ اللہ علیہ) نے امیرالمومنینؑ کو ضرب لگائی تو امیرالمومنینؑ غشی میں چلے گئے۔ جب آپ کو غشی سے افاقہ ہوا تو آپؑ نے فرمایا: ان کے لیے خوشخبری ہے اور تمہارے لیے خوشخبری ہے اور ان کی خوشخبری تمہاری خوشخبری سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے امیرالمومنینؑ! آپؑ نے سچ فرمایا۔ ان کی خوشی طوبیٰ یہ ہے کہ انہوں نے آپ کا دیدار کیا ہے اور ہمارے لیے طوبیٰ خوشی یہ ہے کہ ہم نے آپؑ کے ساتھ جہاد کیا ہے اور آپؑ کی اطاعت کی ہے اور وہ لوگ کون ہیں جن کی خوشی وطوبیٰ ہمارے سے افضل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ میرے وہ شیعہ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے اور جس چیز کی تم طاقت نہیں رکھتے وہ طاقت رکھتے ہوں گے۔ اور جس کے تم متحمل نہیں ہوسکتے وہ اس کے متحمل ہوں گے۔

(۲۲)

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے: میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نمازِ عصر ادا کر کے مسجد میں روبقبلہ تشریف فرما تھے۔ پس میں نے آپؑ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! بعض امیر لوگ ہمیں اپنے مال پر امین قرار دیتے ہیں اور اپنی امانت ہمارے پاس رکھتے ہیں جب کہ وہ آپؑ کا خمس آپؑ کو ادا نہیں کرتے۔ کیا اُن کا مال واپس ان کو کر دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا: مجھے قسم ہے کعبہ کے رب کی (اور یہ قسم انہوں نے تین دفعہ اٹھائی) اگر ابن ملجم میرے بابا کا قاتل ہے میں اس کو تلاش کرلوں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے بابا کا

قاتل اپنا مال میرے پاس بطورِ امانت رکھتا تو وہ بھی اس کو واپس کر دوں گا۔

(۲۳)

جابر نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا تھا: ''قیامت کے دن میری اطاعت کے ستر ہزار (یہ تعداد مقصود نہیں ہوتی بلکہ کثرت کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے) افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پس امیرالمومنین نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ آپؑ کے شیعہ ہیں اور آپؑ ان کے امام ہوں گے''۔

(۲۴)

ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومن کے تمام امور کو مومن کے سپرد کر دیا ہے لیکن یہ اس کو اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ کیا تو نے اللہ جل شانہ کا یہ فرمان نہیں سنا' جس میں ارشاد فرمایا ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ''عزت اللہ کے لیے اور اس کے رسولؐ کے لیے اور مومنین کے لیے ہے''۔

آپؑ نے فرمایا: مومن کو عزیز رہنا چاہیے ذلیل نہیں ہونا چاہیے۔ پھر فرمایا: تحقیق مومن کی عزت پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہے کیونکہ پہاڑ کو توڑا جا سکتا ہے لیکن مومن کو دین سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

(۲۵)

زید الشحام نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے

فرمایا: تحقیق ایک مومن بندہ اپنے ایسے گناہ کو یاد کرے جس کو اس نے کم و بیش چالیس سال تک انجام دیا ہو اور اس کی وہ یاد آوری فقط خدا سے بخشش کے لیے ہو تو وہ اللہ سے اس گناہ کے بارے طلبِ مغفرت کرے گا تو اللہ اس کے گناہ کو معاف کر دے گا۔

(۲۶)

ابوالحسن الاحمسی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آباؤاجداد سے روایت بیان کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو مختلف قسم کی مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے تا کہ ان سے تجدیدِ عہد کرے جیسا کہ اہلِ خانہ اپنے سردار کو دعوت پر بلاتے ہیں تا کہ ان سے تجدیدِ عہد کریں' اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی اور سربلندیٔ مقام کی میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے دوست کو دنیا میں وہ کچھ عطا کروں جو اس کو میری یاد سے غافل کر دے یہاں تک کہ وہ مجھے پکارے اور میں اس کی دعا کو سنوں اور آواز کو سنوں اور میں کافر کو اس کی آرزو کو فوراً عطا کر دیتا ہوں تا کہ میں اس کی منحوس آواز کو نہ سنوں۔ پس میں اس کی آواز کو دشمنی کے ساتھ سنتا ہوں۔

(۲۷)

ابوالجارود نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آباؤاجداد سے اور انہوں نے رسولِ خدا سے روایت بیان کی ہے' آپؐ نے فرمایا:

''تحقیق جب کوئی مومن گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ گناہ میں گرفتار ہوتا ہے تو خدا اس کو فقر میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر وہ فقر اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے تو

دوست ورنہ اس کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر وہ بیماری اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے تو درست ورنہ اللہ اس کو ظالم بادشاہ کے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر وہ خوف اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے تو درست ورنہ اس کی موت کو اس پر سخت کر دیتا ہے تا کہ جب وہ مومن اس سے ملاقات کرے تو اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ رہے اور وہ اس مومن بندے کو جنت میں جانے کا حکم دے۔ اور کافر و منافق پر اللہ موت کو آسان کر دیتا ہے تا کہ جب وہ دونوں اس سے ملاقات کریں تو ان کے لیے خدا کے ذمہ میں کوئی نیک عمل باقی نہ رہے تا کہ وہ اس کا ادعا کر سکیں۔ پس اللہ ان دونوں کو جہنّم میں جانے کا حکم صادر کرے گا"۔

(۲۸)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے: "تحقیق عرش کے دائیں جانب نور کے تخت ہوں گے جن پر نورانی چہرے والے مرد ہوں گے۔ وہ نہ نبی اور نہ ہی شہید ہوں گے۔ عمر بن خطاب نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ لوگ خدا کے لیے سفارش کرتے ہیں، برادری قائم کرتے ہیں تو خدا کی خوشنودی کی خاطر۔ صلۂ رحمی کریں گے تو خدا کی خاطر اور ایک دوسرے سے خدا کی خاطر دوستی و محبّت کریں گے۔ پس اتنے میں علی علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو آپؐ نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: وہ لوگ اس کے شیعہ ہوں گے"۔

(۲۹)

ابوحمزہ ثمالی نے حضرت امام علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے،

آپؐ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اوّلین اور آخرین کو جمع فرمائے گا ایک منادی ندا دے گا جس کو تمام لوگ سنیں گے۔ پس وہ کہے گا: وہ لوگ جن کی دوستی و محبّت فقط خدا کی خاطر تھی وہ کہاں ہیں؟

لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوجائے گا پس ان سے کہا جائے گا: بغیر حساب کے جنت کی طرف چلے جاوَ۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: نہیں فرشتے ان کے سامنے آجائیں گے اور کہیں گے تم لوگ کہاں جارہے ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم بغیر حساب کے جنت میں جارہے ہیں۔ پس فرشتے پوچھیں گے تم کون سی جماعت ہو۔ پس وہ جواب دیں گے: ہم وہ لوگ ہیں جو محبّت فقط خدا کی خوشنودی کی خاطر کرتے تھے۔ پھر ان سے سوال کیا جائے گا تمہارا عمل کیا تھا؟ جواب دیں گے: ہماری دوستی و محبّت خدا کے لیے اور ہماری دشمنی بھی خدا کی خاطر تھی۔ پس اس وقت فرشتے جواب دیں گے۔ عمل کرنے والوں کے لیے یہ بہت اچھا اجر ہے''۔

OOO

چھٹی فصل

اللہ کے نزدیک مومن کی عزت واکرام کے بارے میں

(۱)

میسر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا:
"قیامت کا دن ہوگا تم میں سے ایک مومن ایک ایسے بندے کے قریب سے گزرے گا جس کو جہنم کا حکم صادر ہو چکا ہوگا اور فرشتے اس کو جہنم کی طرف لے کر جا رہے ہوں گے پس وہ شخص اس مومن کو مدد کے لیے پکارے گا۔ اے فلاں میری مدد کرو میں وہ ہوں جو دنیا میں تیرے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا پس وہ مومن فرشتوں سے کہہ دے گا: اس کو چھوڑ دو پس حکمِ خدا آئے گا: اے میرے فرشتو! اس بندے کو چھوڑ دو"۔

(۲)

محمد بن حمران نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا جس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی موجود نہیں ہوگی' اس سے کہا جائے گا یاد کرو کیا تیرا کوئی نیک عمل ہے؟ نہیں' وہ بندہ جواب دے گا: اے میرے اللہ! میرے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے صرف ایک عمل ہے' وہ یہ ہے کہ تیرا فلاں مومن بندہ کا ایک دفعہ میرے قریب سے گزرا تھا اور اس نے وضو کی خاطر مجھ سے پانی طلب کیا تھا پس میں نے اس کو پانی دیا تھا۔ پس

اس مومن بندے کو بلایا جائے گا اور وہ مومن بندہ کہہ دے گا: ہاں میرے اللہ ایسے ہی ہے۔ پس اللہ رب العزت فرمائے گا: اے میرے بندے! میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ میرے بندوں کے ساتھ مل کر میری جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

(۳)

مفضل نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''ایک مومن کو قیامت کے دن کہا جائے گا لوگوں کی طرف دیکھو۔ جس کسی نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا ہو یا ایک لقمہ کھانا کھلایا ہو یا تمہارے ساتھ کوئی نیکی کی ہو۔ اس کا ہاتھ پکڑ لو اور اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ (آپؑ نے فرمایا:) وہ شخص پل صراط سے ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ گزر رہا ہوگا۔ پس فرشتے عرض کریں گے: اے اللہ کے دوست آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اے اللہ کے بندے آپ کہاں جا رہے ہیں؟ پس آوازِ خداوند آئے گی: میرے بندے کو راہ دے دو پس وہ فرشتے اس مومن کو راہ دیں گے اور وہ جنت میں چلا جائے گا۔ فرمایا: مومن کو مومن اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ خدا پر ایمان لے آیا ہے۔ پس خدا نے اجازت دے رکھی ہے کہ وہ بھی امن میں رہے''۔

(۴)

جابر بن یزید جعفی نے روایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے' حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومن کو اختیار دے گا جو وہ کرنا چاہے کرے۔ میں نے عرض کیا: مولاؑ! اس کے بارے میں اللہ کی کتاب سے دلیل فراہم فرمائیں کہ اللہ نے کس مقام پر ایسا فرمایا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اللہ کا فرمان (عالیشان)

ہے: لَهُمْ مَا يَشَاؤُنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ''مومنین کے لیے جنت میں جو چاہیں گے وہی کچھ ہوگا اور ہمارے پاس ان کے لیے اس سے بھی زیادہ ہے''۔

پس اللہ کا ارادہ مومن کے سپرد کر دینا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس مزید ہے اس کا کوئی حساب نہیں لگا سکتا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے جابر! ضرورت کے وقت بھی ہمارے دشمنوں سے کوئی چیز حاصل نہ کرو اور ان سے پانی اور کھانے کا بھی سوال نہ کرو کیونکہ وہ ہمیشہ رہنے والی آگ میں ہوں گے اور جب کوئی مومن ان کے قریب سے گزرے گا پس وہ مخالف آواز دے گا: اے مومن بندے' کیا میں نے تیرے ساتھ فلاں فلاں نیک سلوک نہیں کیا تھا؟ پس مومن اس وقت شرم محسوس کرے گا اور اس کو آتش جہنّم سے نجات دے گا۔ (سوائے اس کے مومن کو مومن اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور خدا اس کو امان میں رکھنا جائز قرار دیتا ہے (یعنی اس کی امان کو قبول کرتا ہے)۔

٥

محمد بن مسلم نے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا:
''جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ایک منادی کو حکم دے گا کہ وہ اس کے سامنے ندا دے کہ فقراء کہاں ہیں؟ پس فقراء کی ایک بڑی جماعت کھڑی ہو جائے گی تو خداوند متعال فرمائے گا: اے میرے بندو! وہ جواب دیں گے' لبیک یا اللہ۔ خدا فرمائے گا: میں نے تم کو اس لیے فقیر نہیں بنایا تھا کہ میں تم کو حقیر اور چھوٹا شمار کرتا تھا بلکہ میں نے تم کو آج کے دن کی خاطر فقیر بنایا تھا۔ آج ان لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھو۔ پس جس جس نے تمہارے ساتھ نیک سلوک کیا ہے میری طرف سے ان کی سفارش کرکے ان کے احسان کا ازالہ کرو''۔

۶

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''مومن اپنے اہلِ بیتؑ کا رئیس اور ان کی ہمارے ساتھ محبّت کا گواہ ہوتا ہے''۔

۷

ابوبصیر نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''مومن کو گالیاں دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کی غیبت کر کے ان کا گوشت کھانا گناہ ہے اور ان کے خون کی طرح ان کا مال بھی محترم ہے''۔

○○○

ساتویں فصل

ایک مومن کے دوسرے مومن پر واجب حقوق کے بارے میں

(۱)

علی بن ابوحمزہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن حسین علیہ السلام اور انہوں نے اپنے والد محترم سے اور انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے رسولِؐ خدا سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تمام مخلوق بغیر لباس، بھوکی، پیاسی محشور ہوگی۔ پس ہر وہ شخص جو اس دنیا میں کسی مومن کو لباس فراہم کرے گا قیامت کے دن اللہ اس کو جنت کا لباس فراہم کرے گا۔ جو شخص اس دنیا میں کسی مومن کو کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو کوئی اس دنیا میں کسی مومن کو پانی سے سیراب کرے گا تو خداوندمتعال قیامت کے دن اس کو خالص شراب کہ جس پر میڈ ان جنت کی مہر لگی ہوگی اس سے سیراب فرمائے گا''۔

(۲)

حنان بن سدید نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے، آپؑ نے فرمایا: اے سدید) کیا تو ہر روز ایک غلام

آزاد کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا: مولاؑ! نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا ایک ماہ میں ایک غلام آزاد کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا: مولاؑ نہیں۔ پس آپؑ نے فرمایا: کیا سال میں ایک غلام آزاد کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ پس آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا تو خدا کی خوشنودی کی خاطر اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر نہیں لے کر جاتا تاکہ اس کو کھانا کھلائے۔ پس اللہ کی قسم! مومن کو کھانا کھلانا اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر اجر رکھتا ہے۔

(۳)

ابوالمقدام نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''ہمارے کسی شیعہ کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ایک اُفقی کو کھانا کھلانے سے بہتر وافضل ہے اور ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ ابومقدام نے عرض کیا: مولاؑ! یہ اُفقی کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: دس ہزار افراد کی جماعت کو اُفقی کہتے ہیں''۔

(۴)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے رسولِؐ خدا سے روایت بیان کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مومن کی طرف نظر کرتا ہے تاکہ اس کو ڈرائے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دن کہ جس دن اس کی رحمت کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا اس شخص کو ڈرائے گا''۔

(۵)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان مریض کی عیادت کرے گا' وہ رحمت

کے ریگستان میں اُتر چکا ہے اور جو کوئی کسی بیمار کے پاس بیٹھ جائے جب وہ اپنے گھر واپس جانا چاہے گا تو ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں اور اس کو گھر تک چھوڑ کر جاتے ہیں اور سارے کے سارے اس مومن سے کہتے ہیں' آگاہ ہوجاؤ تم پاک (یعنی گناہوں سے پاک) ہوگئے ہو اور تم کو جنت مبارک ہو"۔

(۶)

صفوان الجمال نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے' آپؑ نے فرمایا: "وہ شخص جس سے اس کا مومن بھائی اپنی ضرورت و حاجت کے وقت سوال کرے اور اس کی حاجت کو پورا کرنے کی قدرت و طاقت بھی رکھتا ہو اور اس کے باوجود اس کو منع کردے تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح محشور کرے گا کہ اس کے دونوں ہاتھ پس گردن بندھے ہوں گے اور اس حالت میں رہے گا یہاں تک کہ تمام دنیا حساب و کتاب سے فارغ ہوجائیں گے۔

(۷)

عبدالملک نوفلی سے روایت ہے' وہ کہتا ہے: میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا' آپؑ نے فرمایا: "اے عبدالملک میری طرف سے ہمارے ماننے والوں کو سلام پہنچاؤ اور ان کو خبر دو کہ میں تم سب کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں سوائے سات قسم کے لوگوں کے:

۱- جو ہمیشہ شراب خوری کرے۔

۲- جو ہمیشہ شطرنج کھیلنے کا عادی ہو۔

۳- جو کوئی اپنے آپ کو نسب میں غلط طور پر ہم سے منسوب کرے۔

۴- جو کسی مومن پر تکیہ کرے۔
۵- جو کسی مومن کی حاجت کو روکے۔
۶- جس کے پاس کوئی مومن حاجت لے کر آئے وہ اس کو پورا نہ کرے (یعنی پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہو)۔
۷- جس سے کوئی شادی کے لیے رشتہ طلب کرے اور وہ اس کی شادی نہ کروائے۔

عبدالملک نوفلی نے بیان کیا کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم توحید پرست افراد میں سے کوئی بھی میرے پاس آئے (اور مجھ سے سوال کرے گا) میں اس کو اپنے مال سے ضرور عطا کروں گا۔ پس آپؑ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے تو وہ صدیق ہے جس کے دل کا اللہ نے اسلام اور ایمان کے لیے امتحان لے لیا ہے"۔

(۸)

ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: "جو شخص ہم اہلِ بیتؑ کی محبّت اور ولایت کو اختیار کرے (یعنی مومن ہو) اور پھر کسی ناصبی (یعنی جو آلِ محمدؐ کو گالیاں دیتا ہے یا برملا ان کی ولایت کا انکار کرتا ہے) کو خوش کرے اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرے پس وہ شخص ہم سے بری ہے اور ہم اس سے بری ہیں۔ اس کی جزاء جہنّم کی آگ ہے"۔

(۹)

اسحاق بن عمار سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ

السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے مولاؑ! میں ایک مشہور آدمی ہوں' میرے دوست میرے پاس آتے ہیں اور مجھے دھوکا دیتے ہیں اور میں مشہور ہو چکا ہوں کہ مجھے دھوکا بہت دیا جاتا ہے۔ کیا میں ان دوستوں کو اپنے پاس آنے سے روک سکتا ہوں؟ لیکن میں ڈرتا بھی ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے اسحاق! اپنے دوستوں کو اپنے پاس آنے سے مت روکو کیونکہ یہ کام کبھی بھی تیرے لیے باعثِ برکت ثابت نہیں ہوگا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دوبارہ کوشش کی کہ حضرت مجھے اس کی اجازت دے دیں لیکن آپؑ نے اصلاً اس کی اجازت نہ دی۔

(۱۰)

عمر بن یزید روایت بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے میں نے سنا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''ہر چیز کے لیے کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جس سے اس کو انس و راحت محسوس ہوتی ہے۔ تحقیق مومن اپنے مومن بھائی سے راحت و خوشی محسوس کرتا ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے جیسے دوسرے پرندے سے مل کر راحت و خوشی محسوس کرتا ہے''۔

(۱۱)

حماد بن عثمان نے روایت بیان کی ہے' وہ کہتا ہے میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ جب ہمارے دوستوں میں سے ایک مرد آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: فلاں آدمی آپ کی شکایت کر رہا تھا۔ اس نے کہا: مولاؑ! اس کی شکایت یہ تھی کہ میں نے اس سے اپنا

حق حاصل کیا ہے تو مولاؑ نے فرمایا: گویا تم گمان کرتے ہو جب تو نے اس سے اپنا حق حاصل کیا تھا اس وقت اس سے کوئی برا سلوک نہیں کیا۔ جو کچھ خدا نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا اس کے بارے میں جانتے ہو: یَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ''وہ بُرے حساب سے ڈرتے ہیں''۔ کیا وہ لوگ ڈرتے ہیں کہ خدا ان پر ظلم کرے گا؟ نہیں' وہ اس کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتے بلکہ وہ ڈرتے ہیں کہ خدا بھی اپنا حق طلب کرے گا۔ اس وجہ سے اور اس کو خدا نے بُرے حساب کا نام دیا ہے۔ ہاں اگر کوئی اپنے مومن بھائی سے اپنا پورا کامل حق حاصل کرتا (اس کو کوئی تخفیف نہیں دیتا یعنی رعایت نہیں کرتا) تو اس نے اس کے ساتھ بُرا حساب کیا ہے۔

(۱۲)

ابوبصیر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''لوگوں کو دھوکا نہ دو ورنہ تیرا کوئی دوست نہیں رہے گا''۔

(۱۳)

سیف بن عمیرہ نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''مومن دوسرے مومن بھائی کو فریب دھوکا نہیں دے گا' اس پر ظلم نہیں کرے گا۔ اس کے ساتھ خیانت نہیں کرے گا۔ اس کو ذلیل و رسوا نہیں کرے گا۔ اس کے ساتھ جھوٹ نہیں بولے گا' اس کی غیبت نہیں کرے گا۔ اسے اُف تک نہیں کہے گا۔ اگر اس نے اپنے مومن بھائی کو اُف کہہ دیا تو ان کے درمیان دوستی ختم ہو جائے گی اور اگر وہ مومن بھائی پر تہمت لگائے گا تو اس کے دل سے ایمان ختم ہو جائے گا جیسا کہ پانی میں نمک حل ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی دو مومن بندوں کو سیر کر کے کھانا کھلائے گا تو

ایک بندہ (غلام) کے آزاد کرنے سے افضل ہے"۔

۱۵

راوی بیان کرتا ہے ہمارے ایک دوست نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: "ہمارے بعض بھائی بادشاہِ وقت کے کردار اور عمل کو پسند کرتے ہیں۔ آیا ان کے بارے میں دعا کرنا جائز ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: کیا ان سے تم لوگوں کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ان لوگوں سے دُوری اختیار کرو کیونکہ خدا بھی ان سے دُور ہے"۔

۱۶

علی بن زید نے ابوالحسن امام عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: "بادشاہانِ کے ساتھ عمل کرنے کے جرم کا کفارہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے کام وحوائج پورا کرو"۔

۱۷

مفضل بن عمر نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے' آپؑ نے فرمایا: "دتحقیق ہم نے تمہارے اموال میں خمس کو واجب قرار دیا ہے اور اس خمس کا مصرف مومن بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا قرار دیا ہے"۔

۱۸

احمد بن جعفر دھقان سے روایت ہے' وہ بیان کرتا ہے ایک شخص نے حضرت

ابوالحسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: ابودلف چار ہزار ایک گاؤں کا مالک کیسے بن گیا؟ آپؑ نے اس کے بارے میں فرمایا: وہ ہر روز ایک فرد کو اپنا مہمان بناتا تھا اور اس کو کھانا کھلاتا تھا اور ایک برتن میں ہر روز ایک کھجور کی گٹھلی ڈال دیتا تھا۔ اس برتن میں چار ہزار ایک کھجور کی گٹھیاں ہوگئی تھیں۔ پس اللہ نے ہر کھجور کے عوض ایک گاؤں عطا فرمایا تھا۔

۱۹

فضل بن سنان نے حضرت ابوعبداللہ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے اسحاق! کیا تو اپنے بھائیوں کو اپنے گھر لے کر جاتا کہ وہ تیرے کھانے اور پانی سے استفادہ کریں یا تیرے فرشوں پر چل پھر سکیں۔ اس نے عرض کیا: ہاں! کیوں نہیں۔ میں اپنے بھائیوں کو اپنے گھر دعوت دیتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: جب وہ مومن بھائی تیرے گھر سے کھانا کھانے کے بعد تیرے گھر سے جاتے ہیں تو ان کا تیرے اُوپر احسان و فضل ہوتا ہے۔ اسحاق نے آپؑ کی خدمت میں عرض کی: مولاؑ! وہ میرے گھر سے کھانا کھاتے ہیں، پانی پیتے ہیں اور میرے بستر اور فرشوں سے استفادہ کرتے ہیں اور جب وہ میرے گھر سے نکلتے ہیں تو پھر بھی ان کا میرے اُوپر احسان و فضل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وہ تیرے گھر سے اپنا رزق کھاتے ہیں اور تجھے اور تیرے خاندان کو گناہوں سے پاک کر کے جاتے ہیں۔

۲۰

ابوعبیدہ الحذاء نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: "ایک مومن کا دوسرے مومن پر حق ہے کہ وہ اس کو نصیحت کرے"۔

﴾۲۱﴿

ابراہیم بن عثمان نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے آپؑ نے فرمایا: ''جب کوئی مومن اپنے دوسرے مومن بھائی کے ساتھ کسی کام میں جائے اور اس کو اچھی نصیحت نہ کرے تو اس نے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیانت کی ہے۔

﴾۲۲﴿

یونس بن طبیان ے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جب کسی مرد میں یہ دونوں نہ پائی جاتی ہوں تو اس مرد سے دُور رہو: ۱- نماز کی پابندی ۲- اپنے بھائیوں کے ساتھ برابری کرنا۔ یہ دونوں خدا کی طرف سے واجب ہیں''۔

﴾۲۳﴿

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: ''جب تم اپنے بھائی سے بخل کو دیکھتے ہو تو اس کو پوشیدہ رکھو (یعنی اس کا اس پر اظہار نہ کرو)''۔

﴾۲۴﴿

ابوحمزہ ثمالی نے حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب کوئی مومن دوسرے مومن سے اُف کہہ دیتا ہے وہ دوستی سے خارج ہو جاتا ہے اور جب وہ اپنے مومن بھائی سے یہ کہہ دے کہ میں تیرا دشمن ہوں

پس ان دونوں میں سے ایک کافر ہوجائے گا۔ (یعنی جس نے کیا ہے وہ کافر ہوجائے کیونکہ وہ عمل جو کسی مومن کی توہین کی خاطر کیا جائے' اس کو خدا قبول نہیں کرتا۔ نیز مومن کی نصیحت کہ جس سے دل میں مومن کی برائی کی خواہش کرے اس کو بھی خدا قبول نہیں کرتا۔ اگر لوگوں سے پردہ اُٹھالیا جائے تو لوگ دیکھیں گے کہ ایک مومن اور خدا کے درمیان کیا رابطہ ہے۔ پس مومنین کے لیے اپنی گردنوں کو جھکا کر رکھو اور ان کے امور میں نرمی کا برتاؤ کرو اور ان کی اطاعت کے معاملہ میں بھی نرمی کرو"۔

۲۵

ابوخدیجہ نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "کوئی دو مسلمان بھائی نہیں مگر یہ کہ اللہ نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ قرار دیا ہے۔ اگر ان میں سے ایک دوسرے کے بارے میں بے ہودہ بات کرے گا تو خداوند کریم اس کے پردہ کو چاک کردے گا اور اگر ان میں سے ایک دوسرے سے برأت کا اعلان کرے گا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہوجائے گا یعنی جو ان میں سے سخت ہوگا"۔

۲۶

محمد بن سلیمان نے اسحاق بن عمار سے روایت بیان کی ہے' وہ کہتا ہے:

"جب میرا مال اور دولت زیادہ ہوگئی تو میں نے اپنے دروازے پر دربان (پہرے دار) مقرر کردیا تاکہ شیعہ فقراء کو اندر آنے سے روکا جاسکے۔ اسی سال میں حج کی خاطر مکہ گیا۔ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپؑ کو سلام کیا تو آپؑ نے غصّے والے چہرے کے ساتھ میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں مجھ سے کون سی غلطی ہوئی ہے جس

کی وجہ سے مجھ سے آپؑ نے اس طرح کا اظہار فرمایا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جس کا تم نے مومنین کے ساتھ اظہار کیا ہے۔
میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ خدا کے دین پر ہیں لیکن میں اپنی شہرت سے ڈرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اے اسحاق! کیا تو جانتا ہے جب دو مومن آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ ان پر سو رحمت نازل کرتا ہے۔ ان میں سے ننانوے (۹۹) اس مومن کے لیے جس کی دوستی دوسرے کی نسبت زیادہ ہو اور جب وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے ملتے ہیں تو رحمتِ خدا ان کو اپنے اندر چھپا لیتی ہے"۔

۲۷

ابراہیم ثمالی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "جو مومن کسی دوسرے مومن بھائی کو رسوا اور ذلیل کرے حالانکہ وہ اس کی مدد کرنے پر قدرت و طاقت رکھتا ہو تو خدا اس کو دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا اور اگر وہ اس کی مدد کرے تو یہ ایک ماہ کے روزے رکھنے اور مسجد نبویؐ میں اعتکاف کرنے سے افضل ہے"۔

۲۸

نیز آپؑ نے فرمایا: "مومن وہ ہے جس کا بھائی اگر بھوکا ہے تو وہ سیر ہو کر کھانا نہ کھائے اور اگر اس کا بھائی پیاسا ہے تو وہ سیراب نہ ہو اور جب تک اس کا بھائی بغیر لباس کے ہے وہ لباس زیب تن نہ کرے۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر بہت زیادہ حق ہے"۔

(۲۹)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور اس کے لیے وہ چیز ناپسند کرو جس کو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ جب وہ تم سے دُور ہو جائے تو اس کو تلاش کرو۔ اور جب تم ضرورت محسوس کرو تو اس سے سوال کرو۔ اور جب وہ تجھ سے سوال کرے گا اس کو عطا کرو۔ اس کے ساتھ نیکی کرنے میں سستی نہ کرو تاکہ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں سستی نہ کرے۔ تم اس کے لیے پشت پناہ بن جاؤ کیونکہ وہ تمہارے لیے پشت پناہ ہے اور جب وہ تمہارے پاس موجود نہ ہو تو اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرو اور جب وہ موجود ہو تو اس کی زیارت کرو، اس کا اکرام کرو۔ اس کو محترم قرار دو کیونکہ وہ تم سے ہے اور تم اُس سے ہو۔ اگر اس کو خیر و خوبی ملے تو اللہ کی حمد کرو اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو چکا ہو تو اس کا بازو بن جاؤ (یعنی اس کی مدد کرو) تاکہ اس کی سختی آسانی میں تبدیل ہو جائے اور اس کی مدد کرو۔ اور جب کوئی شخص اپنے بھائی سے اُف کہہ دے گا تو ان کے درمیان جو دوستی اور ولایت ہے اللہ اس کو ختم کر دے گا اور اگر وہ اس کی توہین کرے گا تو اللہ اس کے دل سے ایمان کو اس طرح ختم کر دے گا جس طرح پانی نمک کو حل کر کے ختم کر دیتا ہے''۔

(۳۰)

زرارہ نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: تحقیق سب سے اہم چیز جو بندے کو کفر کے زیادہ قریب کر دیتی ہے یہ ہے کہ انسان کسی سے خدا کی خوشنودی اور دین کی خاطر دوستی کرے اور پھر اس کی

لغزشوں اور کوتاہیوں کو فراموش نہ کرے بلکہ ان کو محفوظ رکھے اور اس کی لغزشوں کو شمار کرتا رہے تا کہ کسی دن ان کے ذریعے اس کی ملامت کا سامان کرے اور اس کو رسوا کر سکے۔

(۳۱)

ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''کوئی دو مومن بھائی ایسے نہیں مگر ان دونوں کے درمیان اللہ کی طرف سے ایک پردہ قرار دیا گیا ہے۔ پس جب کوئی دوسرے کے بارے میں بیہودہ بات کرے گا تو خدا اس پردے کو چاک کر دے گا اور اگر وہ دوسرے سے کہتا ہے کہ تو نے میرا لباس پہن لیا ہے تو ان میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اور ایک نے دوسرے پر تہمت لگائی تو اس کے دل سے ایمان اس طرح ختم ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہو کر ختم ہو جاتا ہے''۔

(۳۲)

فضل بن سنان نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے آپؑ نے فرمایا: ''تم اپنے دل کی طرف دیکھو پس اگر وہ تیرے ساتھی کا انکار کرتا ہے پس دونوں میں سے کسی ایک کے دل کے اندر ضرور کوئی چیز پیدا ہوتی ہے''۔

(۳۳)

حذیفہ بن منصور نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے آپؑ نے فرمایا: ''مومن بھائی کے معاملہ میں مداخلت مت کرو خواہ وہ تمہارے لیے اس کے نفع کی نسبت زیادہ نقصان دہ ہو''۔

ابن سنان نے کہا ہے اس سے مراد یہ ہے اگر کسی شخص پر قرضہ زیادہ ہو اور تیرے پاس مال تھوڑا ہو تو اس کی طرف سے مال ادا کرو۔ تیرا مال چلا جائے گا خواہ اس کا قرض ادا نہ ہو۔

۳۴

کلیب بن معاویہ نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''مومن کے لیے سزاوار ہے کہ وہ اپنے بھائی کو وحشت یا اس سے بھی کم سے دوچار نہ کرے کیونکہ مومن دین میں عزیز ہے''۔

۳۵

خالد بن نجیح نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''تم اپنے اور اپنے مومن بھائی کے درمیان سے حشمت (بزرگی) کو ختم نہ کرو۔ کیونکہ اگر حشمت ختم ہو جائے تو حیاء ختم ہو جاتی ہے اور اگر حشمت باقی رہے تو مروت باقی رہے گی''۔

۳۶

حسن بن عبداللہ نے عبدصالح حضرت امام کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: اپنے مومن بھائی کے حق کو جو تمہارے اور اس کے درمیان اعتماد ہے' ضائع مت کرو (یعنی کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہ لگاؤ) کیونکہ جس کے حق کو تو نے ضائع کر دیا وہ تیرا بھائی نہیں ہوگا کیونکہ تیرا بھائی تیرے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں تیری نسبت زیادہ قوی نہیں ہو سکتا۔

۳۷

حریز نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب بھی تمہارے اُوپر زندگی میں کوئی سختی آ جائے' اپنے بھائی کو اس کے بارے میں آ گاہ کرو۔ پس اپنے آپ کو خود ضرر میں مبتلا نہ کرو''۔

۳۸

ابوعمارہ بن طیارہ نے روایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس مال کے بارے میں سوال نہیں کرے گا جو انہوں نے دوسروں کی حاجت کو پورا کرنے کی خاطر قرض کے طور پر دیا ہے کیونکہ جو حق اللہ کا ہے وہ اللہ نے اپنے ولی و دوست کے لیے قرار دیا ہے اور اللہ نے مومنین میں سے بعض کو دوسرے بعض کے لیے سلامتی اور بلندیٔ مقام کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ پس جو ان سے وفا کرے گا تو خدا بھی ان سے وفا کرے گا اور شکر کرنے والے کے لیے اس سے بھی زیادہ ہے''۔

۳۹

محمد بن زیاد سجاد نے روایت بیان کی ہے کہ مجھ سے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: تم اہلِ کوفہ میں سے کس کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا: میں بشیر نبال اور شجرہ کو جانتا ہوں۔ پس آپؑ نے فرمایا: وہ مومنین کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں؟ کیونکہ مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو مسلمانوں کی مدد کرے اور ان کو فائدہ پہنچائے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: خرچے کے لیے تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض

کیا: میرے پاس دوسو درہم ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: وہ مجھے دو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ پس میں نے آپؑ کے سامنے پیش کر دیے۔ آپؑ نے ان میں اضافہ کر کے تین سو درہم اور دو دینار کر دیے۔

(۴۰)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی قوم (گروہ) کے تین مومن بندے ہوں اور ان میں سے ایک خدا سے مناجات کرتا ہو اور باقی دونوں خدا کی بارگاہ میں مناجات نہ کرتے ہوں تو یہ ان کا وہ عمل ہے جو ان کو محزون کرتا ہے اور اذیت دیتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کی تمام چیزیں حرام ہیں یعنی اس کی عزت، مال اور خون سب کچھ حرام ہے''۔

(۴۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے آئینہ ہونا چاہیے اور اس کو اذیت سے دُور رکھے''۔

ooo

آٹھویں فصل

مومن کو اذیت دینے اور اس کی لغزشوں کو تلاش کرنے کی مذمت کے بارے میں

(۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو میرے دوستوں کو روکتے تھے۔ پس ایک قوم (جماعت) کھڑی ہوجائے گی جن کے چہروں پر گوشت نہیں ہوگا۔ پس وہ منادی کہے گا: یہ وہ لوگ ہیں جو مومنین کو اذیت دیتے تھے اور ان کو زحمت میں ڈالتے تھے اور ان سے دشمنی کرتے تھے اور دین میں ان کے ساتھ جھوٹ بولتے تھے پھر ان لوگوں کو جہنّم میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔

(۲)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے حضرت رسولِ خدا سے روایت بیان کی ہے آپؐ نے فرمایا: ''مومنین کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو تلاش مت کرو کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کی لغزشوں کو تلاش کرے گا خدا بھی اس کی لغزش کو ضرور تلاش کرے گا۔ اور جس شخص کی لغزشیں اللہ تلاش کرے گا اس کو ضرور رسوا کرے گا خواہ اس نے اپنے گھر میں

ہی کوتاہی کی ہو"۔

۳

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص اپنے مومن بھائی کی برائی پر پردہ ڈالے گا خدا بھی اس کی برائیوں پر پردہ ڈال دے گا"۔

۴

نیز آپؑ نے فرمایا: "جو کوئی اپنے مومن بھائی کے گناہ کی وجہ سے توہین کی خاطر سرزنش کرے گا تو مرنے سے پہلے اس گناہ کا ضرور مرتکب ہوگا"۔

۵

جناب رسولِ خدا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ویل (وائے) ہو اس بندے کے لیے جو میرے دوست کی توہین کرے اور جو میرے دوست کی توہین کرے گا پس وہ میرے ساتھ جنگ کر رہا ہے اور جو میرے ساتھ جنگ کر رہا ہے وہ یہ گمان کرتا ہے کہ شاید مجھ سے جیت جائے گا یا مجھے عاجز کردے گا حالانکہ میں اپنے دوستوں کے خون کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں میں لوں گا۔

○○○

نویں فصل

دین کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں مولائے کائنات امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''رسولِ خداؐ نے مجھے تبلیغ کی خاطر یمن کی طرف بھیجا، پس آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! ان میں سے کسی کو بھی قتل نہ کرنا مگر پہلے اس کو اللہ کی طرف دعوت دینا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری وجہ سے کسی ایک کو بھی ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لیے ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع کرتا اور غروب کرتا ہے (یعنی پوری دنیا سے بہتر ہے)''۔

(۲)

حضرت ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق بندۂ مومن جب کوئی بات کرے اور وہ دوسرے شخص کے دل میں اُتر جائے اور وہ مومن ہو جائے تو اللہ ان سب کو بخش دے گا''۔

(۳)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَوَقٰهُ

اللّٰـهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَـرُوْا (اللہ تعالیٰ نے اس مردِ مومن کو ان لوگوں کی چالوں کے نقصانات سے بچالیا۔سورہ مومن) کے بارے میں فرمایا: ''اگرچہ انہوں نے اس کی کشادگی دی تھی اور اس کو قتل کیا تھا لیکن وہ کیا چیز تھی جو وہ کرنا چاہتے تھے اور اللہ نے اس کو بچایا؟ اللہ نے اس کے دین میں جو فتنہ وفساد کرنا چاہتے تھے اس سے اس شخص کو بچالیا تھا''۔

۴

ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''دین کی سلامتی اور تندرستی دنیا کے مال سے بہتر ہے۔ مال دنیا کی زینتوں میں سے ایک اچھی زینت ہے''۔

۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ کے سامنے ایک راہب کا قول ذکر کیا گیا جس نے کہا ہے کہ بالوں سے بنا ہوا لباس اہلِ مصیبت کا لباس ہے تو اس کے جواب میں آپؑ نے ارشاد فرمایا: دین کی مصیبت سے بڑھ کر کون سی مصیبت ہوسکتی ہے''۔

۶

عمر بن مفضل نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے عمر! آپ بہت زیادہ دیر اپنے اہل وعیال سے دُور رہے کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: تم کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں اہواز و

فارس کی طرف گیا ہوا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کیا: دنیا کی طلب اور تجارت اور رزق کی تلاش کے لیے گیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: توجہ کرو۔ جب تم دنیا کی چیز کو پالو اور پھر وہ تم سے گم ہوجائے (تو اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی؟) پس اس ذات کو بھی یاد رکھو جس نے تمہیں اپنے دین کے ساتھ خاص کیا ہے۔ تمہارے اُوپر انسانؑ منت کرتے ہوئے تمہیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو غیر کو نہیں دیا گیا۔ پس اس چیز کی وجہ سے دنیا کی فوت شدہ چیز سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔

(۷)

مولا امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے انسان کامل مسلمان بن جاتا ہے۔ دین میں غور وفکر، اخراجات میں تنظیم و تقدیر، مشکلات پر صبر''۔

(۸)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جنابِ رسولِؐ خدا نے ارشاد فرمایا: ''اہلِ دین کے ساتھ بیٹھنا دین و دنیا کا شرف ہے''۔

(۹)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے''۔

۱۰

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق شیطان احادیث کو چوری کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے دوستوں میں سے ایک گروہ جسے خلاس کہتے ہیں' کو اس نے معین کر رکھا ہے تا کہ وہ احادیث کو فراموش کروائے۔ پس جب تم کسی حدیث کو بیان کرنے کا ارادہ کرو اور وہ بھول جائے تو اس وقت خداوند متعال کو یاد کرو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو اور خلاس پر لعنت کرو تو ان شاء اللہ وہ حدیث یاد آ جائے گی۔ اور اگر وہ یاد نہ آئے تو ذکرِ خدا اور نبی پر صلوٰۃ اس کا عوض بن جائے گا۔

○○○

243

باب سوم

نیک اعمال، اشرف خصال اور اُن کے مشابہات

اس باب میں چھبیس (۲۶) فصلیں ہیں

پہلی فصل

توبہ کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں روایت ہے جو حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے، آپؑ نے اللہ تعالٰی کے اس قول اِنَّـهٗ كَـانَ لِـلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (تحقیق وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے) کے بارے میں فرمایا: توبہ کرنے والوں سے مراد عبادت کرنے والے ہیں۔

(۲)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ بھی اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے اور اس کے اعضاء و جوارح کو حکم دیتا ہے جو اس نے کیا ہے اس پر پردہ ڈال دو اور جس زمین کے ٹکڑے پر اس نے گناہ کیا ہوتا ہے اس کو بھی حکم دیتا ہے۔ اس توبہ کرنے والے کے گناہ پوشیدہ کر دے اور لکھنے والے فرشتوں نے جو کچھ لکھا ہوتا ہے ان کے حافظوں سے اسے ختم کر دیتا ہے''۔

(۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد سے اور انہوں نے رسولؐ

خدا سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ سے خدا اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی گم شدہ چیز کے ملنے پر خوش ہوتا ہے''۔

(۴)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو تین خصوصیات عطا کرتا ہے اور اگر ان میں سے ایک خصوصیت بھی تمام اہلِ آسمان و زمین کو مل جائے تو ان کی نجات کے لیے کافی ہے:

۱- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ''تحقیق خدا توبہ کرنے والو اور پاک پاکیزہ رہنے والوں سے محبّت کرتا ہے''۔ پس جس شخص کو اللہ محبّت کرتا ہے پھر اس کو عذاب (ہرگز) نہیں دے گا۔

۲- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ — الی قولہ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ''وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور ان کے اردگرد ہیں''۔ آخر میں فرمایا ''یہ بہت بڑی کامیابی ہے'' یہ دوسری خصلت ہے۔

۳- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: الذین لا یدعون مع اللّٰہ الھا آخر الی قولہ و کان اللّٰہ غفورًا رحیمًا ''یعنی وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے الٰہ کو نہیں پکارتے''۔ اس کے آخر میں فرمایا: ''اور اللہ مہربان اور بخشنے والا ہے''۔

(۵)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے گا خدا اس کی توبہ کو قبول کرے

گا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: سال کی مدت زیادہ ہے اگر کوئی شخص اپنی موت سے ایک ماہ پہلے توبہ کرے گا تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک ماہ زیادہ ہے اگر کوئی شخص اپنی موت سے ایک ہفتہ پہلے توبہ کرے گا تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک ہفتہ بھی زیادہ مدت ہے۔ اگر کوئی اپنی موت سے ایک دن پہلے بھی توبہ کرے گا تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک دن کی مدت بھی زیادہ ہے اگر کوئی شخص اپنی موت کے فرشتے کو دیکھ کر بھی توبہ کرلے گا تو خدا اس کی بھی توبہ قبول کرے گا"۔

(٦)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: "جو شخص اس وقت توبہ کرے جب اس کا نفس یہاں تک پہنچ جائے (آپؑ نے حلق کی طرف اشارہ فرمایا) اللہ پھر بھی قبول کرلے گا"۔

(٧)

نیز آپؑ نے فرمایا: "بندے اور توبہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی مگر وہ جو فریب دینے والا ہے (یعنی شیطان) وہ زندگی کا فریب دے"۔

(٨)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تحقیق بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کا وہ گناہ ضرور بخش دیا جائے گا۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ ہمیشہ اس پر نادم رہے اور اس ذات سے طلب

بخشش کرتا رہے یہاں تک کہ خدا اس کو بخش دے"۔

٩

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے ارشاد فرمایا: "خدا کی قسم! خدا لوگوں سے کوئی چیز نہیں چاہتا مگر دو خصلتیں چاہتا ہے:

١- وہ اس کی نعمتوں کا اقرار کریں (یعنی وہ اقرار کریں کہ تمام نعمتیں جو ہمیں مل رہی ہیں وہ اس کی طرف سے ہیں اور اس کی ملکیت ہیں) پس اگر وہ اس کا اقرار کریں گے تو وہ ان کی نعمتوں میں ان کے لیے اضافہ فرمائے گا۔

٢- یہ لوگ اقرار کریں کہ انہوں نے گناہ کیے ہیں (یعنی خود کیے ہیں نا کہ اللہ نے کروائے ہیں) اور اگر یہ لوگ اس کا اقرار کرلیں تو خدا متعال ان کے تمام گناہ معاف کردے گا۔

١٠

نیز آپؑ نے فرمایا: "گناہ سے نجات حاصل نہیں ہوسکتی جب تک اس کا اقرار نہ کیا جائے"۔

١١

نیز آپؑ نے فرمایا: "توبہ کے لیے کیے ہوئے گناہ پر ندامت ہونا کافی ہے"۔

١٢

کتاب روضۃ الواعظین میں روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تحقیق میں معبودِ حقیقی ہوں اور کوئی معبود نہیں سوائے میرے' ان بادشاہوں کو میں نے خلق کیا ہے اور ان کے دل بھی میرے قابو میں ہیں۔ پس جو قوم میری اطاعت کرتی ہے میں ان کے بادشاہ کے دل کو ان کے لیے نرم اور مہربان کر دیتا ہوں اور جو قوم میری نافرمانی کرتی ہے ان کے بادشاہ کا دل ان پر سخت اور ظالم قرار دیتا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ اے لوگو! اپنے ان بادشاہوں کو گالیاں دینے میں مشغول نہ کرو بلکہ میری بارگاہ میں توبہ کرو میں ان کے دلوں کو تمہارے لیے نرم اور مہربان کر دوں گا''۔

(۱۳)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک نوجوان توبہ کرنے والے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے''۔

(۱۴)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو اور جو گناہ پر قائم رہے اور ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتا رہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو اللہ سے مذاق کرتا ہے''۔

(۱۵)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''جب کوئی مومن بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سات گھنٹے کی مہلت دیتا ہے۔ پس اگر وہ اس دوران توبہ کر لے تو اس کے لیے کوئی چیز نہیں لکھی جاتی ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گناہ ثبت

کردیتا ہے"۔

(۱۶)

نیز آپؑ نے فرمایا: "جو شخص زیادہ استغفار کرتا رہتا ہے اس کا نامۂ اعمال روشن اور چمکتا ہوئے آسمان کی طرف پرواز کرتا ہے"۔

(۱۷)

نیز آپؑ نے فرمایا: گناہِ صغیرہ پر اصرار کیا جائے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی کوئی کبیرہ گناہ استغفار کے ساتھ کبیرہ نہیں رہتا بلکہ بخش دیا جاتا ہے"۔

(۱۸)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب کوئی بندہ ایسا کام کرتا ہے جس کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ پہلی مرتبہ کے عمل پر اللہ پردہ ڈال دیتا ہے اور جب دوسری مرتبہ انجام دیتا ہے تو پھر بھی اللہ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے اور جب تیسری مرتبہ انجام دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین پر ایک فرشتہ نازل کرتا ہے جو آدمی کی شکل میں آ کر لوگوں کو بتاتا ہے کہ فلاں بندے نے ایسے ایسے کام انجام دیا ہے"۔

(۱۹)

نیز آپؑ نے فرمایا: جب کوئی بندہ خدا کی بارگاہ میں سچّی اور پکی توبہ کرلیتا

ہے تو اللہ اس کے گناہ پر دنیا و آخرت میں پردہ ڈال دیتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا: مولاؑ! اللہ تعالیٰ کیسے پردہ ڈال دیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جن دو فرشتوں نے اس گناہ کو تحریر کیا ہوتا ہے ان کے ذہن سے محو کر دیتا ہے۔ خود اس انسان کے اعضاء و جوارح کو حکم دیتا ہے کہ اس کے کیے ہوئے گناہ کو بھول جاؤ اور اسے پوشیدہ رکھو۔ اور زمین کا ٹکڑا جس پر اس نے وہ گناہ کیا ہو اس کو بھی حکم دیتا ہے کہ وہ گناہ جو اس بندے نے تیرے اُوپر انجام دیا ہے اس کو فراموش کر دو اور اس پر پردہ ڈال دو۔ پس یہ بندہ جب خدا سے ملاقات کرے گا تو اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

نیز آپؑ سے سوال کیا گیا: مولاؑ! توبہ نصوحہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: توبہ نصوحہ یہ ہے کہ اس گناہ کو دوبارہ کبھی انجام نہ دیا جائے''۔

۲۰

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''توبہ میں تاخیر کرنا غرور ہے۔ توبہ کے بارے میں آج یا کل کرنا یہ سرگردانی و حیرت کی علامت ہے۔ اور گناہ کرنے کے بعد اللہ کے سامنے عذر کرنا (یعنی بہانہ کرنا اگر میں یہ کرتا تو فلاں ہو جاتا لہٰذا میں نے کر دیا) یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ گناہ پر اصرار کرنا اپنے آپ کو اللہ کے عذاب میں امن کے رکھنا ہے۔ اور اللہ کے مکر و حیلہ سے کوئی اپنے آپ کو امن میں قرار نہیں دیتا۔ مگر جو قوم خسارے میں ہو''۔

OOO

دوسری فصل

عبادت کے بارے میں

۱

ابوبصیر سے روایت ہے وہ لکھتا ہے: میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: مولاؑ! حقیقتِ عبادت کیا ہے جس کو انجام دیا جائے تو انسان عابد بن جائے؟ آپؑ نے فرمایا: اطاعت کرنے کی نیت اچھی ہونی چاہیے۔

۲

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے صدیق بندو! دنیا میں میری عبادت سے لذت حاصل کرو کیونکہ تم جنت میں اسی عبادت کی وجہ سے نعماتِ جنت سے لطف اٹھاؤ گے''۔

۳

نیز ابوبصیر سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے بہترین شخص ہے وہ جس کو عبادت کا زیادہ شوق ہو اور وہ عبادت کو گلے سے لگا کر رکھے اور دل سے اس کے ساتھ محبّت کرے اور اپنے جسم کے ساتھ اس کو انجام دے اور ہر وقت اپنے آپ کو عبادت کے لیے تیار رکھے۔ پس اس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس نے

آنے والی صبح تنگ دستی میں ہوگی یا خوش حالی میں ہو"۔

﴿۴﴾

حضرت ابوعبداللہ نے رسولِؐ خدا سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اللہ کے واجب کردہ فرائض پر عمل کرو تا کہ تم سب سے زیادہ متقی بن سکو"۔

﴿۵﴾

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جو تم میں سے اللہ کے واجب کردہ فرائض پر عمل کرتا ہے وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھا ہے۔ رسولِؐ خدا نے فرمایا: جو شخص اللہ کا واجب کردہ فرض ادا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک مستجاب الدعا ہے (یعنی اس کی خدا کی بارگاہ میں دعا قبول ہوگی)"۔

﴿۶﴾

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جو چیز میں نے اپنے بندے پر واجب کی ہے اس سے بڑھ کر کوئی چیز میرے بندے کو میرا محبوب نہیں بنا سکتی"۔

﴿۷﴾

نیز آپؑ نے فرمایا: "جب قیامت کا دن ہوگا لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہوگی اور جنت کے دروازے پر آئے گی اور جنت کے دروازے پر دستک دے گی۔ پس ان سے کہا جائے گا: تم کون ہو؟ پس وہ لوگ جواب دیں گے: ہم صبر کرنے والے

ہیں۔ پس ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کس چیز پر صبر کیا ہے؟ وہ جواب دیں گے: ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کیا ہے اور نافرمانیٔ خدا پر صبر کیا ہے۔ ان کے لیے آوازِ قدرت آئے گی: تم نے سچ کہا ہے' تم لوگ جنت میں داخل ہوجاؤ اور یہی قولِ خدا سے مراد ہے جس میں حکم ہے: اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ''سوائے اس کے کہ ہم صبر کرنے والوں کے اجر کو پورا کریں گے اور ان کو بغیر حساب اجر دیا جائے گا''۔

۸

نیز آپؑ نے فرمایا: ''اس شخص کی مانند عمل کرو جو دیکھ رہا ہو''۔

۹

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص ایک سال تک کوئی نیک عمل انجام دے گا اور اس کو ادامہ دے گا۔ تو پھر اگر چاہے تو اس کو ادامہ دے اور چاہے تو اس کو ترک کردے''۔

۱۰

نیز آپؑ نے فرمایا: ''اگر کسی نیک کام کو اپنے اُوپر قرار دو تو اس کو ایک سال سے پہلے ترک نہ کرو''۔

○○○

تیسری فصل

زہد اور پارسائی کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں روایت بیان ہوئی ہے کہ راوی بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''دنیا میں دین میں اخلاق کا معاون و مددگار زہد و پرہیزگاری ہے''۔

(۲)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''دنیا میں زہد و پرہیزگاری یہ ہے کہ آرزو اور خواہش چھوٹی ہو اور ہر نعمت کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے حرام کردہ امور سے پرہیز کرے۔

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے سوال کیا گیا: مولاً! زہد کیا چیز ہے؟ آپؑ نے فرمایا: زہد دس چیزیں ہیں۔ زہد کا بلند ترین درجہ پرہیزگاری کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے (حرام سے اجتناب کرنا)۔ پرہیزگاری کا اعلیٰ ترین درجہ یقین کا ادنیٰ درجہ ہے اور یقین کا اعلیٰ ترین درجہ رضا کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں زہد کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے وہ یوں ہے: لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ''جو کچھ تم سے فوت ہوجائے (یعنی تمہارے ہاتھ

سے چلا جائے) اس پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ تمہیں نصیب ہو اس پر خوشی نہ کرو۔

(۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا میں زہد و پرہیزگاری کا مطلب یہ نہیں کہ تم مال کو تباہ و برباد کردو اور حلال چیزوں کو اپنے اُوپر حرام قرار دے دو بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے' اس کی نسبت جو کچھ خدا کے پاس ہے' اس پر زیادہ بھروسہ اور اعتماد کرو''۔

(۴)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''آخرت کے ثواب کی طرف رغبت کرنے والے کی علامت یہ ہے کہ دنیا کی موجودہ زینت کی طرف میلان نہیں رکھتا ہوگا اور اس سے پرہیز کرتا ہوگا۔ جو چیز خدا نے اس دنیا میں اس کی قسمت میں دی ہے' اس کو اس زاہد کا زہد کم نہیں کرتا۔ اگرچہ وہ پرہیزگاری کرے بھی۔ اور حریص جتنا زیادہ حرص و لالچ کرے تب بھی اس کی قسمت میں اس دنیا کا جو حصّہ لکھا جاچکا ہے' وہ اس میں زیادتی نہیں کرسکتا۔ دھوکے میں وہ شخص ہے جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ ہو''۔

(۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں زہد و پرہیزگاری اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت کو قرار دے گا اور اس کی زبان بھی حکمت کے ساتھ گفتگو کرے گی۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے عیب اس کو

دکھائے گا۔ ان عیبوں کا علاج بھی اس کو دکھائے گا اور اس دنیا سے آخرت کی طرف سلامتی کے ساتھ نکال لے گا۔

(۶)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر وخوبی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دنیا میں زہد عطا کرتا ہے دین میں دانائی وعلم عطا کرتا ہے اور اس کے عیوب میں اس کو بصیرت عطا کرتا ہے۔ پس جس کو یہ چیزیں عطا ہو جائیں اسے دنیا و آخرت کی خیر وخوبی عطا ہو جاتی ہے"۔

(۷)

نیز آپؐ نے فرمایا: "دنیا میں حق طلب کرنے کا سب سے بہتر دروازہ دنیا میں زہد اختیار کرنا ہے۔ اور یہ چیز اس کے خلاف ہے جس کو دشمنِ حق نے طلب کیا ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: میں آپؐ پر فدا ہو جاؤں یہ کہاں سے اور کیسے طلب کی جاسکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دنیا میں میلان سے۔ مگر اس شخص کے لیے جو بہت زیادہ صبر کرنے والا اور کریم ہو۔ دنیا کے ایام بہت قلیل ہیں اور تم پر ایمان کی لذت حرام کردی گئی ہے مگر اس دنیا میں زہد و پرہیزگاری اختیار کرنے کے ساتھ"۔

(۸)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جس شخص نے دنیا کے لیے کوشش کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور جس نے آخرت کو

اختیار کیا اللہ اس کو اس دنیا میں بھی رزق دے گا اور آخرت میں اپنی رحمت میں شامل کر کے اس کو خوش بخت بھی قرار دے گا''۔

۹

کتاب زہد للنبی میں یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''دنیا میں زہد یہ نہیں کہ انسان اُون کے کھردرے لباس پہنے اور بغیر سالن کے خشک روٹی کھائے بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ انسان کی آرزو اور خواہش لمبی نہ ہو''۔

۱۰

حضرت ابو ایوب انصاری نے روایت بیان کی ہے کہ جناب رسولِ خدا نے علی علیہ السلام کے لیے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی زینت سے مزین کیا ہے جو اپنے بندوں میں سے کسی کو وہ زینت نہیں بخشی گئی۔ زینت میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور اس کے سب سے زیادہ قرب تک پہنچنے والی چیز دنیا میں زہد و پرہیزگاری ہے اور تحقیق اللہ نے تجھے یہ چیز عطا فرمائی ہے۔ اور دنیا کو اس طرح قرار دیا ہے کہ وہ آپ سے کوئی چیز حاصل نہ کر سکی۔ اور دنیا کا چہرہ اس نے آپ کی طرف قرار دیا تا کہ آپ اس کی شناخت کر سکیں۔

۱۱

کتاب روضۃ الواعظین میں ہے کہ راوی بیان کرتا ہے ایک شخص نے رسولِ خدا کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے کسی ایسے کام کی تعلیم دیں جس کو انجام دوں تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر مجھ سے محبّت کرنا شروع کر دے اور زمین پر

لوگ مجھ سے محبّت کریں۔ پس آپؐ نے فرمایا: جو کچھ خدا کی بارگاہ میں ہے اس کے حصول میں رغبت پیدا کرو یقیناً آسمانوں میں اللہ تجھ سے محبّت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ (زہد و پرہیزگاری اختیار کرو) لوگ تجھ سے محبّت کریں گے۔

(۱۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپ سے دنیا میں زہد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: ''دنیا میں زہد یہ ہے کہ انسان حساب کے خوف سے حلال کو ترک کردے اور عذاب کے خوف سے حرام کو ترک کردے''۔

(۱۳)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''زہد ایک ثروت ہے اور حرام سے پرہیزگاری ہے۔ اس کے لیے سب سے افضل زہد زہد کو پوشیدہ رکھنا ہے۔ زہد بدنوں کو پرانا اور اُمیدوں کو تازہ کرتا ہے۔ موت کو قریب اور امیدوں و آرزوؤں کو دُور کرتا ہے۔ جس شخص نے اس زہد کو پالیا وہ قائم ہے اور جو اس کو نہ پاسکا وہ رنج و غم میں مبتلا رہے گا۔ تقویٰ سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں۔ نیک عمل سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں۔ شبہ کے وقت اپنے آپ کو روکے رکھنے سے زیادہ کوئی پرہیزگاری نہیں اور حرام سے اجتناب سے زیادہ کوئی زہد نہیں۔ اور تمام کا تمام زہد ان دو کلموں کے درمیان ہے جن کو خدا نے فرمایا ہے:

''جو تم سے چلا جائے اس پر دل تنگ نہ کرا اور جو تمہیں مل جائے اُس پر دلشاد

(مغرور) نہ ہو جاؤ''۔ (سورہ حدید' آیت ۲۳) پس جو شخص ضائع ہونے پر پریشان نہ ہو اور ملنے والی چیز پر خوش نہ ہو تو اس نے زہد کو دونوں طرف سے پالیا ہے۔ اے لوگو! مکمل پرہیزگاری یہ ہے کہ آرزوؤں اور امیدوں کو کوتاہ کرو۔ نعمت کے ملنے پر اس کا شکر ادا کرو۔ حرام سے پرہیزگاری اختیار کرو۔ اگر یہ چیزیں تمہارے پاس نہیں ہیں تو صبر کے باوجود بھی تم حرام پر غالب نہیں ہو سکتے۔ نعمت کے وقت شکرِ خدا کو فراموش نہ کرو کیونکہ یقیناً خدا تمہارے مقابلے میں واضح اور روشن ادلہ حجت قائم کرے گا اور واضح روشن کتابیں پیش کرے گا۔

(۱۴)

جناب رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے دنیا میں پرہیزگاری عطا کی گئی ہو' پس اُس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ وہ تمہیں حکمت عطا کرے گا''۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے کہا گیا کہ مولاؑ! دنیا میں پرہیزگاری کس چیز کا نام ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی حد کو بیان کیا۔ آپؑ نے فرمایا: جو کچھ تمہارے ہاتھ سے چلا جائے اس کے بارے میں دل تنگ نہ کرو اور جو تمہیں نصیب ہو اس پر زیادہ خوش نہ ہو''۔

(۱۵)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جس شخص کے دو دن ایک جیسے گزر جائیں وہ ہے یعنی اس نے نقصان اٹھایا ہے اور جس شخص کی ہمت و خواہش فقط دنیا ہو' دنیا کے جانے سے اس کو

بہت زیادہ حسرت و افسوس ہوگا اور جس شخص کا آج گذشتہ کل کی نسبت بُرا ہو وہ (رحمتِ خدا سے) محروم ہے اور جس شخص کی دنیا سلامت ہو اور آخرت کی اس کو کوئی فکر نہ ہو وہ ہلاک ہو چکا ہے اور جو شخص اپنے نفس کی تکمیل نہیں کرتا اس پر خواہشات غالب ہیں اور جو شخص نقصان میں ہے اس کے لیے مرجانا ہی بہتر ہے۔ تحقیق دنیا رنگین اور میٹھی ہے اور اس کو چاہنے والے میں اور آخرت کے چاہنے والے میں کہ جن کے نفوس دنیا پر فخر ومباہات کرنے سے روکتے ہیں وہ دنیا کی طرف میں وارد نہیں ہوتے اور دنیا کی رنگینیاں ان کو خوش نہیں کرسکتیں اور دنیا کی بدی ان کو غمگین و افسردہ نہیں کرتی۔

اے شیخ! جو حوادثِ زمانہ سے ڈرتا ہے اس کی نیند کم ہو جاتی ہے۔ تمہاری زندگی کے شب و روز کتنی جلدی سے گزر رہے ہیں۔ اپنی زبان کو روک کر رکھو اور اپنی گفتگو کا حساب رکھو۔ اپنی کلام کو کم کرو' مگر جب حق بولو

اے شیخ! لوگوں کے لیے اس چیز کو پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ لوگوں کے لیے وہ چیز لے کر آؤ جو تم پسند کرتے ہو کہ وہ تمہارے لیے لے کر آئیں۔ اس کے بعد آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے لوگو! کیا تم اہلِ دنیا کی طرف دیکھ نہیں رہے جو مختلف حالات میں صبح و شام کرتے ہیں۔ بعض زمین پر گرے ہوئے لیٹ رہے ہیں اور بعض رفت و آمد کی حالت میں ہیں اور ایک گروہ جان کنی کی حالت میں ہے اور ایک گروہ وہ ہے جس سے کوئی اُمید نہیں ہے۔ بعض لوگ جو دنیا کو طلب کر رہے ہیں' موت ان کو تلاش کر رہی ہے وہ اس سے بے خبر ہیں۔ وہ غافل ہیں لیکن ان سے غفلت نہیں کی جائے گی اور باقی جانے والے بھی گزشتگان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی مخلوق خلق فرمائی جس کی نظروں میں دنیا اچھی

پوری وسعت کے باوجود بھی تنگ ہے۔ وہ اس دنیا اور اس کے مال میں پرہیزگاری کو اختیار کرتے ہیں۔ پس امن و سلامتی (آخرت و جنت) کے گھر کی طرف رغبت رکھتے ہیں، جس کی طرف ان کو پکارا جاتا ہے۔ معیشت کی تنگی پر صبر کرتے ہیں اور دنیا کے مکروہ پر بھی صبر کرتے ہیں اور جو خدا کے نزدیک عزت و کرامت ہے اس کو حاصل کرنے میں وہ شوق رکھتے ہیں اور خدا کی خوشنودی اور رضایت کو حاصل کرنے میں ان کے نفوس کوشش کرتے ہیں اور ان کا انجام شہادت ہوتا ہے اور وہ خدا سے اس حالت میں ملاقات کرتے ہیں کہ خدا ان سے راضی ہوتا ہے اور وہ خدا سے خوش اور راضی ہوتے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ تمام گزشتگان اور آئندہ آنے والے موت کے راستے پر چلتے ہیں، اور وہ اپنی آخرت کے لیے زادِراہ کو مہیا کرتے ہیں جو کہ سونے اور چاندی کے علاوہ ہے اور وہ اُون کے کھردرے لباس زیب تن کرتے ہیں۔ تھوڑی سی غذا پر ہی صبر کرتے ہیں اور جو زائد ہے اس کو آخرت کے لیے آگے بھیج دیتے ہیں۔ خدا کے لیے محبّت کرتے ہیں اور خدا کے لیے ہی کسی سے دشمنی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو آخرت میں روشن چراغ ہوں گے اور نعماتِ خدا کو پانے والے ہوں گے"۔

۱۶

دوسری کتابوں میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے رسولِ خدا سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "کوئی شخص ایمان کی مٹھاس کو نہیں پاسکتا جب تک کہ وہ دنیا میں کھانے پینے میں غور و فکر نہ کرے"۔

۱۷

نیز رسولِ خدا نے فرمایا: "دلوں پر ایمان کی مٹھاس حرام قرار دی گئی ہے

جب تک کہ دنیا میں پرہیزگاری اختیار نہ کی جائے"۔

(۱۸)

نیز رسولِ خدا نے فرمایا: "دنیا کا طلب کرنا آخرت کے لیے نقصان دہ ہے اور آخرت کو طلب کرنا دنیا کے لیے نقصان دہ ہے اور نقصان کے لیے زیادہ سزاوار دینا ہے۔

000

چوتھی فصل

خوف و اُمید کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''مومن اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا اور حق کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتا''۔

(۲)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''علی علیہ السلام نے فرمایا تھا:

''جس کی اُمید رکھتے ہو اس کی نسبت جس کی امید نہیں ہوتی' کے بارے میں زیادہ امید رکھو کیونکہ جنابِ موسیٰ بن عمرانؑ نکلے تھے تاکہ اپنے بچوں اور بیوی کے لیے آگ لے کر آئیں۔ پس اللہ نے ان سے گفتگو کی اور نبی بن کر واپس آئے۔ ملکہ سبا جب وہ اپنے ملک سے نکلی کافرہ تھی' پس سلیمانؑ پر اسلام لے آئی۔ فرعون کے جادوگر گھروں سے نکلے تھے تاکہ وہ فرعون کے دربار میں باعزت قرار پائیں لیکن صاحبِ ایمان بن کر واپس آئے''۔

(۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو اللہ کی معرفت حاصل کرلیتا ہے وہ اس سے ڈرتا بھی ہے اور جو اس سے ڈرتا ہے وہ اپنے نفس کو دنیا سے روکتا ہے''۔

(۴)

نیز آپؑ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ ہر چیز کے دل میں اس کا خوف پیدا کر دیتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا تو اللہ اس کو ہر چیز سے ڈراتا ہے''۔

(۵)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے اسحاق! اللہ سے اس طرح ڈرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو یہ یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ تمہیں نہیں دیکھ رہا تو تم دائرۂ اسلام سے نکل چکے ہو اور کافر ہو چکے ہو اور اگر تم جانتے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے پھر اگر تم مومنین سے اپنے گناہوں کو پوشیدہ رکھتے ہو اور اس کے سامنے انجام دیتے ہو تو گویا تم نے سب دیکھنے والوں کی نسبت اس کو حقیر قرار دیا ہے''۔

(۶)

نیز راوی کہتا ہے میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: ایک قوم جو گناہ کو انجام دیتی ہے اور پھر وہ کہتی ہے کہ ہم خدا سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں بخش دے گا

اور وہ ہمیشہ ایسے ہی رہتی ہے اور ان لوگوں کو موت آجاتی ہے۔ پس آپؑ نے فرمایا: یہی وہ قوم ہے جو اپنی آرزو کو ترجیح دیتی ہے اور وہ جھوٹ بولتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں کیونکہ جو کسی چیز کی امید رکھتا ہے وہ اس کو پانے کی کوشش کرتا ہے اور جس سے ڈرتا ہے اس سے فرار بھی کرتا ہے"۔

۷

نیز آپؑ نے فرمایا: "اللہ کے عذاب میں امن میں فقط وہ رہے گا جو اللہ سے ڈرتا ہے"۔

۸

ابوحمزہ ثمالی نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "میں اپنے گھر سے نکلا اور اس دیوار تک پہنچ گیا اور میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس کے جسم پر دو سفید رنگ کی چادریں تھیں، میری طرف (بڑھا اور) غور سے دیکھنے کے بعد کہنے لگا: اے علیؑ بن حسینؑ! کیا وجہ ہے میں آپؑ کو دنیا کے معاملہ میں پریشان و افسردہ دیکھ رہا ہوں جب کہ اللہ نے ہر نیک و بد کے لیے رزق کا وعدہ فرمایا ہے۔ میں نے کہا: میں اس دنیا کے رزق پر غم زدہ نہیں ہوں اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ تم نے کہا ہے۔ اس شخص نے پھر کہا: آخرت کے بارے میں پریشان ہو تو اس کے بارے میں بھی اس کا وعدہ سچا ہے، اور آخرت میں عادل بادشاہ حاکم ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ میں نے کہا: میں اس پر بھی غم زدہ نہیں ہوں کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ تم نے کہا ہے۔ پھر اس شخص نے کہا: تو پھر آپؑ کو کس چیز نے غم زدہ کر رکھا ہے؟ میں نے کہا: مجھے ابن زبیر کے

حالات و واقعات نے پریشان کر رکھا ہے اور جو لوگ اس کے بارے میں انجام دیں گے اس سے پریشان ہوں۔ پس وہ شخص مسکرایا اور کہنے لگا: اے علیؑ بن حسینؑ! کیا تم نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو خدا سے ڈرتا ہو اور خدا اس کو نجات نہ دے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: کیا آپؑ نے ایسے شخص کو دیکھا جو خدا پر توکل اور بھروسہ رکھتا ہو اور خدا اس کے لیے کافی نہ ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: کیا آپؑ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو اللہ سے سوال کرے اور وہ عطا نہ کرتا ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں''۔

(۹)

جنابِ رسولِؐ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اللہ اپنے بندوں پر، ایک ماں، جو اپنی اولاد پر شفیق ہوتی ہے، سے بھی زیادہ شفیق اور مہربان ہے''۔

(۱۰)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ خوف و امید دونوں برابر نہ رکھتا ہو''۔

(۱۱)

کتابِ روضۃ الواعظین میں رسولِؐ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلالت (بزرگی) کی میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں ہونے دیتا (یعنی وہ میرا خوف بھی رکھتا ہو اور لوگوں سے بھی

ڈرے) اور میں ہر دو امن اکٹھے نہیں ہونے دوں گا (دنیا و آخرت دونوں کا امن) جو دنیا میں میرے بارے میں امن سے رہے گا (یعنی نہیں ڈرے گا) میں قیامت کے دن اس کو ڈراؤں گا۔ اور جو دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے گا میں اُسے قیامت کے دن امن میں رکھوں گا"۔

۱۲

حضرت امام صادقؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "اللہ سے امیدوار رہو لیکن وہ امیدواری تمہیں گناہ میں جری نہ بنا دے اور خدا سے ڈرو لیکن اتنا نہیں کہ تمہیں رحمتِ خدا سے مایوس کر دے"۔

۱۳

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "اے فرزندِ آدم! تو ہمیشہ خیروخوبی کو پائے گا، اگر تیرا نفس تیرے لیے واعظ ہے اور تیری کوشش اپنا محاسبہ کرنا ہے اور خوفِ خدا تیرا شعار رہے اور حزن و غم تیرا لباس ہے۔ اے فرزندِ آدم! تو نے مرنا ہے اور تجھے دوبارہ اٹھایا جائے گا اور تجھ سے سوالات کیے جائیں گے پس ان کے جوابات تیار کر"۔

۱۴

جنابِ رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کی عیادت کے لیے آئے تھے ان کا گمان یہ تھا کہ شاید آپؑ مریض ہیں حالانکہ آپؑ مریض نہ تھے بلکہ خوفِ خدا اور اس سے شرم و حیا کی وجہ سے ان کی یہ

حالت ہو چکی تھی"۔

۱۵

جنابِ رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "مومن دو خوفوں کے درمیان ہمیشہ رہتا ہے ایک وقت کا خوف ہے جو گزر چکا ہے اور اس کے بارے میں نہیں جانتا کہ خدا اس وقت میں اس کے بارے میں کیا حکم کر چکا ہے اور ایک آنے والا وقت ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس وقت میں اللہ اس کے بارے کیا حکم کرنے والا ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس سے اپنے لیے اور اس دنیا سے فقط آخرت کے لیے زادِراہ کو حاصل کرے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مرنے کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے اور اس دنیا کے گھر کے بعد فقط جنت ہے یا جہنّم ہے"۔

۱۶

حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو چار چیزوں سے خوف کھاتا ہے اور چار چیزوں کی پناہ حاصل نہیں کرتا۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو خوف کھاتا ہے وہ اللہ کے اس قول حسبنا اللہ ونعم الوکیل (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا وکیل ہے) کی پناہ حاصل نہیں کرتا۔ تحقیق میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ اس کے فوراً بعد فرماتا ہے: فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ "پس مومنین نعمت اور فضل کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور کوئی برائی اور رنج ان کے سامنے نہیں آتا ہے"۔

(آپ نے مزید فرمایا) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو غمگین رہتا ہے اور خدا

کے اس قول کی پناہ حاصل نہیں کرتا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ''کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیری ذات کے تو ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے، میں ہی ظالموں میں سے ہوں''۔ میں نے سنا ہے اس کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ○ ''ہم نے اسے غم سے نجات عطا کی اور ہم مومنین کو اسی طرح نجات دیتے ہیں''۔

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دھوکہ وفریب میں رہتا ہے (یعنی اس کو دھوکا و فریب دیا جاتا ہے) اور وہ خدا کے اس قول کی پناہ حاصل کیوں نہیں کرتا۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ''میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے تحقیق اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے''۔ میں نے سنا ہے اس کے فوراً بعد اللہ فرماتا ہے: فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا ''پس خدا نے اس کو فرعونیوں کے مکروشر سے محفوظ رکھا''۔

مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو دنیا اور اس کی زینت کا خواہش مند ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی پناہ حاصل کیوں نہیں کرتا۔ ماشاء اللّٰہ لا قوۃ الا باللّٰہ۔ پس میں نے سنا ہے اس کے فوراً بعد خداوند متعال فرماتا ہے: اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ○ فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ ''اگر تو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے کم شمار کرتا ہے (یعنی مغرور نہ بن جاؤ) امید ہے خدا مجھے تیرے باغ سے بہتر جنت کا باغ عطا کرے گا''۔

۱۷

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کے لیے وصیّت کیا تھی؟ آپؑ نے فرمایا: ان کی وصیت میں بہت عجیب وغریب باتیں

تھیں اور سب سے عجیب بات یہ تھی کہ آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے فرزند! اللہ سے اس طرح ڈرو اگر ثقلین (دو جہانوں) کی نیکیاں تیرے نامۂ اعمال میں ہوں تب بھی وہ تجھے عذاب دے گا اور اس سے اس طرح امیدوار رہو کہ اگر تیرے نامۂ اعمال میں ثقلین کے گناہوں کے برابر گناہ تحریر ہوں تب بھی وہ تیرے اُوپر رحم کرے گا''۔

اس کے بعد راوی بیان کرتا ہے: حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے والد محترم نے فرمایا: ''کوئی بندہ مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کے دل میں دو نور نہ ہوں۔ ایک نور خوف اور ڈر کا' دوسرا اُمید کا کہ اگر دونوں کا وزن کیا جائے تو کوئی نور دوسرے سے زیادہ نہ ہو یعنی دونوں برابر برابر ہونے چاہئیں۔

(۱۸)

جناب رسولِ خدا نے فرمایا: ''حکمت کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے''۔

(۱۹)

ابوکاہل نے روایت بیان کی ہے کہ مجھے رسولِ خدا نے فرمایا: ''جس شخص کے دل میں خوفِ خدا ہو اس پر اللہ اپنا غضب نازل نہیں کرتا اور جہنّم کی آگ اس کی آنکھ کے ابرو کے بالوں کو بھی نہیں جلا سکے گی''۔

(۲۰)

حبیب بن حرث کہتا ہے میں جنابِ رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں وہ بندہ ہوں جو تنہائی میں گناہ کرلیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اے حبیب! خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں توبہ کرتا

ہوں پھر دوبارہ گناہ کر لیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: جب بھی گناہ کرو اسی وقت توبہ کرو۔ اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے حبیب! تیرے گناہ زیادہ ہیں یا اس کی رحمت و بخشش زیادہ ہے"۔

(۲۱)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کراماً کاتبین انسان کا نامۂ اعمال لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں جو کچھ انہوں نے تحریر کیا ہوتا ہے اسے خداوند متعال دیکھتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نامۂ اعمال کے شروع میں بھی نیک عمل کو دیکھتا ہے اور اس کے دن کے آخر میں نیک عمل کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے میرے فرشتو! گواہ رہنا ہے جو کچھ اس کے اوّل و آخر کے درمیان ہے میں نے اس کو بخش دیا ہے"۔

(۲۲)

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "حضرت داؤد علیہ السلام سے جب بھی ترکِ اولیٰ ہو جاتا وہ خدا کے خوف میں یوں ہو جاتے کہ گویا ان کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو چکے ہیں۔ پھر وہ اللہ کی رحمتِ واسعہ کو اور اپنے ترکِ اولیٰ کو یاد کرتے اور خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتے تھے (یعنی خدا ان کی توبہ کو قبول کر لیتا)"۔

(۲۳)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''کوئی شخص مشرق میں مرے یا مغرب میں، مجھے اس کا کوئی خوف نہیں کیونکہ میرے پاس قرآن کریم ہے اور اگر کوئی شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی زیادہ تلاوت کرتا ہے تو امید کی جاتی ہے کہ وہ ان لوگوں میں محشور ہوگا جن کے دلوں میں خوفِ خدا ہوتا ہے۔

○○○

پانچویں فصل

محبّت اور شوق کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں ہے کہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے ایک حدیث میں زیاد سے فرمایا: "اے زیاد! افسوس ہے تجھ پر، کیا دین محبّت کے علاوہ کوئی اور چیز ہے؟ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھا جس میں وہ فرماتا ہے: ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم (اے رسول کہہ دو اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبّت کرے پس تم میری اتباع کرو، اللہ بھی تم سے محبّت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف کردے گا)۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جو رسولِ خدا کے لیے اُترا، تو نے نہیں دیکھا جس میں ارشادِ قدرت ہے: حبب الیکم الایمان وزینہٗ فی قلوبکم (خدا نے تمہارے لیے ایمان کو پسند کیا ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کیا ہے) اور پھر فرمایا: یحبون من ھاجر الیھم (جو ان کی طرف ہجرت کرتا ہے وہ اس سے محبّت کرتے ہیں) پس دین محبّت ہے اور محبّت دین ہے"۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم یہ جان سکو کہ تمہارے اندر کوئی خیر وخوبی پائی جاتی ہے پس تم اپنے دل

کی طرف دیکھو اگر اس میں اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے محبّت اور خدا کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے نفرت پائی جاتی ہے تو تمہارے اندر خیروخوبی پائی جاتی ہے اور اللہ تم سے محبّت کرتا ہے۔ اور اگر تمہارے دل میں اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے نفرت اور خدا کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے محبت پائی جاتی ہے تو تمہارے اندر کوئی خیروخوبی نہیں اور اللہ بھی تم سے نفرت و عداوت رکھتا ہے۔ انسان جس سے محبّت کرے گا اس کے ساتھ ہوگا"۔

(۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب کوئی مومن بندہ دنیا سے اپنا منہ موڑ لے اور اپنے آپ کو دنیا سے مزین نہ کرے وہ اپنے دل میں اللہ کی محبّت کی حلاوت (مٹھاس) کو پائے گا۔ وہ دنیا والوں کے نزدیک ایسے ہے گویا وہ اپنی عقل کو زائل کر چکا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں جب کوئی قوم اللہ کی محبّت کی مٹھاس کا مزہ چکھ لیتی ہے وہ اسی کے غیر کی طرف توجہ نہیں کرتی"۔

(۴)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "ایمان کا محکم ترین گوشہ کون سا ہے؟ اصحاب نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ بعض نے عرض کیا: وہ نماز ہے۔ بعض نے کہا: وہ زکوٰۃ ہے۔ بعض نے کہا: روزہ ہے۔ بعض نے کہا: حج و عمرہ ہے، بعض نے کہا: جہاد ہے۔ پس رسولِؐ خدا نے فرمایا: جو کچھ تم لوگوں نے کہا ہے وہ سب فضیلت والی چیزیں ہیں لیکن (جو میں نے دریافت کیا) وہ ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ پہلا ایمان کا

محکم ترین گوشہ اللہ کے لیے محبّت کرنا اور اللہ کی خوشنودی کے لیے کسی سے بغض رکھنا ہے کہ انسان اللہ کے دوستوں سے محبّت کرے اور اس کے دشمنوں سے نفرت کرے اور بغض رکھے''۔

(۵)

حضرت امام باقر علیہ السلام نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی کہ آپؐ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو فقط خدا کی خوشنودی کے لیے محبّت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن سبز زبرجد کی زمین پر عرشِ خدا کے دائیں جانب اس کے سائے میں ہوں گے اور ان کے چہرے برف سے زیادہ سفید اور چمکتے ہوئے سورج سے زیادہ روشن ہوں گے، اور ان کی منزلت و مقام کو دیکھ کر ہر نبی اور فرشتہ ان پر رشک کرے گا۔ لوگ کہیں گے: یہ لوگ کون ہیں؟ تو ان کو جواب دیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی خاطر محبّت کرتے ہیں''۔

(٦)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب دو مومن بھائی آپس میں ملتے ہیں تو ان دونوں میں افضل وہ شخص ہوگا جو اپنے بھائی کے ساتھ زیادہ محبّت کرتا ہوگا''۔

(۷)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ایمان کا محکم ترین گوشہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی خاطر محبّت کرے اور اللہ کی خاطر بغض

ونفرت کرے۔ اگر کسی کو کوئی چیز دے تو وہ بھی اللہ کی خوشنودی کی خاطر اور اگر کسی کو کسی چیز سے روکے تو وہ بھی اللہ کی خاطر۔

٨

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی کام ابوذرؓ کے لیے مشکل ہوتا تو ابوذرؓ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے: اے خدا! مجھے موت کے ساتھ اپنی طرف بلا لے۔ مجھے قسم ہے تیری عزت و بزرگی کی تو جانتا ہے کہ میرا دل تیری محبّت سے سرشار ہے''۔

٩

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''نیک لوگوں کا نیک لوگوں سے محبّت کرنا نیک لوگوں کے لیے باعثِ ثواب ہے۔ بدکردار لوگوں کی نیک لوگوں سے محبّت نیک لوگوں کے لیے باعثِ فضیلت ہے اور بدلوگوں کا نیک لوگوں سے بغض و عداوت رکھنا نیک لوگوں کے لیے باعثِ زینت ہے اور نیک لوگوں کا برے لوگوں سے نفرت اور بغض رکھنا بُرے لوگوں کے لیے نابودی و ہلاکت کا باعث ہے''۔

١٠

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص کسی شخص سے اللہ کی خاطر محبّت کرے تو خدا اس کو اس کی اس دوستی پر اجر و ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ اس کا وہ محبوب اہلِ جہنّم میں سے ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی شخص سے خدا کی خاطر دشمنی کرے گا تو خدا اس کو اس دشمنی کا اجر و ثواب دے گا اگرچہ

اس کا یہ دشمن اہلِ جنت میں سے ہو''۔

(۱۱)

حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ سے ایک شخص نے عرض کیا: مولاؑ! ایک شخص دوسرے لوگوں کے سامنے مجھ سے ملا ہے اور اس کے بعد اس نے اللہ کی قسم اٹھائی کہ میں آپؑ سے محبّت کرتا ہوں اور پھر اس نے قسم اٹھائی کہ میں سچ بول رہا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: تم اپنے دل کا امتحان لو۔ اگر تمہارا دل اس سے محبّت کرتا ہے تو تم بھی قسم اٹھاؤ ورنہ نہیں''۔

(۱۲)

ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا: ''وہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ محبّت کرتا ہوں پس مجھے کیسے معلوم ہو کہ وہ واقعی مجھ سے محبّت کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اپنے دل کا امتحان لو اگر تمہارا دل اس سے محبّت کرتا ہے تو وہ بھی تمہارے سے محبّت کرتا ہوگا''۔

(۱۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص دوستی و محبّت کو غیر محل میں قرار دے گا وہ یقیناً جدائی ہو جائے گی''۔

(۱۴)

حضرت امام باقر علیہ السلاَم سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق ہم

پسند کرتے ہیں کہ ہم اپنے اہل، مال اور گوشت سے اس دنیا کی لذت اٹھائیں اور جب تک کوئی حکمِ خدا نازل نہ ہو ہم اسے پکاریں۔ لیکن جب حکمِ خدا نازل ہو جاتا ہے تو پھر ہم صرف اور صرف اس چیز کو پسند کرتے ہیں جس کا خدا کی طرف سے حکم نازل ہو چکا ہوتا ہے"۔

(۱۵)

کتاب روضۃ الواعظین میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

- پہلا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اس کی طرف سے ملنے والے ثواب میں رغبت کی وجہ سے اس کی عبادت کرتے ہیں، پس یہ حریصوں اور لالچی لوگوں کی عبادت ہے اور یہ طمع و لالچ ہے۔
- دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اس کی جہنّم کی آگ کے خوف سے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ غلاموں کی سی عبادت ہے اور یہ خوف اور ڈر ہے۔
- تیسرا طبقہ وہ ہے جو اس کی محبّت کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں۔ پس میں اس کی محبّت کی وجہ سے اس کی عبادت کرتا ہوں۔ یہ کریم لوگوں کی عبادت ہے یہ امن و امان ہے کیونکہ ان کے بارے میں اللہ خود ارشاد فرماتا ہے:

وھم من فزع یومئذ اٰمنون "یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن خوف اور ڈر سے امن میں ہوں گے"۔ اور خداوند متعال کے اس قول کی وجہ سے ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم "اگر تم خدا سے محبّت کا دعویٰ کرتے ہو پس تم میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبّت کرے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا"۔

پس جو شخص اللہ سے محبّت کرے گا اللہ اس سے محبّت کرے گا۔ پس وہ ان لوگوں میں سے ہوجائے گا جو اس دن کے ہر قسم کے خوف و ہراس سے امن میں ہوں گے"۔

(۱۶)

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا:
"جو شخص ہم (اہلِ بیتؑ) سے محبّت کرے گا وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہوگا کیونکہ اگر کوئی کسی پتھر سے بھی محبّت کرے گا تو خدا قیامت کے دن اس کو اس پتھر کے ساتھ محشور فرمائے گا"۔

(۱۷)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "ایمان کا محکم ترین گوشہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے لیے محبّت کرے، اللہ کی خاطر بغض و عداوت رکھے۔ اگر کسی کو کوئی چیز دے تو بھی اللہ کی خوشنودی کی خاطر اور اگر کسی چیز کو کسی سے روکے تو بھی اللہ کی خوشنودی کی خاطر"۔

(۱۸)

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:
"جس میں تین چیزیں پائی جائیں گی وہ ایمان کا مزا پائے گا:
۱- جو شخص خدا اور اس کے رسول کو تمام لوگوں سے زیادہ محبُوب رکھتا ہو۔
۲- وہ اس شخص سے محبّت کرتا ہو جو صرف اور صرف خدا کی خاطر ہو۔

۳- اگر اس کو خدا نے کفر سے نجات دے دی ہے تو کفر کی طرف پلٹ جانے کی نسبت آگ میں جلنے کو زیادہ ترجیح دیتا ہو۔

(۱۹)

جناب رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم لوگ جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ تم مومن نہ بن جاؤ اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک تم محبّت کرنے والے نہ بن جاؤ۔ کیا میں تمہیں اس کام کے بارے میں باخبر نہ کردوں جس کے انجام دینے سے تم محبّت کرنے والے بن جاؤ۔ پس تم آپس میں سلام کرنے کو زیادہ رائج کرو''۔

(۲۰)

نیز آپؐ نے فرمایا: جب لوگ علم کا اظہار کریں اور ان کا عمل اور کردار تباہ ہو چکا ہو وہ زبانی دوستی کا اظہار کریں اور دلوں میں نفرت وعداوت ہو اور رشتہ داروں سے قطع رحم کریں۔ پس اس وقت ان پر خدا کی لعنت ہو اور وہ اندھے اور گونگے ہو جائیں''۔

(۲۱)

نیز ایک دن آپؐ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: اے بندۂ خدا! خدا کی خاطر محبّت کرو، خدا کی خاطر بغض رکھو، خدا کی خاطر دوستی کرو، خدا کی خاطر دشمنی کرو کیونکہ اس کے علاوہ تم اللہ کی دوستی کو حاصل نہیں کرسکتے۔ اور کوئی شخص اس کے علاوہ ایمان کا مزا اور لطف حاصل نہیں کرسکے گا خواہ اس کی نمازیں اور روزے بہت زیادہ

ہی کیوں نہ ہوں۔ تحقیق' آج کل تمہارے ساتھ لوگوں کی دوستی فقط دنیا کی خاطر ہے۔ ان کی دوستی و دشمنی فقط دنیا کی خاطر ہے۔ اس دوستی سے ان کو اللہ کی بارگاہ میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد آپؐ سے ایک شخص نے عرض کیا: ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہماری دوستی خدا کے لیے ہے اور ہماری دشمنی بھی خدا کی خاطر ہے۔ پس وہ کون ہے جو اللہ کا دوست ہو اور ہم اس سے دوستی کریں اور اللہ کا دشمن کون ہے تاکہ ہم اس سے دشمنی رکھیں؟

پس آپؐ نے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے فرمایا: کیا اس کو دیکھ رہا ہے؟ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں' میں دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ اللہ کا دوست اور ولی ہے اس سے دوستی رکھو اور محبّت رکھو۔ اس کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اس کے دشمن سے دشمنی رکھو۔ اس کے دوست سے دوستی رکھو خواہ وہ تمہارے باپ یا بیٹے کا قاتل ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھو خواہ وہ تمہارا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو"۔

(۲۲)

جناب رسولِؐ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو اور اس کو عظیم و بزرگ مانتا ہو۔ پس وہ اپنے منہ کو بات کرنے سے روکے گا' وہ اپنے شکم کو غذا سے روکے گا اور وہ اپنے آپ کو روزہ اور نمازوں سے مدد کرے گا۔ اصحاب نے عرض کیا: اے رسولِؐ خدا! ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں۔ یہ اللہ کے اولیاء و دوست ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تحقیق اللہ کے دوست جب خاموش ہوتے ہیں تو ان کی خاموشی اور سکوت فکر ہوتا ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو ان کی کلام ذکرِ خدا ہوتا ہے اور جب وہ دیکھتے ہیں تو ان کی نظر عبرت کے لیے ہوتی

ہے اور جب وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتوں میں حکمت ہوتی ہے اور جب وہ چلتے ہیں تو ان کا لوگوں کے درمیان چلنا باعثِ برکت ہوتا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے ان کی موت کا وقت معین نہ ہوتا تو ان کی ارواح ان کے جسموں میں اللہ کے عذاب کے خوف اور جنت کے شوق کی خاطر ایک لمحہ بھی نہ ٹھہرتیں''۔

(۲۳)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ جب کسی بستی کے لوگوں کو دیکھتا ہے جو اس کی بہت زیادہ نافرمانی کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس بستی میں تین مومن ہوں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آواز دیتا ہے: ''اے میری نافرمانی کرنے والو! اگر یہ مومنین جو میری بزرگی اور عظمت کی خاطر دوستی کرتے ہیں' میری زمین پر اور سجدوں میں اپنی نمازوں کے سبب مجھے یاد کرتے ہیں۔ میرے خوف کی وجہ سے سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں' یہ تمہارے درمیان نہ ہوتے تو میں ضرور تم پر اپنا عذاب نازل کر دیتا اور مجھے اس کی کوئی پروا بھی نہ ہوتی۔

(۲۴)

سید ناصح الدین ابوالبرکات کی کتاب میں روایت ذکر ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰؑ! کیا کوئی کام تو نے میری خاطر انجام دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ جواب میں عرض کیا: ہائے میرے اللہ! میں نے تیری خاطر نماز ادا کی' میں نے روزہ رکھا۔ میں نے صدقہ دیا۔ ... میرا بہت زیادہ ذکر کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ وتبارک نے فرمایا: اے موسیٰؑ! تیری نمازیں تیرے لیے برہان و دلیل ہیں۔ روزے تیرے لیے جہنّم کی آگ سے بچنے کے لیے ڈھال ہیں۔ صدقہ

تیرے لیے قیامت کا سایہ ہے۔ زکوٰۃ تیرے لیے قیامت کے اندھیرے میں نور ہے اور میرا ذکر تیرے لیے محل فراہم کرے گا۔ پس میرے لیے کون سا عمل انجام دیا ہے؟

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: اے اللہ! مجھے اس عمل کے بارے میں بیان فرما جو فقط تیرے لیے ہوتا کہ میں اسے انجام دوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! کیا تو نے کسی کو فقط میری خاطر دوست بنایا اور کیا تو نے کسی کو فقط میری خاطر دشمن قرار دیا ہے۔ پس جنابِ موسیٰؑ کو معلوم ہوگیا کہ سب سے افضل عمل خدا کی خاطر محبّت کرنا اور خدا کی خاطر دشمنی رکھنا ہے۔

(۲۵)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا:

''تیرے لیے کیا نقصان وضرر ہے کہ اگر تو خدا و رسولؐ سے محبّت کرے اور خدا اور اس کا رسول تجھ سے محبّت کرے۔ پھر بھلا تیرا دشمن کون ہوسکتا ہے؟ پس اللہ کے اولیاءؑ اور دوستوں میں سے وہ نہیں ہوسکتا جو اللہ کے اولیاء اور دوستوں سے دشمنی رکھتا ہو اور اللہ کے علاوہ کسی کی دوستی تیرے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔

اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا: جس شخص کے لیے خدا انیس و مددگار ہو'اس کو کوئی وحشت و خوف نہیں ہوگا اور جس شخص کو خدا عزت عطا کرے اس کو کوئی ذلیل و خوار نہیں کرسکتا۔ اور جس کو خدا غنی کردے وہ فقیر ومحتاج نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی خدا سے انس حاصل کرے گا خدا اسے بغیر انیس کے انس عطا کرے گا۔ اور جو خدا سے عزت طلب کرتا ہے وہ بغیر جماعت اور خاندان عزیز اور عزت دار بن جاتا ہے۔ اور جو خدا سے بے نیازی و ثروت طلب کرے گا تو خدا اس کو دنیا کے مال ومتاع کے بغیر ہی غنی کردے گا''۔

چھٹی فصل

امیری اور غریبی کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''مجھ علی کو کوئی پروا نہیں ہے کہ میرا ہاتھ امیر ہو یا فقیر''۔

(۲)

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے مقامِ دعا میں فرمایا: ''اے ہمارے پروردگار! محمد و آلِ محمد کو قناعت عطا فرما اور ہمیں لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے نیاز فرما دے اور جو محمد و آلِ محمد کے دشمن ہیں ان کے مال اور اولاد کو زیادہ کر دے۔ (ظاہر یہ دعا عجیب ہے لیکن حقیقی طور پر دیکھا جائے تو قناعت اور بے نیازی لوگوں کے مال سے یہ خود بڑی دولت ہے جو انسان کو عزت و آبرو عطا کرتی ہے اور مال و اولاد کو اللہ نے خود فتنہ قرار دیا ہے اور اس کی زیادتی سے گویا فتنہ زیادہ ہوتا ہے اور اس میں کثرت سے زیادہ لوگوں کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ مترجم)

اب انا اعطینٰك الکوثر کی تفسیر زیادتیٔ نسلِ سادات کے بارے میں کیا کہیں گے۔

۳

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت بیان ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بکریاں چرا رہے تھے۔ ایک شخص آپ کے قریب سے گزرا اور کہا: آپ کی بکریاں بہت زیادہ ہوگئی ہیں ان کی خوب افزائشِ نسل ہوئی ہے۔

حضرت ابوذر نے فرمایا: اے شخص مجھے ان کی زیادتی کی مبارک نہ دو کیونکہ جتنی کم تر ہوں گی یعنی اس حد تک کہ مجھے لوگوں سے بے نیاز و غنی رکھیں وہی کافی اور بہتر ہیں' اس کثرت و زیادتی سے جو مجھے دنیا اور اس کے امور میں سرگرم کر دے''۔

۴

حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''لوگوں کے ہاتھوں میں جو مال ہے اس سے نااُمیدی اور بے نیازی کا اظہار کرو کیونکہ یہی ثروت و دولت ہے اور لوگوں سے اپنی حاجات کو کم طلب کرو کیونکہ لوگوں سے اپنی ضروریات کے بارے میں زیادہ سوال کرنا ہی فقر اور غریبی ہے''۔

۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''مومن کے لیے باعثِ شرف وعظمت راتوں کی عبادت ہے (یعنی نمازِ شب پڑھنا) اور اس کی عزت ووقار یہ ہے کہ وہ لوگوں سے بے نیاز رہے''۔

(۶)

حضرت علی بن حسین علیہا السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''پس میں نے دیکھا ہے کہ تمام کی تمام خیر اس چیز میں ہے کہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے طمع ختم کیا جائے اور جو شخص لوگوں کے ہاتھ والی چیز کا طمع نہیں رکھتا ہوگا اور اپنے تمام امور میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا اس کی ہر چیز کے لیے دعا کو قبول کرے گا''۔

(۷)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''تیرے دل میں لوگوں کی طرف احتیاج اور بے نیازی دونوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ پس تمہاری احتیاج یہ ہو کہ تم ان سے نرم لہجے میں گفتگو کرو اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ لیکن تمہاری بے نیازی یہ ہے کہ تم اپنی عزت کو یوں محفوظ رکھو کہ لوگوں کے مال میں طمع و لالچ سے محفوظ و دُور رہو''۔

(۸)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے جنابِ رسولِؐ خدا سے روایت بیان فرمائی ہے کہ آپؐ نے مولائے کائنات امیرالمومنینؑ سے فرمایا: اے علیؑ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے فقر کو اپنی مخلوق کے پاس بطورِ امانت رکھا ہے۔ پس جو شخص اس فقر کو پوشیدہ رکھے گا خداوند متعال اس کو روزہ دار اور نمازِ شب کے پڑھنے والے کے برابر اجر عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اس کو ظاہر کرے گا اس شخص کے سامنے جو اس کی حاجت کو پورا کرنے

کی قدرت اور طاقت رکھا ہو اگر وہ اس کی حاجت کو پورا نہ کرے تو اس نے اسے قتل کردیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ یہ قتل اس نے تیر و تلوار سے نہیں کیا بلکہ جس کا اس کے دل نے انکار کیا ہے اس کے ذریعے قتل کردیا''۔

۹

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اے لوگو! اگر تمہارے فقراء نہ ہوتے تو تمہارے امیر جنت میں داخل نہ ہو سکتے''۔

۱۰

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جیسے ہی کسی شخص کا ایمان زیادہ ہو جائے گا ویسے ہی وہ معیشت میں تنگ دست ہو جائے گا''۔

۱۱

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا: ''بندے کو دنیا میں سے کوئی چیز عطا نہیں کی گئی سوائے تعجب حاصل کرنے کے اور اس سے دنیا کی کوئی چیز دُور نہیں کی گئی سوائے امتحان کے''۔

۱۲

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''بتحقیق یہ درہم و دینار ان دونوں نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کردیا تھا اور یہ تم لوگوں کو بھی ہلاک کردیں گے''۔

۱۳

حضرت امام باقر علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے مومن بندے کچھ اس طرح کے ہیں کہ ان کے دین کی اصلاح بے نیازی، وسعت رزق اور بدن کی صحت کی وجہ سے برقرار رہتی ہے۔ پس میں ان کو غنی اور وسعتِ رزق اور صحتِ بدن عطا کرتا ہوں تا کہ ان کا دین صحیح و سالم رہے۔ اور کچھ میرے مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے دین کی اصلاح فاقہ کشی، رزق میں تنگی اور بیماری کی وجہ سے برقرار رہتی ہے۔ پس میں ان کو ان کے دین کے معاملہ کی اصلاح کی خاطر فاقہ، رزق کی تنگی اور بیماری میں مبتلا رکھتا ہوں تا کہ ان کا دین صحیح و سالم رہے اور میں خود بہتر جانتا ہوں کہ میرے مومن بندوں کے دینی امور کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے''۔

۱۴

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن بندے کے لیے ایک خاص درجہ ہے اور اس درجہ کو وہ مومن کسی عملِ خیر کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتا تو خداوندمتعال اس مومن کو جسم کی بیماری یا مال میں نقصان یا اولاد کی پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس اگر وہ ان پر صبر کرے تو خدا اس کو وہ درجہ عطا کر دیتا ہے''۔

۱۵

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"تحقیق اللہ تعالیٰ جب کسی مومن بندے سے محبّت کرتا ہے تو اس سے اس کا پیارا سا بیٹا واپس لے لیتا ہے (یعنی تا کہ وہ صبر کرے اور اس کو اس صبر پر اجرِ عظیم عطا فرمائے جو اسے کسی اور عمل پر نہیں مل سکتا)"۔

(۱۶)

علی بن حدید کے ذریعے ایک حدیثِ مرفوع کو ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں بنی اسرائیل سے فرمایا: "میں نے تمہارے درمیان صبح کی ہے۔ بھوک میں میری غذا وہ چیز ہے جو زمین سے جانوروں اور پرندوں کے لیے اُگتی ہے۔ میرا چراغ رات کو چاند ہوتا ہے اور میرا بستر مٹی ہے اور میرا تکیہ پتھر ہوتا ہے۔ میرا کوئی گھر نہیں کہ وہ خراب ہو اور میرا کوئی مال نہیں ہے کہ اس کو تلف کیا جا سکے۔ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے کہ وہ مر جائے۔ میری کوئی عورت نہیں ہے کہ وہ مجھے غم دے سکے اور میرے لیے کوئی بھی چیز نہیں ہے پس میں تمام اولادِ آدم میں سے سب سے زیادہ بے نیاز و غنی ہوں"۔

(۱۷)

حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تحقیق انبیاءؑ اور اولادِ انبیاءؑ اور انبیاءؑ کی اتباع کرنے والے تین خصال کے ساتھ مخصوص کیے گئے ہیں: ۱- بدنوں کی بیماری ۲- بادشاہوں کا خوف اور ۳- فقر"۔

(۱۸)

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص

کسی فقیر مسلمان سے ملاقات کرے اور اس کو ایسے طریقہ سے سلام کرے جو طریقہ امیر مسلمان کو سلام کرنے کے خلاف ہو تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ خدا اس پر غضب ناک ہوگا''۔

(۱۹)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا:
''فقر و غربت ذہین و فطین شخص کو بھی اپنی بات اور دلیل کے بیان کرنے سے روک دیتی ہے۔ تنگ دست اور غریب اپنے شہر میں بھی پردیسی ہوتا ہے۔ خوش قسمتی اس شخص کے لیے جو قیامت کو یاد رکھے اور حساب کی خاطر عمل انجام دے اور تھوڑے پر قناعت کرے۔ غنی اور دولت مند پردیس کو اپنا وطن بنالیتا ہے۔ قناعت وہ مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور فقر و غربت بہت بُری موت ہے۔ تحقیق خداوند متعال نے امیر لوگوں کے اموال میں غرباء کا رزق رکھا ہے۔ پس کوئی فقیر بھوکا نہیں رہ سکتا جب تک کہ امیر ان کو اپنے مال سے نہ روک دیں۔ امیروں کی فقراء کے ساتھ بہترین تواضع یہ ہے کہ امیر اس چیز کو طلب کریں جو خدا کے نزدیک ہے (یعنی فقراء کو عطا کریں' اللہ سے اجر و ثواب حاصل کریں)۔ اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ فقراء کی امیروں پر جو ہے وہ فقراء کا اللہ پر بھروسہ کرنا ہے''۔

(۲۰)

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:
جو شخص کسی مومن یا مومنہ عورت کو رسوا کرے یا اس کی غربت و ناداری کی وجہ سے اس کو حقیر شمار کرے' خداوند متعال قیامت کے دن اس کو ضرور رسوا و حقیر قرار دے گا''۔

۲۱

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے مقامِ دعا میں بارگاہِ خدا میں عرض کیا: ''اے میرے پروردگار! مجھے مسکین و نادار زندہ رکھ اور اسی حالت میں مجھے موت عطا فرما اور قیامت کے دن مجھے مساکین کے گروہ میں محشور فرما''۔ یہ بھی کہا گیا ہے ایک مرد آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ سے خدا کی خوشنودی کی خاطر محبّت کرتا ہوں۔ پس نبی اکرمؐ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے محبّت کرتا ہے پھر غربت وفقر کے لیے آمادہ ہو کیونکہ جو مجھ سے محبّت کرتا ہے اس کی طرف فقر بہت جلدی آتا ہے جیسا کہ سیلاب کا پانی ڈھلوان کی طرف جلدی جاتا ہے''۔

۲۲

حضرت رسولِؐ خدا سے روایت ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''ہمیشہ اپنے سے کم کی طرف نظر کرو۔ اپنے سے بلند و اُوپر والے کی طرف مت دیکھو (اپنے سے غریب کی طرف نظر کرو تا کہ اپنے سے امیر کی طرف) کیونکہ سزاوار یہ ہے کہ خدا کی نعمتوں کو رد نہ کرو''۔

۲۳

نیز آپؐ نے فرمایا: ''جب اس دنیا میں کسی بندے کو اللہ محبُوب بنا لیتا ہے اس کو بھوکا رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! وہ بھوکا کیوں رہتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: چونکہ غذا کے حاصل ہونے کے مواقع پست ہیں اور خیر بہت زیادہ ہے۔ خدا

کا دوست کوئی ایسا موقع پیدا نہیں کرسکتا جس سے وہ سیر ہو کر غذا کھائے"۔

﴿۲۴﴾

نیز آپؑ نے فرمایا: فقر دو طرح کا ہے: دنیا کا فقر' آخرت کا فقر۔ دنیا کا فقر آخرت کے غنی ہونے کا باعث ہوگا اور دنیا کا غنی آخرت کا فقیر ہوگا اور آخرت کا فقر ہی باعثِ ہلاکت ہے"۔

﴿۲۵﴾

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا: "اے میرے بیٹے! کسی شخص کو اس پرانے لباس کی وجہ سے حقیر مت شمار کرو کیونکہ تمہارا اور اس کا رب ایک ہے"۔

﴿۲۶﴾

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "گھروں میں مکڑی کا جالا باقی رکھنا فقر کا موجب ہے۔ غسل خانے میں پیشاب کرنا یہ بھی فقر کا موجب ہے۔ حالتِ جنابت میں کھانا بھی فقر کا موجب ہے۔ ناخنوں سے دانتوں میں خلال کرنا بھی باعثِ فقر ہے۔ کھڑے ہو کر کنگی کرنا' گھوڑوں کو گھر میں رکھنا' زنا کرنا' جھوٹی قسم اٹھانا' لالچ اور حرص کرنا' مغرب اور عشاء کے درمیان سونا' طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب کے درمیان سونا' جھوٹ کا عادی ہونا' غنا کا زیادہ سنانا' رات کے وقت دروازے پر آنے والے سائل کو خالی ہاتھ لوٹانا' بغیر حساب و کتاب کے خرچ کرنا' رحم کو قطع کرنا یہ وہ امور ہیں جو فقر و غربت کا موجب بنتے ہیں"۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: کیا میں تمھیں وہ امور بتاؤں جن کی وجہ سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں اے امیرالمومنینؑ! ضرور بتائیں۔ آپؑ نے فرمایا: ''دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا' نمازِ فجر کے بعد تعقیبات میں بیٹھنا' صلہ رحمی کرنا' گھر کی صفائی کرنا' اپنے مومن بھائی کے ساتھ خدا کی خوشنودی کی خاطر برابری اور احسن سلوک کرنا' سحری کے وقت طلبِ رزق کرنا' زیادہ استغفار کرنا' امانت کی حفاظت کرنا اور حق بولنا۔ مؤذن کی آواز پر لبیک کہنا' دورانِ اذان کلام نہ کرنا' حرص و لالچ کو ترک کرنا' منعم (یعنی نعمت دینے والے) کا شکریہ ادا کرنا' جھوٹی قسم سے اجتناب کرنا' کھانا کھانے سے پہلے وضو کرنا' دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھانا یہ وہ امور ہیں جن کی وجہ سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور ہر دن میں تیس مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے اللہ تعالیٰ ستر بلائیں دُور کرتا ہے۔ جن میں سب سے کم تر فقر ہے''۔

۴۷

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: غنی ہونا اور دولت مندی یہ نہیں کہ سامان و اسباب دنیا زیادہ ہو بلکہ غنی سے مراد نفس کا غنی ہونا ہے۔ یہ غنا و دولت ہے''۔

۴۸

نیز آپؐ نے فرمایا: ''ہر امیر اور غریب قیامت کے دن یہ خواہش اور آرزو کرے گا کہ کاش دنیا میں میرے پاس کھانے کی مقدار سے کچھ زیادہ نہ ہوتا''۔

۲۹

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''اے فرزندِ آدم! جب تو دیکھ رہا ہے کہ تیرا پروردگار کیسے پے در پے نعمتیں عطا کر رہا ہے تو اس سے ڈرو''۔

○○○

ساتویں فصل

قناعت کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے رسولِ خدا سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ غنی اور بے نیاز ہو، پس اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس پر زیادہ بھروسہ کرے اور دوسرے لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہو اس پر بھروسہ نہ کرے''۔

(۲)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے فرزندِ آدم! جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے اس پر خوش رہو تا کہ تم تمام لوگوں سے بے نیاز اور غنی ہو جاؤ''۔

(۳)

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ''جو خداوند کریم کی تقسیم پر قناعت کرے وہ سب سے زیادہ بے نیاز اور غنی ہوتا ہے''۔

۴

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''سب دولتوں میں سے بڑی دولت قناعت ہے''۔

۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے ایک مرد کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا: ''جو کچھ خدا نے تمہاری قسمت میں قرار دیا ہے' اس پر قناعت کرو اور جو کچھ تمہارے غیر کے پاس ہے اس کی طرف نظر نہ کرو۔ اور جو کچھ تمہاری دسترس میں نہیں اس کی آرزو نہ کرو۔ پس تحقیق جو شخص قناعت کرے گا وہ سیر ہو کر رہے گا اور جو قناعت نہیں کرے گا وہ کبھی سیر نہیں ہوسکتا اور آخرت میں سے اپنا حصّہ حاصل کرو''۔

۶

نیز آپؑ نے فرمایا: امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص اپنے آپ کی بے نیازی کی خواہش و آرزو کرے گا اور اپنے غصّے کا علاج نہ کرے گا تو وہ حسرت کی موت مرے گا''۔

۷

حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اپنے سے اُوپر والے شخص کی طرف طمع و لالچ کی نظر سے مت دیکھو۔ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو فرماتا تھا: ''اے نبیؐ! ان لوگوں کی اولاد اور مال تجھے تعجب میں نہ

ڈال دے"۔ اور فرمایا: "اے میرے رسول! جو کچھ میں نے ان (کافر و جاہل) لوگوں کو دنیا کی متاعِ حیات جو ان کو امتحان کے لیے دی ہے اس کے بارے میں آرزو اور خواہش نہ کرو"۔

اگر تیری اس زندگی میں کوئی ایسی چیز وارد ہو جائے (یعنی حالات جو پریشان کر دیتے ہیں) تو آپ کو چاہیے کہ آپ رسولِ خدا کی زندگی کو یاد کیا کریں۔ جن کی غذا جَو کی روٹی تھی، شیرینی کھجور اور کھجور کی شاخوں ہی کو بطورِ ایندھن استعمال کرتے تھے۔

۸

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جو شخص دنیا میں جو حصہ اس کو ملے اس پر راضی ہو جائے تو وہ اس دنیا میں سے کم تر پر بھی کفایت کرے گا اور جو دنیا میں سے اپنے حصے پر راضی نہیں ہوگا، دنیا کی کوئی چیز اس کو کفایت نہیں کرے گی"۔

۹

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی: اے مولاؑ! میں جو کچھ طلب کرتا ہوں وہ مجھے مل جاتا ہے لیکن میں اس پر قناعت نہیں کرتا بلکہ میرا نفس اس سے زیادہ کی خواہش کرتا ہے اور عرض کیا: جو چیز میرے لیے فائدہ مند ہو، اس کے بارے میں میرا امتحان کر لیں۔ پس حضرتؑ نے فرمایا: اگر جو چیز تیرے لیے کفایت کرے اور تو اس پر قناعت کرے گا تو پھر اس سے کم پر بھی قناعت کر سکے گا اور اگر تو وہ چیز جو تیرے لیے کفایت کرے اس پر قناعت نہیں کرے گا تو ساری دنیا بھی تجھے مل جائے تو تو قناعت نہیں کرے گا"۔

(۱۰)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے رسولِؐ خدا سے روایت کی ہے' آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص ہم سے سوال کرے کہ ہم اس کو عطا کرتے ہیں اور جو بے نیازی کو طلب کرے خدا اس کو بے نیاز کر دیتا ہے''۔

(۱۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے رسولِؐ خدا سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اس دنیا میں تغیّر وتبدل پایا جاتا ہے پس جو تیری قسمت میں تیرے فائدے کے لیے ہے وہ تیری کمزوری کے باوجود بھی تجھے ملے گا اور اس دنیا میں جو تیرے نقصان کے لیے ہے وہ تیری طاقت و ہمت کے باوجود بھی واقع ہو کر رہے گا' تو اس کو روک نہیں سکتا۔ جو شخص ضائع ہونے والی یعنی ہاتھوں سے چلی جانے والی چیز سے اپنی اُمید کو ختم کرے گا وہ خوش وخرم رہے گا اور جو شخص خدا کے عطا کردہ رزق پر قناعت کرے گا اس کی آنکھیں روشن رہیں گی یعنی خوشی اور راحت میں رہے گا''۔

(۱۲)

ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی قدر ومنزلت کو پہچان جاتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوگا۔ لوگ جو کچھ ہاتھوں سے تلف کر دیتے ہیں اس پر گریہ نہیں کرتے بلکہ ان کا گریہ فضل پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: پس کتنا بہتر ہے انسان کے لیے کہ (جو چیز ملے گی) وہ اس پر کفایت کرے''۔

۱۳

حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے رسولِؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے بھی ایسے ہی کلمات فرمائے۔ فرمایا: ''کون سی چیز انسان کے لیے کفایت کرے گی۔ پھر آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا''۔

۱۴

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''ایک شخص حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: (خدا آپ کے امور کی اصلاح فرمائے)۔ میں ان پہاڑوں میں تجارت کرتا ہوں۔ بعض اوقات میں ایسے مقام پر چلا جاتا ہوں جہاں پر برف ہوتی ہے اور وہاں نماز ادا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا: کیا تو فلاں کی طرح نہیں ہوسکتا۔ اس شخص کی طرف اشارہ فرمایا جو آپؑ کے قریب موجود تھا۔ وہ کم پر راضی ہو جاتا ہے لیکن ایسے مقامات کی طرف تجارت کے لیے نہیں جاتا' جہاں وہ نماز ادا نہ کرسکتا ہو''۔

۱۵

کتاب روضۃ الواعظین میں رسولِؐ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''قناعت ایسا مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا''۔

۱۶

نیز آپؐ نے فرمایا: ''قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا''۔

(۱۷)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد کے ذریعے رسولِ خدا سے روایت کی ہے۔ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور اس نے یوں دعا کی: ''اے میرے اللہ! مجھے اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز فرما دے''۔ پس رسولِ خدا نے اس سے فرمایا: ''ایسی دعا مت کرو بلکہ یہ دعا کرو: اے میرے خدا! مجھے اپنی بُری اور شریر مخلوق سے بے نیاز فرما دے کیونکہ مومن کبھی بھی اپنے مومن بھائی سے بے نیاز نہیں ہوتا''۔

(۱۸)

ابوعبیدہ الحذاء سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ''آپ میرے لیے دعا کریں کہ وہ میرا رزق بندوں کے ہاتھوں میں نہ قرار دے۔ پس حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح کی دعا سے منع کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض بندوں کا رزق اپنے دوسرے بندوں کے ہاتھوں میں قرار دیا ہے لیکن تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ تیرے رزق کو اپنے نیک لوگوں کے ہاتھوں میں قرار دے کیونکہ یہ سعادت ہے اور تیرا رزق بُرے لوگوں کے ہاتھوں میں قرار نہ دے کیونکہ یہ بدبختی ہے''۔

ooo

آٹھویں فصل

علم، عالم، تدریس تعلیم اور استعمالِ علم کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا:
''تحقیق جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خوبی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین میں فقیہہ قرار دیتا ہے''۔

(۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ مجھے محبوب ہے اور تمہارے دین میں سے افضل پرہیزگاری ہے''۔

(۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص تعلیم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے اور خدا کی خاطر اس کی دوسروں کو تعلیم دے ایسے شخص کو آسمان کی بلندیوں میں عظیم کے نام سے پکارا جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کیا تو نے اللہ کے لیے علم حاصل کیا اور اللہ کے لیے اس پر عمل کیا اور اللہ

کے لیے اس کی دوسروں کو تعلیم دی ہے؟ تو وہ جواب دے گا: ہاں"۔

(۴)

آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "اللہ سے صرف اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں" کے بارے میں فرمایا: "علماء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا قول ان کے عمل کے مطابق ہو اور جن کا قول اس کے عمل کے مطابق نہیں وہ عالم نہیں ہیں"۔

(۵)

نیز آپ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "ایک شخص رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! علم کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علم انصاف اور میانہ روی ہے۔ پھر اس نے عرض کیا: اس کے علاوہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علم کو اچھے انداز سے سننا۔ اس نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علم کو یاد کرنا۔ اس نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس علم پر عمل کرنا۔ اس نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس علم کو نشر کرنا ہے"۔

(۶)

حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "عالم بن جاؤ یا طالب علم بن جاؤ پھر اس بات سے کہ تم بیہود باطل میں یا اہلِ لذت میں سے ہو جاؤ (ہلاک ہو جاؤ گے)"۔

(۷)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''علم حاصل کرنے میں جلدی کرو۔ پس مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' ایک حدیث جس میں حلال و حرام کو بیان کیا گیا ہو اور اس کو صادق (علیہ السلام) سے اخذ کرنا۔ اس دنیا اور جو کچھ اس میں سونا اور چاندی پائی جاتی ہے اس سے بہتر ہے''۔

(۸)

نیز آپ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی عمل کو قبول نہیں کرتا مگر معرفت کے ساتھ اور معرفت کو قبول نہیں کرتا مگر عمل کے ساتھ۔ پس جب کسی انسان کو معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ معرفت عمل کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جو شخص عمل نہیں کرتا اس کو معرفت حاصل نہیں ہے۔ تحقیق ایمان کا بعض دوسرے بعض سے ہے''۔

(۹)

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ خدا علم حاصل کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے''۔

(۱۰)

حضرت امام ابوجعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اگر

ہمارے شیعوں میں سے کسی جوان شیعہ کو میرے پاس لایا جائے جو دن کو علم حاصل نہ کرتا ہو تو میں اس کو ضرور سزا دوں گا"۔

(۱۱)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تحقیق وہ عالم جو اپنے علم کو پوشیدہ رکھتا ہے (یعنی لوگوں کو اپنے علم سے فائدہ نہیں دیتا) وہ قیامت کے دن اس حالت میں مبعوث ہوگا کہ اس کے جسم سے بدبو آتی ہوگی۔ زمین پر ہر ایک چلنے والا حتیٰ کہ حشرات بھی اس پر لعنت کریں گے"۔

(۱۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تحقیق عالم کا حق یہ ہے کہ اس پر زیادہ سوال نہ کیے جائیں۔ اس کے لباس کو نہ پکڑا جائے۔ جب آپ کسی عالم کے پاس جائیں اور اس کے پاس لوگ بھی موجود ہوں تو سلام سب کو کیا جائے لیکن عالم کو خصوصی سلام وثنا کے ساتھ خاص قرار دو۔ ہمیشہ عالم کے سامنے بیٹھو۔ عالم کے پشتِ سر ہو کر نہ بیٹھو۔ آنکھ کے ذریعے اس کی طرف اشارہ مت کرو۔ ہاتھ کے لیے بھی اس کی طرف اشارہ نہ کرو۔ اس کی بات کے خلاف زیادہ اقوال بیان نہ کرو یوں نہ کہو کہ فلاں نے یوں کہا' فلاں نے یوں کہا وغیرہ۔ زیادہ لمبی گفتگو کے ذریعے اس عالم کو اذیت نہ دو۔ عالم ایک کھجور کے درخت کی مانند ہے اس کا انتظار کرو کہ کب کوئی چیز اس سے تمہارے لیے ساقط ہو جائے (یعنی کب کوئی چیز عالم تمہارے لیے بیان کرے)۔ عالم کا اجر اللہ کے نزدیک روزہ دار' غازی اور غازی فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ ہے اور

جب عالم مرجائے تو اسلام میں ایک ایسا رخنہ پڑجاتا ہے جس کو قیامت تک کوئی چیز پُر نہیں کرسکتی"۔

۱۳

حضرت امام صادق علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کی ہے' آپؐ نے فرمایا: "بغیر علم کے عمل کرنے والے نے جو فساد پھیلایا ہے وہ اس کی اصلاح سے زیادہ ہے"۔

۱۴

اسحاق بن عمار نے روایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کوئی شخص عالم کی محفل سے کسی شخص کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوتو اس کے بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ مکروہ مگر کسی دوسرے عالمِ دین کی خاطر یہ جائز ہے۔

۱۵

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "جب کسی عالم کی محفل میں بیٹھوتو باتیں کرنے کے بجائے سننے کوزیادہ ترجیح دو۔ تم جیسے اچھا بولنے کوسیکھ رہے ہو ویسے اچھا سننے کوبھی سیکھو اور دورانِ گفتگو کسی کی بات کومت کاٹو"۔

۱۶

بغیر بصیرت وعلم کے عمل کرنے والا اس مسافر کی مانند ہے جو بغیر راہ کے سفر

کررہا ہے۔ یہ جتنا تیز چلے گا اتنا ہی منزل سے دُور ہوتا جائے گا"۔

(۱۷)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد کے ذریعے سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "علماء سے سوال کرو، حکماء سے خطاب کرو اور فقراء سے ہم نشینی اختیار کرو"۔

(۱۸)

ابوحمزہ ثمالی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: "زمین اصلاً باقی نہیں رہ سکتی مگر یہ کہ اس میں ایک عالم جو حق کو باطل سے جدا کرسکتا ہو وہ اس میں ہونا چاہیے"۔

(۱۹)

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "حکمت کو حاصل کرو اگرچہ وہ مشرکین سے ہی کیوں نہ ملے"۔

(۲۰)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "دو چیزیں عجیب وغریب ہیں: ایک وہ حکیمانہ بات جو کسی جاہل سے صادر ہو پس اس کو قبول کرلو اور دوسری وہ جاہلانہ بات جو کسی عالم وحکیم سے ہو، اس کو معاف کردیں"۔

۲۱

کتاب روضۃ الواعظین میں روایت ہے جس میں امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''دو بندوں نے میری کمر توڑ دی ہے: ایک وہ فاسق جو خوش بیان ہو اور دوسرا وہ جاہل عابد فاسق جس نے اپنی زبان کی تیزی سے اپنے فسق و فجور پر پردہ ڈال لیا ہے اور جاہل عابد اپنی عبادت سے اپنی جہالت پر پردہ ڈال لیتا ہے۔ پس فاسق عالم اور جاہل عابد ان دونوں سے بچو' یہ دونوں فتنہ ہیں اور فتنہ برپا کرتے ہیں۔ کیونکہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے' آپؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ! میری اُمت کی نابودی منافق خوش بیان یعنی فاسق عالم کے ہاتھوں سے ہوگی''۔

۲۲

نیز آپؑ نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو کوئی خدا کی خاطر علم حاصل کرتا ہے تو جب وہ علم کا ایک باب مکمل کرتا ہے تو اپنے آپ میں محسوس کرتا ہے اور لوگوں کے لیے وہ تواضع کرتا ہے۔ اس میں اللہ کا خوف پیدا ہو جاتا ہے اور دین میں اس کی کوشش زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہ وہ بندہ ہے جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ پس اس شخص سے استفادہ کرو اور سیکھو اور جو شخص دنیا کی خاطر اور لوگوں کے سامنے ایک مقام حاصل کرنے کی خاطر اور بادشاہِ وقت کے نزدیک عزت و مقام حاصل کرنے کی خاطر علم حاصل کرتا ہے جیسے ہی یہ شخص ایک بابِ علم مکمل کرے گا تو اس کے نفس میں تکبر و غرور پیدا ہوگا۔ لوگوں پر غرور و جفا زیادہ ہوگی اور خدا کے مقابلے غرور و جفا اور دین میں فساد و نقصان زیادہ ہوتا جائے گا۔ یہ وہ عالِم ہے جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہیں کیا (پس ایسے عالم

سے اپنے آپ کو بچاؤ) اس کا یہ ہی علم قیامت کے دن اس کے خلاف حجت اور اس کی پشیمانی اور رسوائی کے لیے کافی ہو جائے گا"۔

(۲۳)

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "اے مومن! جان لو تحقیق علم اور ادب تیرے نفس کی قیمت ہے۔ ان کو حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرو۔ پس تمہارا علم اور ادب جتنا زیادہ ہوتا جائے گا اتنی ہی تمہاری قیمت و قدر زیادہ ہوتی جائے گی۔ کیونکہ یہ علم تمہارے رب کی طرف رہنمائی کرے گا اور ادب سے تو اپنے رب کی اچھی خدمت کر سکے گا اور اس مؤدب خدمت سے بندہ اس کی دوستی اور قربت کا مستحق ہوتا ہے پس نصیحت کو قبول کرو تا کہ تم عذاب سے نجات حاصل کر سکو"۔

(۲۴)

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "علم کو حاصل کرو اگر تجھے چین جانا پڑے کیونکہ علم کا حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے"۔

ایک بندہ حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ایک طرف جنازہ موجود ہے اور دوسری طرف ایک عالم کی محفل و مجلس ہے تو آپؐ کے نزدیک کس میں حاضر ہونا زیادہ بہتر و افضل ہے۔

پس آپؐ نے فرمایا: اگر جنازہ کی تشییع اور نماز ادا کرنے والے اور دوسرے لوگ موجود ہیں جو اس پر نماز ادا کریں اور اس کو دفن کر دیں تو پھر عالم کی محفل میں ایک ہزار جنازے میں حاضر ہونے سے' ایک ہزار مریض کی عیادت سے' ایک ہزار

رات کے قیام سے' ایک ہزار دن کے روزے سے' ایک ہزار مستحب عمرے سے اور ایک ہزار جہاد سے جوواجب نہ ہو جو راہِ خدا میں کیا جائے جو تیرے مال یا تیری جان سے ہو' ان سب سے بہتر و افضل ہے۔ ان امور کا مقام عالم کی زیارت کے برابر نہیں ہوسکتا۔ یعنی عالم کی زیارت کا ثواب ان سب سے بہت زیادہ ہے' کیونکہ تو نہیں جانتا کہ اللہ کی اطاعت علم کے سبب ہوتی ہے۔ اس کی عبادت بھی علم کے ذریعے ہوتی ہے۔ دنیا و آخرت کی بھلائی و خوبی علم کے ساتھ ہے اور دنیا و آخرت کا شر جہالت کے ساتھ ہے''۔

(۲۵)

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسے لوگوں کے بارے میں بتاؤں جو لوگ انبیاء نہیں ہیں' شہداء بھی نہیں ہیں لیکن تمام انبیاء و شہداء قیامت کے دن ان کے مقام پر رشک کریں گے۔ وہ خدا کی طرف سے' ان کا مقام نور کے منبر ہوں گے۔

لوگوں نے عرض کیا: رسولِ خدا! یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے بندوں کو اللہ کی دوستی کی طرف لے کر آتے ہیں اور خدا کو اپنے بندوں سے دوستی کی طرف لے کر آتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ معلوم ہوگیا کہ یہ اللہ کے بندوں کو خدا کی دوستی کی طرف لے کر آتے ہیں لیکن خدا کو بندوں کا دوست کیسے بناتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: یہ بندوں کو ایسے کام کا حکم دیتے ہیں جن کے انجام دینے کے بدلے میں اللہ بندوں سے محبّت شروع کر دیتا ہے اور ایسے کاموں سے روکتے ہیں جن کے رکھنے سے اللہ ان سے محبّت کرنا شروع کر دیتا ہے''۔

(۲۶)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ”جو شخص علم کے ایک باب کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور پھر اس علم کی خدا کی خوشنودی کی خاطر لوگوں کو تعلیم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو ستر نبیوں کے برابر اجر عطا فرمائے گا“۔

(۲۷)

نیز آپؑ نے فرمایا: ”جو شخص ایک علم حاصل کرتا ہے خواہ اس پر عمل کرے یا عمل نہ کرے یہ علم ایک ہزار رکعتِ نافلہ سے زیادہ افضل ہے“۔

(۲۸)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ”قرآن کے قاری تین قسم کے ہیں:

۱- ایک گروہ قاریوں کا ایسا ہے جو قرآن کی تلاوت اس لیے کرتا ہے کہ مالِ دنیا حاصل کرے اور بادشاہوں کے نزدیک ایک مقام حاصل کر سکے نیز لوگوں پر اپنی برتری کو ثابت کر پائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کے حروف کو یاد کیا ہے لیکن قرآن کی حدود کو ضائع کر دیا ہے۔

۲- دوسرا گروہ قاریوں کا وہ ہے جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور قرآن کی دوا سے دل کے درد کا علاج کرتے ہیں۔ ایسے قاری راتوں کو بیدار رہتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں اور مساجد میں قیام کرتے ہیں اور راتوں کو اپنے بستروں سے اُٹھ کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ پس یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کے

ذریعے اللہ لوگوں سے بلاؤں کو دُور کرتا ہے اور ان لوگوں کے دشمن کے مقابل میں اللہ کی مدد کرتے ہیں' انھی کی وجہ سے آسمان سے بارش ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم! ایسے قاریٔ قرآن کبریت سرخ سے بھی کم یاب ہیں گویا نایاب ہیں۔ (ظاہراً تیسری قسم کے لوگوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ مترجم)۔ (ہر دور میں دوسرے گروہ کا کم یاب بلکہ نایاب ہونا بعید از قیاس ہے' لہٰذا دوسرے گروہ کے تذکرے کے بعد تیسرا گروہ وہ ہے جو دشمنوں کے مقابل اللہ کے مددگار بنتے ہیں اور یہی کم یاب و نایاب ہیں۔ اضافۃ من المصحح مظہر عباس)

(۲۹)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک وسیع و عریض میدان میں جمع فرمائے گا اور وہاں پر ان کے لیے ترازو نصب کرے گا۔ پھر اس میں علماء کے قلم کی سیاہی کو شہداء کے خون سے تولے گا تو علماء کے قلم کی سیاہی شہداء کے خون سے وزنی ہوگی''۔

(۳۰)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''دنیا کا قوام و استحکام چار لوگوں کی وجہ سے ہے:

۱- وہ عالم جو علم کے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔
۲- وہ غنی جو اپنے مال کی کثرت میں سے اہل دین پر بخل نہ کرے۔
۳- وہ فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کردے۔
۴- وہ جاہل جو علم حاصل کرنے میں تکبر نہ کرے۔

جب عالم اپنے علم کو پوشیدہ رکھے، جب غنی اپنے مال میں بخل کرنا شروع کردے، جب فقیر اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے عوض فروخت کردے یا جاہل علم حاصل کرنے میں تکبر کرے تو دنیا جبراً پشت سر پلٹ لے (یعنی خراب ہوجائے)۔ اے لوگو! مساجد کی کثرت اور قوم کے مختلف جسموں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے''۔

عرض کیا گیا: اے امیرالمومنینؑ! ایسے حالات اور ایسے زمانہ میں ہمیں کیسے زندگی بسر کرنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا: ظاہری طور پر ان کے ساتھ مل کر رہو اور باطل میں ان کے خلاف کرو۔ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کو کسب کرتا ہے (یعنی کماتا ہے) اور جس سے حجت کرے گا اس کے ساتھ ہوگا اور اس زمانے میں ہمارے قائمؑ کے ظہور کا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ اس کو ظہور فرمائے۔ (امین من اصحح)

(۳۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بہتر عالم وہ ہے جو دوسروں کے علم کو اپنے علم کے ساتھ ملائے (یعنی دوسروں کے علم سے استفادہ کرے) اور قدر و قیمت کے حساب سے سب لوگوں سے زیادہ وہ ہے جو علم میں لوگوں سے زیادہ ہو، سب سے کم قیمت وہ ہے جس کا علم سب سے کم ہو۔ لوگوں میں سے حق کے ساتھ سزاوار وہ ہے جو ان کے حق کو جانتا ہو اور حکیم ترین وہ شخص ہے جو جاہلوں سے دُور رہے''۔

(۳۲)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ''ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے آپؐ نے دیکھا کہ لوگوں کی

ایک جماعت ایک شخص کا طواف کر رہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ علامہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کون سا علامہ ہے (یعنی کس چیز کا علم رکھتا ہے) لوگوں نے جواب دیا: یہ آدمی عرب کے انساب، عربوں کے ماضی کے واقعات، ایامِ جاہلیّت کے واقعات اور عربی اشعار کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ علم ہے جو جانتا ہے اس کے لیے مفید نہیں اور جو اس سے جاہل ہے اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہے"۔

(۴۳)

ابوحمزہ ثمالی نے روایت نقل کی ہے۔ کچھ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے امیرالمومنینؑ! ہمیں فقیہہ کے بارے میں خبر دیں۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں میں تم لوگوں کو حقیقی فقیہہ کے بارے میں خبر دیتا ہوں۔ حقیقی فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو خدا کی نافرمانی کی اجازت نہ دے، لوگوں کو رحمتِ خدا سے مایوس نہ کرے، لوگوں کو اللہ کے مکر وعذاب سے امن میں قرار نہ دے اور قرآن کو دوسروں کی چاہت کے سبب ترک نہ کرے۔ اور آگاہ رہو جس قرأت میں تدبر اور غور وفکر نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جس عبادت میں فقہ علم نہیں ہے اس عبادت کا فائدہ نہیں ہے۔ آگاہ ہو جاؤ جس عبادت میں محرمات سے پرہیزگاری نہ ہو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے"۔

(۴۴)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "جن لوگوں سے تم نے علم حاصل کیا ہے اور جو تم سے علم حاصل کرتے ہیں ان دونوں کے ساتھ تواضع اور بردباری سے پیش آؤ"۔

(۳۵)

حضرت امام باقر علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "عالم اور متعلم (طالب علم) دونوں اجر میں شریک ہیں۔ آگاہ رہو عالم کے لیے دو اجر ہیں اور متعلم کے لیے ایک اجر ہے۔ اور ان دو کے علاوہ باقیوں میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے"۔

(۳۶)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: "آسمان کی بلندیوں میں اڑنے والے پرندے، دریاؤں کے جاندار اور مچھلیاں یہ سب طالب علم کے لیے قیامت تک استغفار کرتے ہیں"۔

(۳۷)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے منبرِ کوفہ پر ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "اے لوگو! جان لو دین کا کمال علم کے حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ اور تحقیق علم کا حاصل کرنا مالِ دنیا کے حاصل کرنے سے زیادہ تم پر واجب ہے۔ کیونکہ مال تمہارے درمیان تقسیم ہو چکا ہے اور اس کی ضمانت لی جا چکی ہے اور اس کو ایک عادل نے تمہارے درمیان تقسیم کیا ہے اور اس کی فراہمی کی ضمانت لی ہے اور وہ بہت جلدی اس ضمانت کو پورا کرے گا اور علم اہلِ علم کے پاس محفوظ شدہ ہے اور تم کو حکم دیا گیا ہے ان سے علم کو طلب کرو۔ پس تم اس کو طلب کرو، جان لو مال کی زیادتی دین کو خراب وتباہ کر دیتی ہے اور دلوں کو سخت کرتی ہے۔ جب علم

کی زیادتی اور اس پر عمل دین کی اصلاح کرتی ہے اور جنت میں جانے کا سبب بنتی ہے۔ مال لوگوں کو بخیل بنا دیتا ہے۔ وہ اپنے سے اور لوگوں سے مال میں بخل کرتے ہیں اور خرچ کرنے سے مال میں کمی ہوتی ہے۔ لیکن علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور علم کا خرچ کرنا یہ ہے کہ محدثین اور حافظین کے لیے نشر کرنا ہے اور جان لو عالم کی محبّت اور اس کی اِتباع دین ہے اور اس پر جزا و ثواب ملے گا۔ عالم کی اطاعت نیکیوں کو کسب کرنا اور برائیوں کو ختم کرنا ہے اور مومنین کے لیے ذخیرۂ خیر ہے۔ ان کی زندگیوں میں اور مرنے کے بعد بھی ان کی بلندی کا باعث بنتی ہے اور ان کی موت کے بعد یہ ان کی خوش نامی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ مال اپنے مال کی طرح نابود ہو جاتا ہے لیکن علم اور علماء جب تک زمانہ باقی ہے باقی رہیں گے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔

(۳۸)

آپؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: (علم) وہ پیمانہ جو بغیر قیمت خرید کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی اس کو سنے اور غور کرے وہ اس کی شناخت حاصل کرے اور ایمان لے آئے گا۔ پس اس کی اتباع کرے گا۔ وہ اس راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ وہ اس علم کی وجہ سے کامیاب ہو جائے گا"۔

(۳۹)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور علم کی زکوٰۃ اس کے اہل کو تعلیم دینا ہے"۔

(۴۰)

حفص بن غیاث نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے علم پر عمل کرے گا تو جو علم اس نے حاصل نہیں کیا یہ اس کے معاملے میں بھی کفایت کر جائے گا''۔

(۴۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جس شخص کا فعل اس کے قول کی تصدیق کرے وہ مرد کامل ہے اور جس شخص کا فعل و کردار اس کے قول کی تصدیق نہ کرے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کی خود توبیخ و سرزنش کرے''۔

(۴۲)

اسماعیل بن جابر نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا: ''علم عمل کے قریب ہے پس جو علم حاصل کرے اور وہ اس پر عمل کرے گا اور جو عمل کرے گا وہ علم حاصل کرے گا اور علم عمل کو آواز دیتا ہے۔ اگر وہ لبیک کہہ دے تو درست ورنہ وہ چلا جاتا ہے''۔

(۴۳)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے منبر پر خطبے کے دوران ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! جب علم حاصل کرلو تو اس پر عمل کرو تا کہ شاید تم ہدایت حاصل کرسکو۔ کیونکہ

وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ اس جاہل کی مانند ہے جو حیران و متحیر رہتا ہے اور اپنی جہالت سے بیدار نہیں ہوتا بلکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس پر عظیم حجت ہے اور اس کی حسرت دائمی رہے گی جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا اس جاہل کی نسبت جو اپنی جہالت سے بیدار نہیں ہوتا بلکہ یہ دونوں حیرانی و سرگردانی میں گمراہ ہیں ہلاک ہونے والے ہیں ریاکاری میں مضطرب نہیں ہوتے کہ شک کریں اور یہ شک نہیں کرتے کہ کہیں اپنے آپ سے منکر ہو جائیں اور یہ اپنے نفوس کو اجازت نہیں دیتے تاکہ وہ حق میں غور و فکر کرنے میں اور حق اور فقہ کو سمجھنے میں خسارے میں رہے ہیں اور یہ لوگ فریب و دھوکے میں ہیں فقہ اور حق کو سمجھنے میں۔ تم میں سے اپنے نفس کے لیے سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا وہ ہے جو اپنے رب کی زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں اور اپنے نفوس کو دھوکا دینے والا سب سے زیادہ وہ جو اپنے رب کی نافرمانی زیادہ کرتا ہے جو اپنے رب کی اطاعت کرے گا وہ امن میں رہے گا اور اس کو جنت کی بشارت ہو۔ اور جو اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے وہ نااُمید اور پشیمان رہے گا"۔

(۴۴)

نیز آپؑ نے ایک خطبے میں فرمایا: "علم اس لیے طلب نہ کرو تاکہ اس سے دنیا کو طلب کرسکو کیونکہ یہ دونوں خدا کی بارگاہِ عذاب میں برابر نہیں ہیں جیسا کہ الذین یعلمون والذین لا یعلمون "جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے"۔

(۴۵)

نیز آپؑ نے فرمایا: "جو شخص ایسے مورد میں جس کو وہ نہیں جانتا یہ کہتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں یہ عالم پرہیزگار ہے"۔

(۴۶)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''علم کے حاصل کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں: پس تم ان کو ان کی ذات اور اوصاف کے ذریعے پہچانو۔ ایک قسم ان کی ہے جو جاہلوں پر فخر اور مباحثہ وغیرہ کے لیے علم حاصل کرتے ہیں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو طلب بلندی اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے علم حاصل کرتے ہیں۔ تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو عقل وفقہ کے لیے علم حاصل کرتے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ جو علم کو جاہلوں پر فخر اور بحث و مباحثہ کے لیے حاصل کرتے ہیں موذی یعنی اذیت دینے والے لوگ ہیں۔ وہ لوگوں سے بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے علم وحلم کی باتیں کرتے ہیں اور خشوع و خضوع کا لباس اپنے جسم پر سجاتے ہیں اور پرہیزگاری سے اپنے آپ کو مزین کرتے ہیں (یعنی ظاہری طور پر ایسا کرتے ہیں لیکن حقیقی طور پر ایسے نہیں ہیں) پس خدا ان کی ناک کو رگڑے گا اور ان کی رگوں کو کاٹ دے گا۔

دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو طلب بلندی اور دھوکا دینے کے لیے علم حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ چاپلوس قسم کے ہوتے ہیں جو ذہنی طور پر پست ہوتے ہیں اور اپنے جیسے لوگوں پر برتری ظاہر کرتے ہیں جب کہ امیر لوگوں کے سامنے یہ انکساری وتواضع ظاہر کرتے ہیں جب کہ وہ امیر ان سے رتبہ و مقام میں کم ہوتے ہیں۔ پس یہ عام لوگوں کی خوشیاں ختم کرنے اور ان کے دین کو برباد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اندھا محشور کرے گا اور علماء کے آثار میں سے ان کا نام مٹا دے گا۔

تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو عقل وفقہ کے لیے علم حاصل کرتے ہیں' ان لوگوں

کے دل دنیا سے ٹوٹ چکے ہوتے ہیں، غمگین رہتے ہیں، راتوں کو جاگتے ہیں اور عبادت کا تہیہ کرتے ہیں۔ راتوں کی تاریکی میں بستروں سے اٹھتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ مہربان ہوتے ہیں اور اپنے زمانے کے لوگوں کو جانتے ہیں اور قابلِ اطمینان دوستوں کا بھی خوف رکھتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کے ذریعے ارکانِ دین کو محکم و مضبوط کرتا ہے اور قیامت کے دن ان لوگوں کو امان عطا فرمائے گا"۔

(۴۷)

ابوخدیجہ نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جس شخص نے حدیث کو دنیا کے فائدہ کے لیے یاد کیا ہے اس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔ اور جو آخرت کے ارادہ کے لیے حدیث کو یاد کرتا ہے اللہ اس کو دنیا و آخرت دونوں کی خیر وخوبی عطا کرتا ہے"۔

(۴۸)

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: "جو شخص علم پر مال یا ہدیہ حاصل کرے گا اس کو یہ علم فائدہ نہیں دے گا"۔

(۴۹)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: جب تم کسی عالم کو دیکھو جو دنیا سے محبّت کرنے والا ہے اس پر اپنے دین کے معاملہ میں بدگمان رہو (یعنی دین کے معاملہ میں اس پر بھروسہ نہ کرو) کیونکہ ہر چیز کا دوست اسی چیز کو

گھیرے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: ''اے داؤدؑ! تم اپنے اور میرے درمیان میں ایسے عالم کو جو دنیا کے دھوکے میں آچکا ہو ہرگز قرار نہ دینا کیونکہ یہ عالم تمہیں میری محبت کے راستہ سے روکے گا اور جو میرے بندے میرے راستے پر چلنا چاہتے ہیں یہ ان کے راستے کا ڈاکو ہوتا ہے۔ ایسے علماء کے ساتھ کم از کم کرنے والا ہوں، میں ان کے دل سے اپنی مناجات کی چاشنی و حلاوت ختم کردوں گا''۔

(۵۰)

نیز آپؑ سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا، میرے والدمحترم نے فرمایا: ''جو شخص ظالم و جابر امام کے پاس جائے اور اس کے سامنے قرآن کی تلاوت کرے تاکہ اس سے دنیا کی چیز حاصل کرے۔ ایسے قاری پر اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے میں اور سننے والے پر بھی ہر حرف کے بدلے میں دس دفعہ لعنت کرتا ہے''۔

(۵۱)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ابلیس کو ایک مومن فقیہہ کی موت سے زیادہ کسی دوسرے مومن کی موت پر خوشی نہیں ہوتی (یعنی مومن فقیہہ کی موت پر سب سے زیادہ ابلیس خوش ہوتا ہے)''۔

(۵۲)

ابن قداح نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والدمحترم سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا: ''دو حریص ایسے

ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوسکتے: ۱-طالبِ مال ۲- طالبِ علم۔ پس جو شخص اس دنیا میں اللہ کے حلال کردہ پر اکتفاء کرے گا وہ سالم رہے گا اور جو حرام مال کو کھائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا۔ مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور بارگاہِ خدا میں واپس آ جائے۔ پس جو طالب علم علم کو آل کے اہل سے حاصل کرے گا اور پھر اس پر عمل بھی کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ اور جس شخص نے علم سے فقط دنیا کا قصد و ارادہ کیا پس یہ دنیا ہی اس کا حصّہ ہوگی (یعنی آخرت میں اس کا کوئی حصّہ نہ ہوگا)۔

علماء کی دو قسمیں ہیں: ایک عالم وہ ہے جو اپنے علم کو عمل کے ذریعے تھام کے رکھتا ہے' یہ یقیناً کامیاب ہے۔ اور دوسرا وہ عالم ہے جو اپنے علم کو ترک کرنے والا ہے یعنی اس پر عمل نہیں کرتا' یہ ہلاک ہونے والا ہے۔ تحقیق جہنّم کے لوگ اس عالم کی بدبو سے تنگ ہوجائیں گے جو اپنے علم کو چھوڑ چکا ہے۔

قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ حسرت و ندامت اس شخص کو ہوگی جو کسی کو خدا کی طرف بلاتا تھا اور وہ اس کی دعوت کو قبول کرکے اللہ کی اطاعت کرتا تھا پس اللہ اس نیکی کی دعوت کو قبول کرنے والے اس بندے کو جنت میں داخل کردے گا اور اس دعوت دینے والے کو جہنّم میں داخل کرے گا' اپنے علم کو ترک کرنے (یعنی عمل نہ کرنے) کی وجہ سے اور خواہش نفس کی اتباع کی وجہ سے۔ خواہش نفس کی پیروی اور لمبی آرزو یہ دو چیزیں ہیں۔ بہرحال خواہش نفس کی پیروی راہِ حق سے روکتی ہے اور لمبی آرزو یہ آخرت کو فراموش کرادیتی ہے"۔

۵۳

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "اپنا اسلحہ کسی فاجر و فاسق کے ہاتھ میں نہ دو کہیں وہ تمہیں رسوا نہ کردے"۔

۵۴

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کوفہ کے فقہاء کہتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا' ایک شخص کو آگ کی لگام منہ میں دے کر لایا جائے گا پس اس بندے سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے شخص! تجھے کس چیز نے آمادہ و تیار کیا تھا کہ تو نے اپنا علم' جو میں نے تجھے عطا کیا تھا' اس کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے اللہ! میں نے تیرے بندوں کے خوف سے اپنے علم کو پوشیدہ رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بندوں کی نسبت میں زیادہ سزاوار اور حق دار تھا کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ پس اس بندے کے بارے میں خدا جہنم کا حکم صادر فرمائے گا۔

پس حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کوفہ کے علماء و فقہاء غلط کہتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم! اگر اس طرح ہی ہو تو پھر اللہ نے مومنِ آلِ فرعون کی اپنے قرآن میں تعریف و ثنا کیوں فرمائی ہے جبکہ اس نے اپنے ایمان کو چھ سو سال تک پوشیدہ رکھا اور وہ فرعون کا وزیر خزانہ تھا"۔

۵۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ایک عالم دین پر سب سے زیادہ سخت اس کا اپنا خاندان ہے جو اس کے اہلِ دین ہیں نہ کہ دوسرے لوگ (یعنی ان کے بارے میں اس سے زیادہ پوچھ گچھ ہوگی)"۔

○○○

نویں فصل

جو لکھ سکتا ہو اسے لکھنے پر آمادہ کرنے کے بارے میں

(۱)

ابوبصیر نے روایت بیان کی ہے' وہ بیان کرتا ہے میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس آپؑ نے فرمایا: ''تمہیں لکھنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ تم ہرگز یاد نہیں رکھ سکتے جب تک تم تحریر نہ کرلو۔ ابھی میرے پاس سے بصرہ کے چند لوگ اُٹھ کر گئے ہیں انہوں نے چند چیزوں کے بارے میں مجھ سے سوال کیا اور جو کچھ میں نے ان کو جوابات دیئے وہ سب انہوں نے لکھ لیے''۔

(۲)

نیز آپ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اپنی تحریروں کی حفاظت کرو کیونکہ عنقریب تمہیں ان کی ضرورت پڑے گی''۔

(۳)

حضرت جابرؓ نے حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''آپؐ نے لکھنے والوں سے فرمایا: تم اپنی کاپیوں سے کتاب مرتب کرو''۔

(۴)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''اس کو اہم پایا کہ وہ طومار پر لکھا کرتے تھے''۔

(۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اپنے علم کو اپنے مومن بھائیوں کے درمیان نشر کرو اور اس کو تحریر کر کے محفوظ کرلو۔ پس اگر تم مر جاؤ تو تمہاری اولاد تمہاری کتابوں کی میراث پائے۔ کیونکہ ایک زمانہ آئے گا اس میں بہت حرج و مرج ہوگا اس زمانے میں ان کے لیے سوائے کتابوں کے کوئی مانوس ہونے کا سامان نہیں ہوگا''۔

(۶)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''انسان کا دل لکھی ہوئی چیز پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے''۔

(۷)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''ہماری احادیث پر اعراب لگاؤ کیونکہ ہم فصیح قوم ہیں''۔

(۸)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''وطن میں تواضع اور انکسار یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کی زیارت کرو اور سفر میں تواضع یہ ہے کہ اپنا سفرنامہ تحریر کرو''۔

۹

عیص بن ابو القاسم نے روایت کی ہے' وہ کہتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ''اے فرزندِ رسولؐ ! اگر اہلِ کتاب کو خط تحریر کیا جائے تو ان کو سلام کیسے تحریر کیا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: شروع خط میں تحریر کرو سلام علی من اتبع الھدیٰ ''سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے''۔ اور خط کے آخر میں تحریر کرو سلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین۔

۱۰

ذریح سے روایت ہے' وہ کہتا ہے میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ''مولاؑ ! یہودی یا نصرانی کو سلام کیسے کیا جائے اور اگر وہ سلام کریں تو ان کو جواب کس طرح دیا جائے؟ خط میں ان کے سلام کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو آپؑ نے اس کو مکروہ قرار دیا''۔

۱۱

جمیل بن دراج نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنی تحریر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو لکھنا مت بھولنا خواہ اس کے بعد ایک شعر ہی تحریر کرو''۔

۱۲

آلِ ابوجعدہ کے غلام ہارون سے روایت ہے' وہ کہتا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ

علیہ السلام نے فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اپنی خوب صورت تحریر میں لکھو اور باء کو لمبا نہ کرو یہاں تک کہ سین ظاہر کیا جائے''۔

(۱۳)

حسن بن السیری نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''فلاں شخص کے خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر نہ کرو اور فلاں کے خط کے پشت سر بسم اللہ کو تحریر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

(۱۴)

ابن حکیم نے روایت کی ہے وہ کہتا ہے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنے خط کے شروع میں اپنے نام سے پہلے اپنے ساتھی کا نام تحریر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

(۱۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جب بھی تم میں سے کوئی اپنے خط میں کوئی حاجت تحریر کرے تو یہ ضروری ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھے اور بنی اسرائیل کی آخری آیات کو پڑھے' کیونکہ یہ حاجت روائی کے لیے آسانی پیدا کرتی ہیں''۔

(۱۶)

مرازم نے کہا ہے' مجھے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے لیے ایک تحریر

کا حکم دیا پس میں نے اس کو تحریر کیا اور پھر آپؑ کی خدمت اقدس میں پیش کی اس حال میں کہ اس میں استثناء موجود نہ تھا۔ آپؑ نے فرمایا: میں کیسے امید کروں کہ یہ تحریر مکمل ہے جبکہ اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہر مقام و محل کو دیکھو جہاں استثناء ہو وہاں تم بھی استثناء کرو"۔

۱۷

محمد بن سنان سے روایت ہے' وہ بیان کرتا ہے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ایک تحریر لکھی۔ پس عقیب نے اس تحریر کو خاک آلود کرنا چاہا۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! اسے خاک آلودہ نہ کرنا۔ اللہ لعنت کرے اس پر جس نے سب سے پہلے تحریر کو خاک آلودہ کیا۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! وہ کون شخص تھا جس نے تحریر کو خاک آلودہ کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: وہ بنوامیہ کا فلاں آدمی تھا خدا اس پر لعنت کرے"۔

۱۸

علی بن عطیہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے: میں نے ابوالحسن علیہ السلام کے چند خطوط کو دیکھا جن کو خاک آلودہ کیا گیا تھا (یعنی مولاؑ کے خطوط جو امیر شام کی طرف جاتے تو وہ ملعون ان کو زمین پر پھینک دیتا تھا) یہ اس کی طرف اشارہ ہے"۔

۱۹

عبداللہ بن سنان نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: "خط کا جواب دینا سلام کا جواب دینے کی طرح واجب ہے۔

ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا: کیا اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی اسم کو انسان کے لیے مٹانا جائز ہے؟ (البتہ) آپؑ نے فرمایا: جو چیز پاک و طاہر ہو اس کے ذریعے اس کو مٹایا جاسکتا ہے"۔

۲۰

نیز آپؑ سے روایت ہے، آپؑ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا، آپؐ نے فرمایا: "اللہ کی کتاب کو یا اس کے ذکر کو پاک و طاہر چیز تم پاؤ اس سے مٹاؤ۔ رسولِ خدا نے قرآن کو جلانے سے منع فرمایا اور ایسے ہی قلم کے ذریعے مٹانے سے منع فرمایا ہے"۔

۲۱

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب بھی کوئی حدیث بیان کرو نقل کرنے والوں کے نام ضرور لکھو۔ یوں اگر وہ حدیث سچّی ہوئی تو تم بھی اس کے اجر میں شریک ہو جاؤ گے اور اگر جھوٹی ہوگی تو اس کا گناہ اس کے راوی پر ہوگا"۔

○○○

دسویں فصل

اچھی بات اور اچھے کردار کے بارے میں

۱

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”اے لوگو! نیک اور اچھی گفتگو کرو کیونکہ اس سے تمہاری شناخت ہوگی اور اچھے اور نیک عمل کرو تم اس کے اہل ہو“۔

۲

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

”تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! حکیم کی ہر بات کو میں قبول نہیں کرتا لیکن اپنی طرف سے میلان اور ہمت کو قبول کرتا ہوں (یعنی میں اس کی محبت اور اس کے غمگین ہونے کو قبول کرتا ہوں) پس جس کی محبت اور غم فقط میرے لیے ہوجائے میں اُس کی آنکھ اور کان کو اپنی عبادت قرار دیتا ہوں (یعنی اس کا دیکھنا میری عبادت اور اس کا سننا میری عبادت بن جاتی ہے) خواہ وہ منہ سے کوئی بات نہ کرے تب بھی اس کی خاموشی میرا ذکر بن جاتی ہے“۔

۳

نیز رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''میرے رب نے میرے ساتھ مناجات میں مجھ سے فرمایا: اے محمدؐ! جو شخص میرے کسی ولی و دوست کو اذیت دے گا وہ میرے ساتھ برسرِ جنگ ہے اور جو میرے مقابلے میں جنگ میں آئے گا میں بھی اس سے جنگ کروں گا''۔

۴

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا: خدایا! وہ تیرے اہل کون سے لوگ ہیں جن کو تو اس دن اپنے عرش کے سائے میں پناہ دے گا جس دن کوئی سایہ تیرے سائے کے علاوہ نہ ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے جنابِ موسیٰؑ پر وحی نازل فرمائی: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل پاک و طاہر ہیں۔ ان کے ہاتھ لوگوں کو اذیت دینے سے رکے رہتے ہیں اور جب بھی کوئی بات کرتے ہیں تو ذکرِ خداوند متعال کرتے ہیں اور وہ میری اطاعت سے اس طرح مانوس ہوتے ہیں جیسا کہ بچہ اپنی ماں کے دودھ سے محبّت و انس رکھتا ہے۔ وہ میری مساجد کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسا کہ پرندہ اپنے گھونسلے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جب کسی حلال کو حرام کیا جاتا ہے تو وہ غضب ناک ہو جاتے ہیں اور شیر کی مانند غضب و غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔

۵

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے تعلیم دیں۔ آپؐ نے فرمایا: جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس و نا اُمید ہونا اپنے اُوپر واجب و لازم قرار دو کیونکہ یہ سب سے بڑی دولت و ثروت حاضر ہے۔ اس شخص نے پھر عرض کیا: مولاؑ! اور اضافہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو تو پہلے اس کے انجام کی طرف توجہ کرو۔ اور اس کا انجام خیروخوب ہو تو اس کو انجام دو اور اگر اس کا آخرو انجام گمراہی ہو تو اس کو ترک کردو"۔

٦

عمرو بن شمر سے روایت ہے اس نے بیان کیا۔ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا: "اے لوگو! تم میں رقوب کون شمار ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یاامیرالمومنینؑ! وہ شخص مرجائے اور اس کی اولاد کوئی نہ ہو (یعنی لاولد) آپؑ نے فرمایا: رقوبِ حقیقی وہ ہے جو مرجائے اور اس کا کوئی فرزند اس سے پہلے آگے نہ گیا ہو جو اس کی اللہ کے نزدیک سفارش کرسکے۔ اگرچہ اس کے مرنے کے بعد اس کے دنیا میں رہ جانے والے بہت سے فرزند ہوں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: تم لوگ فقیر کس کو شمار کرتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو۔ آپؑ نے فرمایا: مفلوکِ حقیقی وہ شخص ہے جو اپنے مال میں سے آخرت کی خاطر کوئی مال آگے بھیجے اگرچہ اپنے بعد بہت زیادہ مال چھوڑ جائے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: تم لوگ صرعہ (پہلوان) کس شخص کو شمار کرتے ہو؟

لوگوں نے عرض کیا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو کبھی کسی سے زیر نہ ہو۔ آپؑ نے فرمایا: پہلوان حقیقی وہ ہے جس کو شیطان ورغلا کر اور اس پر غصہ سوار کر دے اور اس کا خون کھولنا شروع ہو جائے لیکن جب اس کو خدا یاد کروایا جائے تو اس کا حلم اس کے غضب و غصّے پر غالب آ جائے''۔

۷

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''جب نبی اکرمؐ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت جبرئیلؑ آپؐ پر نازل ہوئے۔ اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں جبرئیلؑ نے عرض کیا: اے رسولِ خدا! اگر آپؐ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں تو آپؐ کو اجازت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ! میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا۔ میں نے رسالت کے کام کو انجام دے دیا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے دوبارہ اسی بات کا تکرار کیا تو آپؐ نے دوبارہ فرمایا: نہیں میں دنیا میں واپس نہیں جانا چاہتا بلکہ میں بلند درجہ چاہتا ہوں۔ پھر نبی اکرمؐ نے ان مسلمانوں سے جو آپؐ کے اردگرد جمع تھے' فرمایا: اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میری سنت کے بعد کسی کی سنت قابلِ اتباع نہیں ہے پس میرے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کا دعویٰ بدعت ہے اور وہ جہنّم کی آگ میں جائے گا۔ اس دعویٰ کرنے والے کو قتل کر دینا اور جو اس کی اتباع کرے گا وہ بھی جہنمی ہے۔ اے لوگو! قصاص کو زندہ رکھنا' حق دار کے حق کو محفوظ رکھنا اور آپس میں تفرقہ مت ڈالنا تا کہ سالم رہ سکو۔ اور ایک دوسرے کو سلام کہو تا کہ تم سلامت رہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی ان اللّٰہ قوی عزیز ''اللہ نے لوحِ محفوظ پر لکھ دیا ہے کہ میں اور میرا رسولؐ ضرور غالب ہوں گے۔ تحقیق اللہ قوی و عزیز ہے''۔

(۸)

ابوبصیر نے روایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے: حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے ابومحمد! تم لوگوں پر پرہیزگاری اختیار کرنا' کوشش کرنا' زبان کا سچّا ہونا' امانت کا ادا کرنا' جو تمہارا ساتھ دے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا' طویل سجدے ادا کرنا لازم و واجب ہے کیونکہ یہ سب کچھ پہلے لوگوں کی سنت ہے''۔

راوی کہتا ہے میں نے خود آپؑ سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: ''یہی رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے ہیں''۔

(۹)

عبداللہ بن زیاد سے روایت ہے' وہ کہتا ہے: منیٰ میں میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! ہم مسافر لوگ ہیں ہمارے پاس اتنی فرصت اور وقت نہیں ہوتا کہ آپؑ کی مجالس میں حاضر ہوسکیں اور جب اگر ہم حاضری کا عزم کرلیں تب بھی ممکن نہیں ہوتا۔ پس آپؑ ہمیں نصیحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ سے تقویٰ اختیار کرنے' سچّی بات کرنے' امانت کے ادا کرنے اور جو تمہارے ساتھ رفاقت و دوستی کرے اس سے نیک سلوک کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر سلام کی کثرت کرو (میں تمہیں) کھانا کھلانے اور مساجد میں نماز ادا کرنے کی اور مریضوں کی عیادت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور تشیع جنازہ کی وصیّت کرتا ہوں۔

تحقیق میرے والد نے مجھ سے بیان فرمایا ہے: بے شک ہم اہلِ بیتؑ کے

شیعہ سب نیک اور خوب لوگ ہیں' جو اُن میں سے ہے وہ نیک و خوب ہے۔ اگر فقیہہ ہوتو وہ بھی ان میں سے ہونا چاہیے۔ اگر مؤذن ہو وہ بھی ان میں سے ہونا چاہیے۔ اور امام ہو وہ بھی ان میں سے۔ اور اگر یتیم پرور ہو وہ بھی ان میں سے ہونا چاہیے۔ اگر کوئی امین ہو وہ بھی ان میں سے ہو۔ اگر کوئی صاحبِ ودیعہ ہوتو بھی ان میں سے ہوں گے۔ تم لوگوں کو ایسے ہی ہونا چاہیے اور اپنے کردار سے لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت پیدا کرو۔ اپنے بُرے کردار کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ہماری دشمنی پیدا نہ کرو"۔

۱۰

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "جو واجبات میں نے اپنے بندے پر مقرر کیے ہیں ان میں سے کسی چیز کی وجہ سے کوئی بندہ میرا محبوب نہیں بنتا بلکہ مستحبات کی ادائیگی سے بندہ میرا محبُوب بنتا ہے۔ پس جس بندے سے میں محبّت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے۔ وہ میں بن جاتا ہوں وہ ہاتھ جس سے وہ عطا کرتا ہے۔ وہ میں بن جاتا ہوں اور سوائے اس کی موت کے مجھے اس مومن کی کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا۔ پس مومن موت کو پسند نہیں کرتا جبکہ میں اس کی بدی کو پسند نہیں کرتا"۔

۱۱

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تحقیق

اللہ تعالیٰ جماعت میں (یعنی محفل میں) مذاق پسند کرتا ہے بشرطیکہ مزاح میں کسی توحید پرست کو فحش گالی نہ دی جائے اور یہ اس سے پسند کرتا ہے جو اپنی سوچ کو عبرت سے آراستہ کرے اور رات کی تاریکیوں میں شب بیداری میں اکیلا نماز ادا کرے''۔

(۱۲)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک کسی کے اندر پیدا ہو جائے تو اس پر جنت واجب ہے:

۱- پیاسے کو سیراب کرے۔
۲- بھوکے کو سیر کرے۔
۳- بے لباس کو لباس عطا کرے۔
۴- اور کسی غلام کو آزاد کرے۔

(۱۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا کا فرمان ہے: ''جو شخص اچھے طریقے سے وضو کرے، احسن انداز میں نماز ادا کرے، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے، اپنے غصّے پر قابو رکھے، اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھے، اپنے گناہ سے استغفار کرے، اہلِ بیتؑ نبی کی خاطر نصیحت کرے پس وہ ایمان کے حقائق کو پا چکا ہے اور اس کا ایمان کامل ہے۔ جنت کے تمام دروازے اس کے لیے کھول دیئے جائیں گے''۔

۱۴

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کریم و بزرگ ہے بلند وبالا ہے اس سے کہ وہ اپنے بندے کو کسی ایسے کام کا حکم دے جو اس کی طاقت میں نہ ہو۔ اور خدا عزیز تر ہے اس سے کہ اس کی سلطنت و حکومت میں کوئی ایسی چیز ہو جائے جس کا اس نے ارادہ نہ کیا ہو (یعنی اللہ کے ارادہ کے بغیر کوئی چیز نہیں ہو سکتی)۔

۱۵

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا "رسولِ خدا کا فرمان ہے "مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور فاجر و فاسق کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے کیونکہ ہر عامل اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے"۔

۱۶

اسحاق بن عمار اور یونس دونوں نے روایت کی ہے کہ ہم دونوں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول خذوا ما اتیناکم بقوۃ کے بارے میں سوال کیا۔ کیا اس قوت سے مراد بدن کی قوت مراد ہے یا دلوں کی قوت مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا: دونوں کی قوت مراد ہے"۔

۱۷

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "لوگوں کو قیامت کے دن ان کی نیتوں کے لحاظ سے محشور فرمائے گا"۔

○○○

گیارہویں فصل

چند پسندیدہ خصائل کے بارے میں

(۱)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تین چیزیں باعثِ نجات ہیں: زبان کی حفاظت کرنا' گناہ پر گریہ کرنا اور گھر کا وسیع ہونا''۔

(۲)

حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''تین چیزیں درجات کا باعث ہیں۔ تین چیزیں گناہوں کی بخشش کا باعث ہیں۔ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین چیزیں نجات دینے والی ہیں:

○ وہ چیزیں جو درجات کا باعث بنتی ہیں:

۱- بلند آواز سے ایک دوسرے کو سلام کرنا۔

۲- لوگوں کو کھانا کھلانا۔

۳- جب سب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اس وقت نماز ادا کرنا (یعنی نمازِ شب ادا کرنا)۔

○ وہ چیزیں جو گناہوں کی بخشش کا باعث ہیں وہ یہ ہیں:

۱- سردیوں میں اچھے انداز سے وضو کرنا۔

۲-صبح و شام نماز کے لیے مسجد میں جانا۔

۳-نماز باجماعت کی پابندی کرنا۔

○ وہ تین چیزیں جو ہلاکت کا باعث بنتی ہیں:

۱-بخل کرنا۔

۲-ہوا و خواہش کی اطاعت کرنا۔

۳-خود پسندی۔

○ وہ تین چیزیں جو نجات دینے والی ہیں:

۱-ظاہری اور پوشیدہ دونوں صورتوں میں خوفِ خدا۔

۲-امیری اور غریبی دونوں صورتوں میں میانہ روی۔

۳-خوشی و غصّے دونوں صورتوں میں کلمۂ عدل و حق ادا کرنا۔

(۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے رسولِ خدا سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''تین افراد ایسے ہیں کہ اگر تو ان کے ساتھ ظلم نہ بھی کرے (یعنی انصاف کرے) وہ تیرے ساتھ ظلم کریں گے: بیوقوف' بیوی' نوکر و خادم۔

(۴)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تین گروہ دوسرے تین گروہوں سے انصاف نہیں کریں گے (یعنی انصاف کی توقع نہیں رکھنا چاہیے) شریف کمینے سے انصاف کی امید نہ رکھے' بردبار و حلیم نادان و جاہل سے امیدِ انصاف نہ رکھے اور نیکوکار فاجر سے انصاف کی امید نہ رکھے''۔

۵

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے' آپؐ نے فرمایا: ارشادِ قدرت ہے: اگرچہ فرزندِ آدم مجھے ناتواں و کمزور سمجھتے ہیں لیکن میں تین موارد میں کمزور و ناتواں نہیں ہوں:

۱- حرام طریقہ سے مال حاصل کرنے والے کے مقابلے میں۔

۲- کسی کے حق کو روکنے والے کے مقابلے میں۔

۳- کسی کو نامناسب مقام دینے والے کے مقابلے میں۔(اس روایت میں کمزور و ناتواں سے مراد معاف کرنے والا ہے۔ از مصحح)

۶

حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: رسولِؐ خدا نے ارشاد فرمایا: ''چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں وہ اللہ تعالیٰ کے نورِ عظیم کا حامل ہے:

۱- خدا اور رسولؐ کی گواہی دینا اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبدهٗ ورسوله سے۔

۲- اگر کوئی مصیبت سے دوچار ہو تو یوں کہا جائے: انا للّٰه وانا اليه راجعون۔

۳- اور کوئی خیر و نعمت نصیب ہو تو الحمدللّٰه رب العالمين کہا جائے

۴- اور جب کوئی نافرمانی و گناہ سرزد ہو جائے تو استغفر اللّٰه واتوب اليه کہا جائے۔

۷

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''چار شخص ایسے ہیں جن کی طرف خداوند متعال قیامت کے دن اپنی نظر رحمت فرمائے گا: جو کسی پریشان حال کو خوش حال کردے' جو کسی غلام کو آزاد کردے' جو کسی کنوارے کی شادی کروائے' جو واجب حج ادا کرے''۔

۸

نیز آپؑ سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اچھا اخلاق' اچھی ہمسائیگی اور دوسروں کو اذیت نہ دینا نیز کم گفتگو کرنا' زیادتی رزق کا باعث بنتے ہیں''۔

۹

نیز آپؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: ''مومن چار چیزوں سے یا ان میں سے ایک سے خالی نہیں ہوسکتا۔ دوسرا مومن اس سے حسد کرے گا اور یہ سب سے آسان تر ہے۔ منافق اس کے عیوب تلاش کرے گا' دشمن اس سے جنگ کرے گا۔ شیطان اس کو فریب دے گا''۔

۱۰

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جس کے پاس نہ ہوں اس کی زندگی خوشگوار نہیں ہوسکتی۔ تندرستی' امنیت' دولت' قناعت' موافق' ہمدم''۔

(۱۱)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت بیان کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
رسولِ خدا نے فرمایا ہے: ''پانچ چیزیں ایسی ہیں جب کسی میں پائی جائیں تو اسے جہنّم کی آگ کے بارے میں خدا کی پناہ حاصل کرنی چاہیے (یعنی یقینی طور پر وہ جہنّم کی آگ میں جائے گا' اگر وہ توبہ نہ کرے):

۱- جب کوئی گناہ کسی قوم میں پایا جائے اور وہ اس کو سرعام انجام دیں تو وہ طاعون یا کوئی ایسی بیماری جس کی ان کے گذشتگان میں مثال نہ ملے گی' سے دوچار ہوں گے۔

۲- ناپ تول کم کرنے والے تو قحط میں اور روزی کی تنگی میں مبتلا ہوں گے نیز بادشاہ کے ظلم و جور کا شکار ہوں گے۔

۳- زکوٰۃ ادا کرنے والوں پر آسمان سے بارش رُک جائے گی۔ اگر جانور نہ ہوتے تو ان لوگوں پر بارش نہ ہو۔

۴- خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کیا ہوا عہد و پیمان توڑنے والوں پر ان کا دشمن مسلط کر دیا جائے گا۔ وہ دشمن ان کا کچھ مال غصب کر لیں گے۔

۵- جو قوم اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق حکم نہ کرے' تو ان کے قرار دیا جائے۔

(۱۲)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
''تحقیق اللہ تعالیٰ چھ قسم کے لوگوں کو چھ قسم کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دے گا۔

عربوں کو تعصب کی وجہ سے' قوم کے رئیس کو اس کے تکبر کی وجہ سے' حاکموں کو ان کے ظلم و جور کی وجہ سے' فقہاء کو حسد کی وجہ سے' تجار کو خیانت کی وجہ سے' دیہاتیوں (گاؤں والوں) کو جہالت کی وجہ سے''۔

(۱۳)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''چھ چیزیں ایسی ہیں جن میں انسان کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے: معرفت' جہالت' خوشی' غضب' نیند اور بیداری''۔

(۱۴)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے فرمایا: ''میرے دوست و محبوب (یعنی سیدالانبیاءؐ) نے مجھے سات چیزوں (خصال) کے بارے میں وصیت فرمائی اور فرمایا: ان کو کسی حال میں ترک نہ کیا جائے:

۱- جو تم سے کم ہیں ان کی طرف دیکھو۔

۲- اپنے سے اُوپر والے کی طرف نہ دیکھو۔

۳- فقراء سے محبت کرو اور ان کے قریب رہو۔

۴- ہمیشہ سچ بولو خواہ وہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو۔

۵- صلہ رحم کرو خواہ رشتہ دار تم سے قطع تعلق کریں۔

۶- لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔

۷- لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ زیادہ کہو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک ہے''۔

(۱۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے روایت فرمائی ہے' آپؑ نے فرمایا: ''رسولؐ خدا نے فرمایا ہے: آٹھ قسم کے لوگ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں کرے گا:

۱-وہ غلام جو فرار ہو چکا ہے جب تک وہ واپس نہ آ جائے۔

۲- وہ عورت جو اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے اور شوہر اس پر غضب ناک ہو۔

۳-زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا۔

۴-وضو کو چھوڑنے والا۔

۵- وہ عورت جو بالغ ہو چکی ہے لیکن بغیر چادر کے نماز ادا کرے۔

۶-وہ امامِ جماعت جو نماز پڑھاتا ہے لیکن لوگ اس کو پسند نہیں کرتے۔

۷-زنین''۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ زنین کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پاخانہ و پیشاب کو روک کر نماز ادا کرے۔

۸- بے ہوش۔ پس یہ آٹھ لوگ ہیں جن کی نماز کو اللہ قبول نہیں کرتا''۔

(۱۶)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں: رسولِ خدا نے برنی کھجور کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''میرے دوست جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ اس کھجور میں نو چیزیں پائی جاتی ہیں:

۱- شیطان کو تباہ کرتی ہے۔

۲- پشت کو قوی کرتی ہے یعنی کمر کو مضبوط کرتی ہے۔

۳-قوتِ جماع کوزیادہ کرتی ہے۔
۴-قوتِ باصرہ اور قوتِ سامعہ کوزیادہ کرتی ہے۔ ۵- خدا کے قریب کرتی ہے۔
۶-شیطان سے دُور کرتی ہے۔
۷-غذا کو ہضم کرتی ہے۔
۸- درد کو دُور کرتی ہے۔
۹- منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے"۔ (شیطان کو تباہ کرنے سے مراد غالباً جراثیموں کا خاتمہ ہے۔ المصحح)

۱۷

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "تفریح و گردش دس چیزوں میں ہے (یعنی اسبابِ تفریح دس چیزیں ہیں): پیدل چلنا' سواری کرنا' غوطہ لگانا' سبزہ کی طرف دیکھنا' کھانا پینا' جماع کرنا' مسواک کرنا' حمام میں دونوں ہاتھوں کوگلِ خیرو (سفید رنگ کی مٹی ہوتی ہے جو ایران و عرب کے حماموں میں رکھی ہوتی ہے اور اس کو صابن وغیرہ کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں) سے دھونا' یا حمام کے باہر دھونا۔ لوگوں سے باتیں کرنا (گپ شپ لگانا)"۔

۱۸

حضرت امام باقر علیہ السلام نے حضرت علی بن حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: "چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اس کا اسلام کامل ہے' اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور وہ خدا سے اس حالت میں ملاقات

کرے گا کہ خدا اس سے راضی ہوگا:

۱- جو چیز خدا نے لوگوں کے حق میں اس پر واجب کی ہے اس کو پورا کرے۔

۲-لوگوں سے سچ بولے۔

۳- خدا اور لوگوں سے ہر برائی میں شرم کرے۔

۴- اپنی بیوی بچوں سے حسنِ اخلاق سے پیش آئے (یعنی اپنے گھر والوں سے حسنِ سلوک سے پیش آئے)"۔

(۱۹)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے فرمایا ہے: "میری اُمت پر چار چیزیں لازم ہیں:

۱-توبہ کرنے والوں سے محبّت کرنا۔

۲- نیک لوگوں کی مدد کرنا۔

۳- گناہوں کی بخشش طلب کرنا۔

۴- جمعیت کے لیے دعا کرنا (جمعیت سے مراد اہلِ حق کی جماعت ہے۔ المصحح)

(۲۰)

ابو کھمس نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے، آپ نے فرمایا: "چھے چیزیں انسان کے مرنے کے بعد بھی اس کے فائدے میں رہتی ہیں:

۱- نیک بیٹا جو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہے۔

۲-قرآن جو پیچھے چھوڑ کر مر گیا ہو۔

۳-وہ درخت جو اس نے لگایا ہو۔

۴-وہ کنواں جو اس نے کھودا ہو اور لوگ اس سے سیراب ہوتے ہوں۔

۵-صدقۂ جاریہ۔

۶- وہ نیک سنت و روش جو قائم کر کے جائے اور بعد میں اس پر عمل ہوتا رہے"۔

○○○

بارہویں فصل

احکام کو یاد کرنے اور تفہیم و تذکیرِ قرآن کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں مرازم بن حکیم سے روایت ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرے گا وہ کافر ہے''۔

(۲)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ''سب سے افضل عمل اللہ کے نزدیک وہ محبت ہے جو سنتِ رسولؐ کے مطابق انجام دیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو''۔

(۳)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے رسولِ خدا سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص میری اُمت کے اختلاف کے وقت میری سنت سے تمسک کرے گا اُس کو سو شہید کے برابر اجر عطا کیا جائے گا۔

ایک شخص امیرالمومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے امیر! مجھے سنت اور بدعت کے بارے میں بیان فرمائیں یہ کیا ہیں؟ اور جماعت اور فرقہ کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

پس امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: ''سنت وہ چیز ہے جس کی بنیاد رسولِ خدا نے رکھی ہو اور بدعت وہ ہے جو آپؐ کے بعد ایجاد ہو۔ جماعت سے اہلِ حق مراد ہیں خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں اور فرقہ اہلِ باطل ہیں اگرچہ وہ بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہوں''۔

(۴)

حضرت امام ابوعبداللہ صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص سنت کی مخالفت کرے گا وہ کافر ہے''۔

(۵)

نیز آپؑ نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''سنت کی دو قسمیں ہیں: ۱- واجبات میں سنت جس کو اخذ کرنا ہدایت اور ترک کرنا گمراہی ہے اور دوسری سنت غیر واجبات میں ہے جس کو اخذ کرنا فضیلت اور ترک کرنا گناہ نہیں ہے''۔

(۵)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص سنت سے تجاوز کرے گا اس نے سنت کو رد کر دیا ہے''۔

(۶)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''ہر شخص کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے' اگر اس کی کمزوری سنت ہے تو وہ ہدایت یافتہ ہے اور اگر اس کی کمزوری بدعت ہے تو وہ گمراہ ہے''۔

(۷)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''ہر چیز کا خدا کی کتاب اور سنتِ رسولؐ کے ساتھ مقائسہ کرو۔ اگر کوئی حدیث کتبِ خدا کے خلاف ہے تو وہ باطل اور لغو ہے''۔

(۸)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق یہ دل اپنی جگہ سے گلے تک مضطرب ہے اور گردش کرتا ہے' جب تک کہ اس کو حق نہ مل جائے اور جب یہ حق پالیتا ہے تو یہ اپنی جگہ قرار حاصل کرلیتا ہے یعنی مطمئن ہوجاتا ہے۔ پھر آپؑ نے اپنی انگلیوں کو ملایا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا (الانعام:۱۲۵) ''خدا جس شخص کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کردیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ کرے اس کے سینے کو اسلام کے بارے میں تنگ کردیتا ہے''۔

۹

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''تحقیق سنت کو قیاس سے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سنت میں قیاس کیسے کارآمد ہوسکتا ہے' جبکہ عورت پر حالت حیض میں چھوٹنے والی نمازوں کی قضا نہیں ہے اور روزوں کی قضا ہے (جبکہ نماز روزے سے افضل ہے)''۔

۱۰

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت فرمائی: ''آگاہ ہوجاؤ ہر حق حقیقت ہے اور ہر درستی نور ہے۔ پس جو کتاب خدا کے موافق ہے اس کو اخذ کرو اور جو سنتِ رسولؐ کے خلاف ہے اس کو چھوڑ دو''۔

۱۱

نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''خدا رحم کرے اس شخص پر جو رسولِ خدا سے حدیث کو نقل کرے اور اس میں جھوٹ نہ بولے۔ اگر چہ لوگ اس سے منہ موڑ لیں''۔

۱۲

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا کا ارشاد مبارکہ ہے: ''جب تمہارے پاس مختلف و متفاوت حدیث آئے تو اگر اس کا کچھ حصہ دوسرے بعض کی تکذیب کرے تو وہ میری حدیث نہیں ہے۔ میں نے اس کو بیان نہیں کیا وہ میری طرف منسوب کی گئی ہے اور جب کوئی حدیث تمہارے پاس

آئے اور اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرے تو وہ میری حدیث ہے اور اس کو میں نے بیان کیا ہے۔ پس جس شخص نے میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو شخص میری زیارت کرے گا میں اس کا قیامت کے دن گواہ اور شاہد ہوں گا''۔

(۱۳)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے محمد بن مسلم سے فرمایا: ''اے محمد! جو روایت تمہارے پاس آئے خواہ فاسق کے ذریعے ہو یا نیک و عادل کے ذریعے' اگر وہ قرآن کے موافق ہو تو اس کو قبول کرو۔ اور جو حدیث تمہارے پاس آئے خواہ نیک و صادق سے آئے یا فاسق و بدکردار سے' اگر وہ قرآن کے خلاف ہے تو اس کو قبول نہ کرو''۔

(۱۴)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے جو آپؑ نے ایک طویل خبر کے ضمن میں المص کی تفسیر کے ذیل میں لبید نامی شخص سے فرمائی:

''پس جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ قرآن مبہم ہے پس وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس طرح کی گفتگو سے پرہیز کرو۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: الف ایک ہے اور لام کے عدد تیس ہیں اور میم کے عدد چالیس ہیں اور صاد کے نوے ہیں۔ پس ایک سو اکسٹھ ہو گئے''۔

پھر فرمایا: ''اے لبید جب ایک سو اکسٹھ واں ماہ شروع ہو گا اللہ اس قوم سے ان کے بادشاہ کو واپس لے لے گا''۔

(۱۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جس طرح گھر کی حدود ہوتی ہیں ایسے ہی قرآن کی حدود ہیں''۔

(۱۶)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''ایک جماعت نے سعد بن عبادہ سے کہا: اے سعد! اگر تو دیکھتا ہے کہ ایک شخص تیری بیوی کے اُوپر لیٹا ہوا ہے تو تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ اس نے کہا: میں اس کو قتل کردوں گا۔ اچانک رسولِ خدا باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے سعد! کس کو تلوار سے قتل کرنا چاہتا ہے؟ لوگوں نے ساری بات رسولِ خدا کی خدمت اقدس میں پیش کردی اور جو کچھ سعد نے کہا وہ بھی آپؐ کو بتا دیا۔

پس آپؐ نے فرمایا: اے سعد! وہ چار گواہ کہاں جائیں گے جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ پس سعد نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میری آنکھوں نے دیکھا ہے اور اللہ بھی جانتا ہے کہ اس نے یہ کام کیا ہے پھر بھی چار گواہ ضروری ہیں؟ رسولِ خدا نے فرمایا: تیری آنکھوں کے دیکھنے اور علمِ خدا کے باوجود بھی چار گواہ ضروری ہیں کیونکہ اللہ نے ہر چیز کے لیے کوئی حد معین فرمائی ہے۔ پس جو اللہ کی حد سے تجاوز کرے گا اس کے لیے حد ہے۔ چار گواہوں سے کم کو خدا نے مسلمانوں پر پوشیدہ کردیا ہے''۔

(۱۷)

علی بن عبدالعزیز نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے

کہ آپؑ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو اسلام کی اصل اور اس کی فرع، اسلام کی بلندی کے بارے میں خبر نہ دوں۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: کیوں نہیں ضرور خبر دیں۔ آپؑ نے فرمایا: اسلام کی اصل جڑ نماز ہے، اس کی فرع (یعنی شاخ) زکوٰۃ ہے اور اس کی بلندی راہِ خدا میں جہاد ہے۔ کیا میں تم کو ابوابِ خیر وخوبی کو بیان کروں۔ فرمایا: روزہ ڈھال، صدقہ گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے۔ رات کی تاریکی میں انسان کھڑا ہو جائے اور اپنے رب سے مناجات کرے اور اس کے بعد آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (السجدہ ۱۶) ''جو لوگ ان کے پہلو بستروں سے رات کے وقت آشنا نہیں ہوتے اور وہ عذاب کے خوف اور رحمت کی امید سے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کو راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں''۔

۱۸

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ''واجبات میں سے سب سے افضل جہاد ہے''۔

۱۹

نیز آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا کا ارشاد گرامی ہے: ''تمام خیر وخوبی تلوار میں اور تلوار کے سائے میں ہے اور لوگ تلوار کے ذریعے ہی سیدھے رہتے ہیں اور جنت و جہنم کی چابیاں تلواریں ہیں''۔

○○○

تیرہویں فصل

حرام وغیرہ سے اجتناب کے بارے میں

(۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے مال کو حرام طریقہ سے کھائے گا وہ میرا دوست نہیں ہوسکتا''۔

(۲)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص قسم اٹھاتا ہے کہ وہ اپنی ناک دیوار سے رگڑے گا تو خدا اس کو ضرور کسی مصیبت میں مبتلا کرے گا تاکہ اس کی ناک کو ضرور دیوار سے رگڑا جائے۔

(۳)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (سورہ رحمٰن آیت ۴۶۔ ''اور جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں'') کے بارے میں پوچھا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص یہ جانتا ہے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے اور جو کچھ وہ

بولتا ہے وہ اس کو سن رہا ہے اور جو کچھ وہ خیر وشر کرتا ہے اس کو دیکھتا ہے پس یہ چیز اس کو اس فعل قبیح سے روکتی ہے۔اس وجہ سے وہ اپنے رب کے مقام سے ڈرتے ہیں اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتے ہیں''۔

﴿۴﴾

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے تین آنکھوں کے۔

۱- وہ آنکھ جو خدا کی خوشنودی کی خاطر راتوں کو جاگتی ہے۔

۲-وہ آنکھ جو خوفِ خدا سے روتی ہو۔

۳- وہ آنکھ جو خدا کے محرمات سے بچنے کے لیے اشک ریزی کرے''۔

﴿۵﴾

نیز آپؑ سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''انسان پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی سوائے اس کے گناہ کی وجہ سے اور جو اللہ معاف کردیتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے''۔

﴿۶﴾

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد کے ذریعے رسولِ خدا سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ایک بندہ اپنے ایک گناہ کی وجہ سے جہنّم میں ایک سو سال تک گرفتار رہے گا اور وہ اپنے عزیز و اقارب اور زوجہ کو جنت میں دیکھتا ہوگا''۔

٧

نیز آپؑ سے روایت ہے' آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''تحقیق بندے کے گناہ بندے کو رزق سے محروم کر دیتے ہیں اور یہ خود خدا کا اپنا ارشاد ہے:
اِنَّا بَلَوۡنٰهُمۡ كَمَا بَلَوۡنَاۤ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ(القلم' آیت ١٧) ''ان کو ہم نے گرفتار کیا جیسا کہ ہم نے اصحابِ جنت کو گرفتار کیا''۔

٨

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''گناہ ایک مسلمان کی روزی کو روک دیتے ہیں''۔

٩

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی بندہ اپنے رب سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو شانِ خدا ہے کہ کم یا زیادہ مدت میں خدا اس کی حاجت کو پورا کرنے والا ہی ہوتا ہے۔ اس دوران میں وہ بندہ گناہ انجام دے دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے:
''اس کی حاجت کو پورا نہ کرو اور اس کو اس پر محروم قرار دو کیونکہ یہ میرے غضب سے دوچار ہو گیا ہے لہٰذا میں نے اس کو محروم کر دیا ہے''۔

١٠

حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ سے کبیرہ گناہوں کے

بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہیں؟ کہتے ہیں کہ پس آپؑ نے تحریر فرمایا: ''کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر خدا نے جہنّم کی وعید سنائی ہے اور اگر بندہ مومن ہو تو اس کے وہ گناہ بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

نفس محترم کو قتل کرنا' والدین کا عاقّ کرنا' سود کھانا' مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ کافر ہونا' پاک باز اور شوہردار عورت پر زنا کی تہمت لگانا' یتیم کا مال کھانا اور جنگ سے فرار کرنا۔

۱۱

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''چھوٹے گناہوں سے بچو کیونکہ یہ وہ گناہ نہیں ہیں جو بخشے جائیں۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یہ حقیر اور چھوٹے گناہ کون سے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ گناہ ہے جس کے بارے میں انسان یہ کہہ دے کہ کاش اگر مجھ سے یہ گناہ سرزد نہ ہوتا تو میں خوش بخت تھا''۔

۱۲

نوفلی نے روایت کی ہے' وہ کہتا ہے کہ ایک دفعہ رسولِؐ خدا ایک ایسے گروہ کے قریب سے گزرے جو ایک مرغی کو ہدف بنا کر اس پر تیر بارانی کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: خدا ان پر لعنت کرے۔ یہ کون لوگ ہیں۔

۱۳

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''استغفار کرنے کے باوجود بھی گناہ کو ترک نہ کرے وہ خدا سے مذاق کرنے والا ہے''۔

(۱۴)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''کوئی گناہِ صغیرہ اصرار و تکرار (لگاتار) کرنے سے صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے اور توبہ واستغفار کرنے سے کوئی کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا بلکہ معاف ہو جاتا ہے''۔

(۱۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے والد محترم علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم کے قریب سے گزرے تو آپؑ نے دیکھا کہ وہ قوم گریہ کر رہی ہے۔ آپؑ نے پوچھا یہ لوگ گریہ کیوں کر رہے ہیں؟ جواب ملا: یہ اپنے گناہوں پر گریہ کر رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: رونا چھوڑ دو اللہ نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں''۔

(۱۶)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''ایک یہودی لڑکا تھا جو رسولِ خدا کی خدمت میں بہت زیادہ آیا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ اس آنے کو اپنے لیے مشکل نہیں سمجھتا تھا۔ بعض اوقات رسولِ خدا اس کو اپنے کام کے لیے بھی بھیج دیتے تھے اور اگر کسی قوم کو خط لکھنا ہوتا تو وہ بھی اس لڑکے سے لکھواتے۔ ایک دفعہ وہ کافی دن رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ ایک دن رسولِ خدا نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ اس دنیا میں زندگی کے آخری ایام گزار رہا ہے (یعنی وہ مرض الموت میں مبتلا ہے) پس رسولِ خدا اپنے

اصحاب میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچے۔ چونکہ یہ آپؐ کی برکت تھی کہ آپؐ جس سے بھی بات کرتے تھے وہ آپ کو جواب دیتا۔ پس آپؐ نے اس لڑکے کو آواز دی تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور عرض کیا: لبیک یا ابوالقاسم! آپؐ نے فرمایا: گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں اس کا برحق رسول ہوں۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا لیکن منہ سے کوئی جواب نہ دیا تو رسولِؐ خدا نے دوبارہ اس کو آواز دی اور وہی کلمات دہرائے جو آپؐ نے پہلی مرتبہ فرمائے تھے۔ اُس نے پھر اپنے والد کی طرف دیکھا اور منہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر رسولِؐ خدا نے تیسری مرتبہ اس کو پکارا اور وہی کلمات دہرائے جو آپؐ نے پہلی مرتبہ فرمائے تھے۔ پس وہ پھر اپنے والد کی طرف متوجہ ہوا۔

اب اس کے والد نے کہا: اگر تو چاہتا ہے تو گواہی دے دے اگر نہیں چاہتا نہ دے پس اس لڑکے نے کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ۔ اس گواہی کے بعد وہ لڑکا مر گیا۔ رسولِؐ خدا نے اس کے والد سے فرمایا: اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ پھر آپؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اس کو غسل دو، کفن دو اور میرے پاس لے کر آؤ تاکہ میں اس کی نماز جنازہ ادا کروں۔ پھر آپؐ وہاں سے باہر تشریف لائے اور فرما رہے تھے: الحمدللہ، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری وجہ سے ایک بندے کو جہنّم (کی آگ) سے آزاد کر دیا ہے''۔

١٧

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسولِؐ خدا فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ہے: ''مجھے قسم ہے اپنی عزت و بزرگی کی کہ میں کسی بندے کو اس دنیا سے

باہر نہیں نکالتا حالانکہ میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اس پر رحم کروں تا کہ کاملاً ہر گناہ سے جو اس نے انجام دیا ہے وہ پاک ہو جائے۔ میں اس مرض سے جو اس کے بدن کو لاحق ہوتی ہے یا اس کے روزی و معاشی زندگی میں تنگی کی وجہ سے یا دنیا میں اس کو خوف لاحق کرنے کی وجہ سے۔ اور اگر پھر بھی اس کے گناہوں کا کفارہ نہ ہو تو اس کی موت کے وقت سختی کے سبب اس کے گناہ کو معاف کرتا ہوں اور مجھے قسم ہے اپنی عزت و بزرگی کی کہ اگر میں اس کو اس دنیا سے نکالتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ میں اس کو عذاب دوں تو پھر میں اس دنیا میں اس کے نیک اعمال کا اس کو پورا پورا بدلہ دیتا ہوں۔ اس کے رزق کی وسعت کی وجہ سے اس کے بدن کی صحت کے ساتھ یا دنیا میں امن کے ساتھ۔ اور اگر پھر بھی اس کے نیک اعمال کا بدلہ باقی رہ جائے تو اس پر اس کی موت کے وقت اس کی موت کو آسان کر دیتا ہوں"۔

(۱۸)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: "تحقیق جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو گرامی و مکرم کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس بندے کے ذمہ گناہ بھی ہوں تو خدا اس کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو پھر اس کو کسی مشکل یا حاجت میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر نہ بھی کرے تو پھر اس کی موت کے وقت اس کی موت کو سخت کر دیتا ہے تا کہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ رہے۔ اور اگر کسی بندے کی توہین کرنا چاہتا ہوں اور اس کے اعمال صالحہ بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں تندرستی عطا کرتا ہے اور اگر یہ نہ کرے تو اس کے رزق کو وسیع کرتا ہے اور اگر یہ بھی نہ کرے تو پھر اس کی موت کے وقت آسانی کرتا ہوں تا کہ اس کی اس نیکی کا بدلہ پورا ہو جائے"۔

۱۹

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خداؐ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس نیکی کو انجام بھی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں تحریر کرتا ہے اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور بعد میں نیکی کو انجام نہ دے تو بھی ایک نیکی اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔ اور اگر کوئی بندہ برائی اور گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو انجام نہیں دیتا تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر وہ بدی کے ارادہ کے بعد اس کو انجام دے تو پھر اس کے نامۂ اعمال میں فقط ایک بدی تحریر کی جاتی ہے''۔

۲۰

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''جو نیکی پوشیدہ طور پر کی جائے وہ ستر نیکیوں کے برابر ہوتی ہے اور وہ گناہ و نافرمانی جو سرِعام کی جائے وہ رسوا کر دے گی اور پوشیدہ گناہ کو معاف کر دیا جائے گا''۔

۲۱

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو گناہ کرنے کے بعد ہنسے گا یعنی خوش ہوگا وہ ضرور جہنّم میں جائے گا''۔

۲۲

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اللہ کی بارگاہ

میں سب سے افضل عبادت شکم اور شرمگاہ کو حرام سے محفوظ رکھنا ہے"۔

(۲۳)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "سب سے افضل جہاد، شکم اور شرمگاہ کو حرام سے پاک رکھنا ہے"۔

(۲۴)

روایت بیان ہوئی ہے کہ ایک شخص حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں ایسا شخص ہوں جس کے اعمالِ صالح کم ہیں اور میں روزے بھی کم رکھتا ہوں لیکن میری کوشش و خواہش ہوتی ہے کہ میں سوائے حلال کے اور کچھ نہ کھاؤں اور عورت سے مباشرت بھی حلال طریقہ سے ہو۔ راوی بیان کرتا ہے پس آپؑ نے فرمایا: "وہ کوشش و اجتہاد جو شکم و شرمگاہ کی عفت کے بارے میں کیا جائے اس سے کوئی کوشش و اجتہاد افضل نہیں ہے"۔

(۲۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "وہ چیز جو بندے کو خدا سے سب سے زیادہ دُور کرتی ہے وہ اپنے شکم اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا ہے"۔

(۲۶)

ابوجمیلہ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے یا امام باقر علیہ السلام سے

روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کا زنا میں کوئی حصّہ نہ ہو کیونکہ ہر عضو کا زنا ہے۔ آنکھ کا زنا غیر محرم عورت کی طرف نظر کرنا ہے۔ منہ کا زنا اس کا بوسہ لینا ہے۔ ہاتھوں کا زنا غیر محرم کو مس کرنا ہے خواہ شرمگاہ اس کو انجام دے یا نہ دے''۔

۲۷

حضرت امام کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے اپنے ایک فرزند سے فرمایا: ''اے فرزند! تم پر کوشش کرنا واجب ہے۔ تم اپنے آپ کو خدا کی عبادت و اطاعت کی سب سے کم حد سے خارج نہ کرنا' کیونکہ خداوند کریم کی کماحقہ عبادت ممکن نہیں ہے۔ (کم از کم حد جو عبادت کی ہے اس کو نہیں چھوڑنا چاہیے)''۔

۲۸

حضرت جابر نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''اے جابر! خدا تجھے نقص و تقصیر کی حد سے خارج نہ کرے (یعنی عبادت کی کم از کم جو حد ہے اس سے خارج نہ کرے)''۔

○○○

چودھویں فصل

والدین کے حقوق اور اُن سے حسنِ سلوک کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے رسولِ خداؐ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خداؐ سے سوال کیا گیا: "اے رسولؐ! انسان پر سب سے زیادہ بڑا حق کس کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کے والدین کا ہے"۔

(۲)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تحقیق کوئی شخص اپنے والدین کی زندگی میں ان کے بارے میں نیک سلوک کرنے والا شمار ہوتا ہے اور جب وہ مرجاتے ہیں وہ ان دونوں کے لیے طلبِ مغفرت نہیں کرتا تو اللہ اس کو عاق لکھ دیتا ہے۔ اور ایک شخص وہ ہے جو اپنے والدین کی زندگی میں نافرمان شمار ہوتا ہے (کیونکہ ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا) اور جب وہ مرجاتے ہیں پھر ان دونوں کے لیے بہت زیادہ طلب واستغفار کرتا ہے۔ پس اس کو نیکوکار تحریر کردیا جاتا ہے"۔

(۳)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِؐ

خدا سے سوال کیا گیا: ایک باپ کا اپنے بیٹے پر کیا حق ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: اس کے نام سے اس کو آواز نہ دے' اس کے آگے نہ چلے' اس سے پہلے نہ بیٹھے۔ اس کی گالیاں دلوانے کا سبب نہ بنے''۔

۴

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کو ترک نہ کرے خواہ اس کے والدین زندہ ہوں یا مر چکے ہوں۔ ان کی نمازیں ادا کر کے ان کی طرف سے حج کرے۔ ان کے لیے روزے رکھے پس وہ جو کچھ ان کے لیے کرے گا وہ اس کے لیے بھی ہوگا۔ پس (اللہ) اس کی نیکی اور صلہ کو اور بھی زیادہ کرے گا''۔

۵

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے وصیّت و نصیحت فرمائیں۔

پس آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دو اگرچہ تجھے آگ میں جلایا جائے اور سخت ترین عذاب دیا جائے۔ اور اگر ظاہری طور پر کبھی تو شرک پر مجبور کردیا جائے تو تیرا دل ایمان پر مطمئن ہونا چاہیے۔ اپنے والدین کو کھانا فراہم کرو اور ان کے ساتھ نیکی کرو خواہ وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں۔ اور اگر وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل اور خاندان سے الگ ہوجاؤ یا اپنے مال سے الگ ہوجاؤ۔ اسی طرح کرو کیونکہ یہ ایمان کی نشانی ہے''۔

(۶)

معمر بن خلاد نے روایت بیان کی ہے۔ میں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرے باپ اور ماں آپؑ کے حق کی معرفت نہیں رکھتے کیا میں ان کے لیے دعائے خیر کرسکتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں ان کے لیے دعائے خیر کرو۔ ان کی طرف سے صدقہ دو اگرچہ وہ زندہ ہی کیوں نہ ہوں۔ اگرچہ دونوں حق کی معرفت نہ رکھتے ہوں تو ان کے ساتھ مدارات کرو کیونکہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے نہ کہ حقوق کے ساتھ"۔

(۷)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "ایک شخص رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور والدین کے ساتھ احسان کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: "اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو، اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو، اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو۔ اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرو، اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرو، اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ آپؐ نے ماں کی نیکی کو باپ کی نیکی سے پہلے ذکر فرمایا (یعنی ماں کا زیادہ حق ہے کہ اس سے نیکی کی جائے اور باپ سے مقدّم ہے)"۔

(۸)

بھنی بن حکیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: "میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو۔ میں نے پھر عرض کیا: اس کے بعد؟ آپؐ نے پھر فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو۔ میں نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کس سے نیکی کروں؟ آپؐ نے پھر فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو۔ میں نے پھر عرض کیا: کس کے ساتھ نیکی کروں؟ پھر آپؐ نے فرمایا: اپنے والد کے ساتھ۔ اس کے بعد جو تیرے زیادہ قریب ہے وہ زیادہ حق رکھتا ہے"۔

(۹)

معاویہ بن وھب نے زکریا بن ابراہیم سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک نصرانی تھا پس میں نے اسلام کو قبول کرلیا اور حج بھی کرچکا تھا۔ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں نصرانی تھا لیکن اب میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ پس آپؑ نے فرمایا: تو نے اسلام میں کون سی چیز کو دیکھا ہے؟ (یعنی جس کی وجہ سے تو مسلمان ہوا ہے) میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ (سورۂ شوریٰ' آیت ۵۳) "تو نہیں جانتا تھا کتاب کیا ہے اور نہ تجھے ایمان کا پتہ تھا لیکن ہم نے اس کو تمہارے لیے نور قرار دیا اور اس کے ساتھ ہم جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں"۔

پس آپؑ نے فرمایا: "تحقیق خدا نے تجھے ہدایت دی ہے پھر آپؑ نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ! اس کو ہدایت عطا فرما۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے فرزند جو چاہتا ہے سوال کر؟ پس میں نے عرض کیا: تحقیق میری ماں اور باپ اور میرا باقی خاندان سب نصرانی ہیں اور میری ماں اندھی ہے اور میں ان کے ساتھ زندگی بسر کرتا

ہوں اور ان کے گھر سے کھانا کھاتا ہوں میرے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کیا وہ سور کا گوشت کھاتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہیں وہ تو اس کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ پس آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرو۔ محبّت سے ان کی طرف دیکھو اور جب وہ مرجائے تو اس کے معاملات دوسروں کے سپرد نہ کرو۔ بلکہ اس کے کفن و دفن کے معاملات خود انجام دو اور میرے پاس آنے کے بارے میں کسی کو خبر نہ دو اور منیٰ میں میرے پاس آنا ان شاء اللہ۔ وہ کہتا ہے میں منیٰ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ آپؑ کے اردگرد جمع تھے جیسے طالب علم اپنے استاد کے اردگرد جمع ہوتے ہیں۔ کبھی یہ سوال کر رہا ہے اور کبھی وہ سوال کر رہا ہے۔ جب میں کوفہ کی طرف واپس آیا تو میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا تھا اور ان کو اچھی غذا دیتا تھا اور اپنی ماں کے پاخانہ و پیشاب والا لباس تبدیل کرتا اور ان کو خود دھوتا اور ان کی بہت زیادہ خدمت کرتا تھا۔ ایک دن میری ماں نے مجھے کہا: اے فرزند! اس سے پہلے تو تو نے میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کبھی نہیں کیا تھا اور اس طرح میری خدمت نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب سے تو نے ہجرت کی ہے یعنی دین نصرانی چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہوا ہے میں تجھے پہلے سے بہتر دیکھ رہی ہوں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا: اے ماں! نبی اکرمؐ کی اولاد میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی تھی اس نے مجھے اس چیز کا حکم دیا ہے۔ میری ماں نے کہا: کیا وہ شخص نبی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں وہ نبی نہیں بلکہ نبی کی اولاد میں سے ہے۔ میری ماں نے کہا: اے فرزند! یہ باتیں انبیاء کی وصیتوں میں سے ہیں۔ پس میں نے عرض کیا: اے میری ماں ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن وہ نبی کے فرزند ہیں۔ پس میری ماں نے کہا: اے میرے بیٹے! تمہارا دین تو بہت اچھا دین ہے اس کو میرے سامنے پیش کرو۔ پس میں نے اپنی ماں کے سامنے دین اسلام کو پیش کیا تو وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئی اور

میں نے اس کو نماز یاد کروا دی۔ پس اس نے ظہر وعصر اور مغرب و عشاء کی نماز ادا کی؛ اس کے بعد وہ اسی رات بیمار ہوگئی۔ اس نے کہا: اے میرے فرزند! جو کچھ تو نے مجھے اپنے دین میں سے مجھے تعلیم دی ہے اس کو دوبارہ دہراؤں۔ پس میں نے اس تعلیم کو دوبار بیان کیا اور اس نے میرے ساتھ اس کا اقرار کیا اور وہ مرگئی۔ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے اس کو غسل دیا اور میں نے اس کو کفن دیا اور میں نے اس پر نماز ادا کی اور خود اس کو قبر میں اُتارا''۔

(۱۰)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسماعیل گزر رہا تھا تو آپؑ نے فرمایا: میں اس سے محبّت کرتا ہوں۔ پس تحقیق اس کے ساتھ میری محبّت زیادہ ہے۔ تحقیق رسول اکرمؐ کی رضاعی بہن آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی جیسے ہی رسولِ خدا نے اس کو دیکھا تو آپؐ بہت خوش ہوئے۔ آپؐ نے اس کے لیے فرش پر چادر بچھائی اور اُسے اس پر بٹھایا۔ آپؐ اس سے باتیں کرنا شروع ہوگئے اور بہت خوش ہو رہے تھے۔ پھر وہ چلی گئی۔ اس کے بعد اس عورت کا بھائی آیا لیکن آپؐ نے اس کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا۔ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے اس شخص کی بہن کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ویسا سلوک نہیں کیا؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہن اپنے ماں باپ کی نسبت مجھ سے زیادہ نیک سلوک کرتی تھی''۔

(۱۱)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ

ایک شخص رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والدین نے بہت لمبی عمر پائی ہے۔ والد اب مر چکا ہے لیکن میری ماں ابھی زندہ ہے' وہ بہت ہی بوڑھی ہو چکی ہے حتیٰ کہ بچوں کی طرح میں اس کو کھانا کھلاتا ہوں اور بچوں کی طرح اس کے سر کے نیچے بازو رکھتا ہوں اور بچوں کی طرح گہوارے میں لٹاتا ہوں اور پھر اس کو ہلاتا ہوں تاکہ وہ سو جائے۔ اب وہ اس قدر بوڑھی ہوگئی ہے کہ اگر وہ مجھ سے کچھ طلب کرے تو مجھے سمجھ نہیں آتی (یعنی بول نہیں سکتی)۔ اور اگر میں اس سے کچھ کہوں تو وہ سن نہیں سکتی۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں نے بارگاہِ خدا سے سوال کیا: میرے لیے دو پستان ظاہر فرما اور ان میں دودھ جاری کردے تاکہ میں اس کو دودھ پلا سکوں۔ وہ کہتا ہے' پھر خدا نے مجھے دو پستان دے دیے ہیں۔ اس نے اپنے سینے سے کپڑا اٹھایا تو دو پستان نظر آئے۔ پھر اس نے ان کو نچوڑا تو ان سے دودھ جاری ہوگیا۔ پھر وہ کہتا ہے میں نے اپنی ماں کو اس طرح دودھ پلایا جیسا وہ بچپن میں مجھے پلاتی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسولِ خدا نے رونا شروع کردیا اور پھر فرمایا: اگر تو اس سب کچھ سے خدا کی قربت کا ارادہ رکھتا تھا خدا نے تجھے تمام خیر و خوبی عنایت فرما دی ہے۔ وہ عرض کرنے لگا: کیا ماں کا جو حق میرے ذمہ تھا میں نے ادا کر دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں ابھی تو اس کو اپنی تکلیف کے وقت چیخ مار کر پکارنے کا حق بھی ادا نہیں کرسکا"۔

(۱۲)

حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو تاکہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیک سلوک کرے اور دوسروں کی عورتوں سے اپنی آنکھوں کو بند رکھو تاکہ تمہاری عورتوں سے دوسروں کی

آنکھیں بند رہ سکیں"۔

(۱۳)

نیز آپ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تین چیزیں ایسی ہیں جن کو ہر حال میں ادا کرنا ضروری اور واجب ہے:

۱- امانت کا ادا کرنا واجب ہے خواہ وہ نیک کی ہو یا بد کی۔

۲- عہد کو پورا کرنا ضروری ہے خواہ وہ نیک سے ہو یا بد سے۔

۳- والدین کے ساتھ احسان کرو خواہ وہ دونوں نیک ہوں یا بد۔

(۱۴)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے اپنی حدیث کے ذیل میں فرمایا: "والدین کے عاق کرنے اور نافرمان ہونے سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کے فاصلہ سے تو تو اُس کو پالے گا مگر والدین کا عاق شدہ اس کو نہیں پا سکے گا۔ اور قاطع رحم (یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنے والا) بوڑھا زانی اور ہمسایہ دوسروں کو اذیت دینے والا' تکبر کرنے والا اس خوشبو کو نہیں پا سکے گا۔ تکبر فقط ذاتِ خدا کے لیے ہے"۔

(۱۵)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "والدین کے حق میں سب سے کم حق اُف تک نہ کہنا ہے اور اگر علم خدا میں اس سے کوئی کم لفظ ہوتا تو خدا اس سے بھی منع کر دیتا"۔

(۱۶)

کتاب روضۃ الواعظین میں جناب رسولؐ خدا سے روایت ہے' آپؐ نے فرمایا: ''خدا رحمت نازل کرے اس شخص پر جو اپنے والدین کی نیکی میں مدد کرے اور خدا رحم کرے اس شخص پر جو اپنے بیٹے کی نیکی پر مدد کرے۔ خدا رحم کرے اس ہمسائے پر جو اپنے ہمسائے کی نیکی میں مدد کرے۔ خدا رحم کرے اس ساتھی پر جو اپنے ساتھی کی نیکی میں مدد کرے اور خدا رحم کرے اس دوست پر جو اپنے دوست کی نیکی میں مدد کرے۔ اور خدا رحم کرے اس مرد پر جو اپنے حاکم کی نیکی میں مدد کرے''۔

(۱۷)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ خدا اس پر موت کی سختی ختم کردے یعنی اس پر سکرات موت آسان ہوجائے اس کو چاہیے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ صلہ رحم کرے' والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے اور جب وہ اس طرح کرے گا تو اس پر سکرات الموت آسان ہوجائے گی اور زندگی میں اس کو فقر لاحق نہیں ہوگا''۔

(۱۸)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰ بن عمران نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے وصیّت فرما۔ خداوند کریم نے فرمایا: میں تجھے اپنے بارے میں وصیّت کرتا ہوں۔ امامؑ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰؑ نے پھر دوبارہ عرض کیا: یارب! مجھے وصیّت کرو۔ خداوند کریم نے پھر فرمایا: میں تجھے اپنے بارے میں

وصیّت کرتا ہوں اور یہ تین مرتبہ دہرایا۔ اس کے بعد پھر حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: یارب! مجھے وصیّت فرما۔ اللہ نے فرمایا: میں تجھے تیری ماں کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں۔ آپؑ نے پھر عرض کی: یارب! مجھے وصیّت فرما۔ خداوند کریم نے فرمایا: میں تجھے تیری ماں کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد آپؑ نے پھر عرض کیا: میرے رب! مجھے وصیّت فرما۔ خداوند کریم نے فرمایا: میں تجھے تیرے والد کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اسی وجہ سے ماں کے لیے نیکی باپ کے ساتھ نیکی سے تین گنا زیادہ ہے"۔

(۱۹)

رسولِؐ خدا نے فرمایا: "والدین کے راضی ہونے سے اللہ راضی ہوتا ہے اور والدین کے ناراض ہونے سے اللہ ناراض ہوجاتا ہے"۔

(۲۰)

رسولِؐ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "جو بندہ اپنے والدین کی طرف پیار کی نظر سے دیکھے گا اللہ اس کے لیے ایک مقبول حج کے برابر ثواب ہر نظر کے مقابل میں عطا کرے گا۔ اصحاب نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اگر کوئی شخص دن میں سو مرتبہ دیکھے تو پھر؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں (اگر سو مرتبہ دیکھے تب بھی) اللہ بڑا ہے اور بہت بڑا نیکی کرنے والا ہے"۔

(۲۱)

نیز آپؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین سے نیکی

کرے گا خداوند کریم اس کی عمر کو زیادہ کرے گا"۔

۲۲

نیز آپؑ نے فرمایا: "تین دعائیں ضرور قبول ہوں گی: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، والد کی دعا"۔

۲۳

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "والد کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں ایسے ہی ہے جیسے ایک نبی کی دعا اپنی اُمت کے لیے ہو"۔

۲۴

حضرت ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس سے مراد کون سا احسان ہے تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے ساتھ اچھی گفتگو کرو، ان کو زحمت میں مت ڈالو۔ ان سے ایسی چیز مت طلب کرو جس کے وہ خود ضرورت مند ہوں۔ اگرچہ وہ خود اس وقت بے نیاز ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ "تم لوگ ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیز راہِ خدا میں خرچ نہ کرو"۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ تمہیں ڈانٹ ڈپٹ کریں تو ان کے سامنے اُف تک

نہ کرو اور اگر وہ آپ کو ماریں تو ان کو جھڑکو مت۔

قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے اگر وہ تمہیں ماریں تو ان سے کہو: اللہ آپ دونوں کو معاف کردے۔ پس یہ تمہاری طرف سے ان کے حق میں قول کریم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ آپؑ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی طرف ہمیشہ پیار و محبّت کی اور نرمی کی نظر سے دیکھو ان کی آواز سے آواز کو بلند نہ کرو اور ان کے آگے قدم نہ اٹھاؤ اور ان کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ بلند نہ کرو۔

(۲۵)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''والدین کا حق فرزند پر یہ ہے کہ وہ ان کا قرض ادا کرے۔ ان کی نذر و منت کو پورا کرے، ان کو گالیاں دلوانے کا سبب نہ بنے۔ پس جو شخص ایسا کرے گا وہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا شمار ہوگا۔ اگرچہ والدین کی زندگی میں عاق ہی شمار ہوتا ہو۔ اگر وہ اپنے والدین کے قرض ادا نہ کرے۔ نذر و منت کو ادا نہ کرے اور گالیاں دلوانے کا سبب فراہم کرے۔ وہ عاق شمار ہوگا خواہ والدین کی زندگی میں نیکی کرنے والا شمار ہوتا رہا ہو''۔

(۲۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''میں اپنی اُمت کے حاضر کو غائب کو جو ماں کے رحموں میں ہیں یا باپ کے صلب میں ہیں قیامت تک تمام کو وصیّت کرتا ہوں کہ اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگرچہ ان میں سے کوئی دو سال سفر میں رہیں تب بھی ان سے نیکی کرو یہ حکمِ دین ہے''۔

﴿۲۷﴾

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ایک عربی دیہاتی رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں اسلام میں آپؐ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنے والد کو قتل کرے گا۔ اس اعرابی نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسولِ خدا لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے گفتگو شروع کر دی۔ اس اعرابی نے دوبارہ کلمات دہرائے کہ میں آپؐ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ رسولِ خدا نے دوبارہ وہی کلمات دہرائے تو اس اعرابی نے دوبارہ اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ پس رسولِ خدا نے دوبارہ لوگوں کی طرف رخ کیا اور ان سے گفتگو شروع کر دی۔ پھر اعرابی نے وہی کلمات دہرائے تو آپؐ نے فرمایا: اپنے والد کو قتل کرے گا۔ اس نے عرض کیا: ہاں۔ پس آپؐ نے اس سے بیعت لے لی۔ رسولِ خدا نے اس سے فرمایا: اب تو خدا کے اس فرمان کے تحت داخل ہوا ہے:

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ توبہ آیت ۱۶) ''خدا اور رسول اور مومنین کے علاوہ کسی کو دوست نہ بناؤ اور کسی کو اپنا ہمراز قرار نہ دو''۔ پھر آپؐ نے فرمایا: میں کبھی بھی والدین کے حقوق (نافرمانی) کا حکم نہیں دوں گا بلکہ ان کے ساتھ اس دنیا میں نیکی کرو''۔

﴿۲۷﴾

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''رسولِ خدا ایک جوان کی موت کے وقت اس کے پاس گئے۔ پس آپؐ نے اس سے فرمایا: لا الٰہ الا اللّٰہ کہو۔ ہر چند اس نے کوشش کی لیکن اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی۔ آپؐ

نے ایک عورت سے جو اس کے سرہانے کی طرف کھڑی تھی' فرمایا: کیا اس جوان کی ماں ہو؟ اس عورت نے عرض کیا: حضور! ہاں میں اس کی ماں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تو اس پر ناراض ہے؟ اس نے جواب میں عرض کیا: ہاں! چھ سال سے میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا: اس جوان پر راضی ہو جا۔ اس عورت نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کی او. اللہ کی خوشنودی و رضایت کی خاطر اس سے راضی ہوں۔ پھر رسولِؐ خدا نے اس جوان سے کہا: لا الٰہ الا اللّٰہ کہو۔ اس بار اس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہہ دیا۔

اس کے بعد رسولِؐ خدا نے فرمایا: تو نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ ایک سیاہ رنگ کا شخص ہے جو بہت ہی بدصورت اور بدبودار ہے۔ وہ آیا اور اس نے میرے گلے کو پکڑا ہوا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اب کہو: "اے وہ ذات جو تھوڑا قبول کرتی ہے اور زیادہ کو معاف کر دیتی ہے تو میری طرف سے تھوڑے کو قبول کرے اور زیادہ کو مجھ سے معاف فرما دے کیونکہ تو بہت زیادہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

اس جوان نے یہ کلمات دہرائے۔ اس کے بعد رسولِؐ خدا نے فرمایا: اب کیا دیکھ رہا ہے؟ اس نے جواب میں عرض کیا: میں ایک جوان کو دیکھ رہا ہوں جو نہایت خوبصورت اور سفید چہرے والا ہے اور بہت اچھی خوشبو اس سے آ رہی ہے وہ میرے قریب آیا ہے اور اس نے اس سیاہ چہرے والے بدصورت کو مجھ سے دُور کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ان کلمات کو دوبار پڑھو۔ اس نے دوبارہ وہ کلمات اپنی زبان پر جاری کیے۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا: اب میں اس بندے کو اصلاً نہیں دیکھ رہا بلکہ وہ خوبصورت نظر آ رہا ہے اور وہ میرے قریب ہے۔ اسی حال میں اس کی سانسوں کی ڈوری ٹوٹ گئی۔

(۲۸)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''حقوق والدین میں سے یہ ہے کہ انسان والدین کی طرف تیز وتند نظر سے نہ دیکھے''۔

(۲۹)

نیز آپؑ سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''جب والدین کسی پر ظلم کر رہے ہوں تو وہ شخص اپنے والدین کی طرف غصّے سے دیکھے تو ایسے شخص کی نماز قبول نہیں ہوگی''۔

(۳۰)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت کا ایک پردہ اٹھایا جائے گا تو اس کی خوشبو کو ہر ذی روح پانچ سو سال کی مسافت محسوس کرے گا سوائے ایک گروہ کے۔ راوی بیان کرتا ہے: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! وہ کون ہوں گے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ لوگ ہوں گے جن کو والدین عاق کر دیں گے''۔

(۳۱)

عبداللہ بن مسکان سے روایت ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں: ''تحقیق میرے والد (اللہ ان کے چہرے کو کرامت والا قرار دے) نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ساتھ اس کا بیٹا

بھی تھا اور اس کے بیٹے نے اپنے والد کے بازو کا تکیہ بنایا ہوا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: جب تک علی بن حسین علیہما السلام اس دنیا میں زندہ رہے اس شخص سے (یعنی بیٹے سے) آپؑ نے کلام نہیں کی۔

OOO

پندرھویں فصل

صلہ رحم کے بارے میں

(۱)

کتابِ محاسن میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ فرماتے ہیں: رسولِؐ خدا نے فرمایا: ''اپنی اُمت کے ہر حاضر' غائب اور جو مردوں کی صلبوں میں ہیں اور عورتوں کے رحموں میں ہیں' ان سب کو قیامت تک میری وصیّت ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کریں اگرچہ وہ ایک سال کی مسافت پر رہتے ہوں کیونکہ یہ دین کا حکم اور دستور ہے۔

(۲)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اے لوگو! حالقہ سے بچو کیونکہ یہ مردوں کو مار دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: حالقہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے قطع تعلق کرنا ہے''۔

(۳)

رسولِؐ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس پر گناہ گار کو خدا دنیا میں عذاب دینے میں جلدی کرتا ہے اور پھر آخرت میں بھی اس

کوگناہ گار کے لیے ذخیرہ کرتا ہے سوائے بغاوت اور رشتہ داروں و عزیزوں سے قطع تعلقی کے"۔

(۴)

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا: "قیامت کے دن انسانی جسم کے اعضاء میں سے سب سے پہلے جسم رحم بھرے گا اور بارگاہِ خدا میں عرض کرے گا: اے خدایا! جس نے دنیا میں میرے ساتھ اچھا صلہ دیا ہے تو اس کو آخرت میں اچھا صلہ دے اور اس کو اپنی رحمت کے ساتھ نواز اور جس شخص نے دنیا میں مجھے قطع کیا ہے آج تو بھی اپنے اور اس کے درمیان قطع کر دے"۔

(۵)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "صلہ رحم کردار کو پاک' بلا اور مصیبت کو دُور کرتی ہے۔ مال کو زیادہ اور آخرت کے حساب کو کم' آسان اور موت کو دُور کرتی ہے"۔

(۶)

نیز آپؑ نے رسولِ خدا سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "والدین کے ساتھ احسان اور صلہ رحم دونوں حساب کو آسان کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ (سورہ رعد' آیت ۲۱) "یہ وہ لوگ ہیں جن سے تعلقات کے قائم کرنے کا حکم دیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں"۔

۷

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ نیک سلوک یہ دونوں طولانی اور وُسعتِ رزق کا موجب ہیں"۔

۸

حضرت علی بن حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جو شخص خدا کی خوشنودی کی خاطر شادی کرے اور صلہ رحم کرے گا خداوند کریم قیامت کے دن اس کی بادشاہوں والے تاج سے تاج پوشی فرمائے گا"۔

۹

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "صلہ رحم کرو خواہ اپنے عزیز کو ایک گھونٹ پانی پلا کر ہی کیوں نہ ہو اور سب سے بہترین صلہ رحم یہ ہے کہ ان کو اذیت نہ دو"۔

۱۰

رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا رزق وسیع ہو اور اس کی زندگی طولانی ہو پس اس کو صلہ رحم کرنا چاہیے"۔

۱۱

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی کنیز سالمہ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہے:

''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں آپؑ کی خدمت میں موجود تھی۔ آپؑ غشی کی حالت میں تھے۔ جب آپؑ کو ہوش آیا تو آپؑ نے حسن بن علی بن علی بن حسین جو افطس ہے اس کو ستر دینار اور فلاں کو اتنے اور فلاں کو اتنے دینار دے دینا۔ پس میں نے عرض کیا: آپؑ اس شخص کو عطا کر رہے ہیں جس نے چاقو کے ساتھ آپؑ پر حملہ کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر کیا تو نے قرآن کو نہیں پڑھا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میں نے پڑھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: پھر تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے:

وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ○ ''یہ وہ لوگ ہیں جن سے تعلقات کے قائم رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اس کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور قیامت کے دن سے میرے حساب لینے سے ڈرتے ہیں''۔ (سورہ رعد، آیت ۲۱)

(۱۲)

نیز آپؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: ''میں اپنے عزیزوں و اقارب کے ساتھ صلہ رحم کرتا ہوں قبل اس کے کہ وہ مجھے معاف کر دیں (یعنی مرنے کے بعد وہ معاف کریں گے)''۔

(۱۳)

نیز آپؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا: تین عمل ایسے ہیں جو دنیا و آخرت کی خیر و خوبی ہیں:

۱۔ جس نے تمہارے اُوپر ظلم کیا ہے اس کو بخش دو۔

۲-جو تم سے قطع تعلق کرے اس کے ساتھ تعلق قائم کرو۔
۳-نادان و جاہل کے ساتھ حلم و بردباری سے پیش آؤ۔

(۱۴)

جناب رسولِ خداؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمٰن ہوں اور رحم کو میں نے اپنے اسم سے بنایا ہے۔ پس جو صلہ رحم کرے میں اس کو اچھا صلہ دوں گا اور جو قطع رحم کرے گا میں بھی اس سے قطع کرلوں گا''۔

(۱۵)

نیز آپؐ سے روایت ہے' آپؐ نے فرمایا: ''ہر وہ شخص جس کے پاس اس کا چچازاد آتا ہے اور آ کر اس کی بچت سے کچھ کا سوال کرتا ہے اور وہ اس کو دینے سے انکار کردیتا ہے تو خدا بھی قیامت کے دن اپنا فضل اس سے روک لے گا''۔

(۱۶)

نیز آپؐ سے روایت ہے' آپؐ نے فرمایا: ''اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کو قائم رکھو اگرچہ ایک سلام ہی کے ذریعے کیوں نہ ہوں''۔

(۱۷)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''اس قوم پر خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع تعلق کرنے والا شخص موجود ہو''۔

۱۸

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''بنی خثعم قبیلہ کا ایک فرد رسولِؐ خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! بیان کریں افضل الاسلام کیا ہے؟ یعنی اسلام کی سب سے افضل چیز کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ پر ایمان رکھنا۔ اس نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: صلہ رحم ہے۔ اس نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے اس شخص نے پھر عرض کیا: وہ کون سا عمل ہے جس پر خدا بہت زیادہ غضب ناک ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا کسی کو شریک قرار دینا۔ اس نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا: اپنے عزیزوں سے تعلقات ختم کردینا۔ اس کے بعد پھر اس نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: برائی کا حکم اور نیکی سے روکنا ہے''۔

○○○

سولھویں فصل

یتیموں کے بارے میں

(۱)

انس بن مالک سے روایت ہے اس نے رسولِ خدا سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جس شخص کے گھر کوئی یتیم ہو اور وہ اس کو کھانا فراہم کرے، لباس مہیا کرے، اذیت نہ دے اور مارے بھی نہ تو اس کے سارے اعمال قبول ہو جائیں گے''۔

(۲)

جنابِ رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص کسی یتیم کو ایسے دو مسلمان ماں باپ کے سپرد کر دے جو اس کی ضروریات کو پورا کریں تو اس شخص کے لیے جنت واجب ہے''۔

(۳)

نیز رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب کوئی یتیم زمین پر روتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کون ہے جس نے میرے اس یتیم بندے کو رُلایا ہے؟ جس کے والدین کو یا والد کو میں نے زمین کی تہہ میں غائب کر دیا ہے۔ پس ملائکہ جواب دیتے ہیں: تیری ذات منزہ و پاک ہے۔ ہم وہی کچھ جانتے ہیں جو کچھ تو نے

ہمیں علم عطا فرمایا ہے۔ آوازِ قدرت آتی ہے: اے میرے ملائکہ گواہ رہنا۔ تحقیق جو شخص میری خوشنودی کی خاطر اس کو خاموش کرائے گا میں اس کی رضایت کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔

عرض کیا گیا یارسولؐ اللہ! یتیم کو کس طرح خوش کیا جا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کے سر پر دستِ رحمت و شفقت پھیرنا اور اس کو کھجوریں کھلانا"۔ (کھجوروں سے مراد تمام نعماتِ خداوندی ہیں۔ المصحح)

(۴)

نیز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "مسلمانوں کے گھروں میں سے سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: میں اور یتیم پروری کرنیوالا دونوں جنت میں (یوں) اکٹھے ہوں گے' آپ اپنی انگلیوں کو جمع کر کے اشارہ فرما رہے تھے"۔

(۵)

روایت بیان ہوئی ہے کہ کسی شخص نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر قساوت قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا: "اگر تو یہ چاہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو مسکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر شفقت و رحمت سے ہاتھ پھیر"۔

(٦)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص کسی یتیم کو ذلیل کرے گا خدا اس کو ذلیل کرے گا''۔ ایک شخص نے رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں آپؐ کے پاس اپنے دل کی سختی کی شکایت کرنے آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: یتیم کے پاس جاؤ' اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرو اور اس کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاؤ۔ تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تو اپنی حاجت کو پانے میں کامیاب ہو جائے گا''۔

(٧)

رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''یتیم و مسکین کو کھانے کے ساتھ سیر کرو اور یتیم کے لیے مہربان والد کی طرح ہو جاؤ اور مسکین کے لیے مہربان ساتھی کی طرح ہو جاؤ۔ مہربانی کرنے والا دنیا میں جو سانس لے گا اللہ اس کو ہر سانس کے بدلے میں ایک محل جنت میں عطا فرمائے گا''۔

○○○

سترہویں فصل

بزرگوں کے احترام کے بارے میں

۱

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے حضرت رسولِ خدا سے روایت فرمائی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''خدائے بزرگ و برتر نے تین طرح کے احترام و اکرام کو لازم قرار دیا ہے:

۱- پیر مرد (بوڑھا آدمی)

۲- زمین گیر مسلمان

۳- حاملِ قرآن جس نے قرآن کو پس پشت نہ رکھا ہو اور وہ اس میں غلو بھی نہ کرتا ہو۔ ان کے حقِ اکرام کو لازم قرار دیا گیا ہے''۔

۲

نیز آپؐ سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا: ''جو جوان کسی بوڑھے کی بزرگی کی وجہ سے عزت کرے گا تو خداوند کریم اس کے بڑھاپے میں کسی جوان کو فراہم کرے گا جو اس کی عزت و احترام کرے''۔

۳

نیز آپؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بوڑھے بزرگ کو عذاب دینے

میں اللہ کریم شرم و حیا محسوس کرتا ہے''۔

(۴)

ابن عباس نے حضرت رسولِ خدا سے روایت فرمائی ہے' آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بزرگ کا احترام نہ کرے وہ میری اُمت سے نہیں ہے''۔

(۵)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''بوڑھے لوگوں کو بزرگ شمار کرو کیونکہ بوڑھے لوگوں کو بزرگ قرار دینا اللہ تعالیٰ کو بزرگ شمار کرنے کے برابر ہے اور جو بوڑھے لوگوں کا اکرام نہیں کرتے وہ میری اُمت میں سے نہیں ہیں''۔

(۶)

نیز آپؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں سے بتاؤں کہ تم میں سے بہتر کون ہے؟ اصحاب نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو تم میں عمر میں زیادہ ہیں اگر وہ ثابت قدم رہیں''۔

(۷)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرامؑ سے روایت فرمائی

ہے: ''دو اشخاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں سے ایک بزرگ اور ایک جوان تھا۔ پس جوان نے بزرگ سے پہلے گفتگو شروع کر دی تو رسولِ خدا نے فرمایا: بزرگ بزرگ (یعنی بزرگ مقدم ہونا چاہیے)۔

۸

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اے وہ شخص جس کے بال سفید ہیں اور دل سیاہ ہے۔ تیرے سامنے جہنم کی آگ ہے اور تیرے پیچھے ملک الموت ہے۔ پس تو کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جب تو بچہ تھا تو نادان و جاہل تھا اور جب تو جوان ہوا تو فاسق تھا۔ جب تو بوڑھا ہوا ہے تو ریاکار ہے۔ پس خود اندازہ لگا تو کیا ہے اور تیرا عمل کیا ہے؟

۹

نیز آپؑ نے حضرت رسولِ خدا سے روایت کی ہے' آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بوڑھے کی بزرگی کو اس کی عمر کی وجہ سے جانتا ہے اور اس کی عزت و احترام بھی کرتا ہے خداوند متعال اس کو قیامت کے دن کی ہولناکی اور خوف سے امن میں رکھے گا''۔

ایک شخص رسولِ خدا کے قریب سے گزرا جو آپؐ کے اصحاب میں سے تھا۔ اس کو بعض لوگوں نے کہا یہ مجنون ہے۔ پس نبی اکرمؐ نے فرمایا: یہ مجنون نہیں ہے بلکہ یہ حق کو پا چکا ہے سوائے اس کے کہ مجنون وہ مرد اور عورت ہے جو اپنی جوانی کو خدا کی نافرمانی میں برباد کر رہے ہیں''۔

(۱۰)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے رسولِؐ اکرم سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص چالیس سال کی عمر کا ہوجاتا ہے تو خدا اس کو تین بیماریوں سے محفوظ کردیتا ہے: جنون، جزام اور برص۔ اور جب کوئی شخص پچاس سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ اس کے حساب کو آسان کردے گا اور جب کوئی بندہ ساٹھ سال کا ہوجائے گا تو خدا اس کو توبہ کرنے کی توفیق فراہم کردیتا ہے۔ پس جب کوئی مرد ستر سال کا ہوجاتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ اور آسمان والے محبّت اور پیار کرنا شروع کردیتے ہیں۔ پس جب کوئی شخص اسّی سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ فرشتوں کو حکم دیتا ہے اس کی فقط حسنات اور نیکیاں تحریر کرو اور محفوظ رکھو اور اس کی برائیاں ختم کردو۔ اور جب کوئی بندہ نوے سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردیتا ہے اور اس کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص زمین میں خدا کا اسیر اور قیدی ہے''۔

(۱۱)

جنابِ رسولِؐ خدا نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ ستر سالہ شخص کو گرامی قرار دیتا ہے اور اسّی سالہ کو عذاب دینے میں شرم محسوس کرتا ہے''۔

(۱۲)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''بوڑھا اپنے خاندان میں ایسے ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں ہوتا ہے''۔

(۱۳)

نیز آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص چالیس سال کا ہو جائے اور اس کی نیکیاں اس کی بدیوں پر غالب نہ ہو جائیں تو شیطان اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے اور یہ کہتا ہے یہ وہ چہرہ ہے جو کامیاب نہیں ہو سکتا"۔

(۱۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "جو شخص چالیس سال سے تجاوز کر جائے اور اس کی نیکیاں اس کی بدیوں پر غالب نہ ہوں تو پس وہ جہنّم کی آگ کے لیے تیار ہو جائے"۔

(۱۵)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جو شخص چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے تو کوچ کرنے والا ہے پس اپنے لیے زادِ راہ تیار کر لے"۔

(۱۶)

عبداللہ بن ابان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا: "اے عبداللہ! اپنے بزرگوں کا احترام کرو اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ پس صلہ رحم میں سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ رشتہ داروں کو اذیت مت دو"۔

(۱۷)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''حضرت امام حسینؑ علیہ السلام احترام کی وجہ سے کبھی بھی امام حسنؑ سے آگے نہیں چلتے تھے اور جب آپؑ دونوں اکٹھے ہوتے تو آپؑ امام حسنؑ سے پہلے گفتگو کا آغاز نہ کرتے تھے''۔

(۱۸)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جو شخص اسلام کے دائرہ میں ساٹھ سال زندگی بسر کر چکا ہو خدا اس کو آگ کا عذاب نہیں دے گا اور جو شخص اسلام میں ستر سال زندگی بسر کر چکا ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوفِ عظیم سے امن میں رکھے گا اور جو شخص اسلام میں اسّی سال زندگی گزار چکا ہو اس سے کاتبین کا حکم اٹھا لیا جائے گا (یعنی اس کی برائیاں تحریر نہیں ہوں گی) اور اس کا حساب بھی نہیں ہوگا''۔

(۱۹)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک بزرگ شخص کو لایا جائے گا اور اس کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا جس کا ظاہر ایسا ہے جن کو لوگ پسند کرتے ہیں لیکن اس میں سوائے بدی کے اور کوئی نیک عمل نہیں ہوگا اور اس کا حساب بھی لمبا ہو جائے گا جو اس کے نقصان میں ہوگا۔ پس وہ خداوند متعال کی بارگاہ میں عرض کرے گا: تو نے مجھے جہنّم کا حکم دیا ہے پس خدائے ذوالجلال و جبار کا حکم ہوگا: اے میرے بندے! مجھے حیا و شرم آتی ہے کہ میں تجھے

عذاب دوں۔ جب تو دنیا میں نماز ادا کرتا رہا ہے۔ جاؤ میرے بندوں کے ساتھ مل کر جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

۲۰

نیز آپؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص ۳۳ سال کا ہو جائے تو وہ جوانی کے جوبن میں داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ چالیس سال کا ہو جائے تو اس کی جوانی ختم ہو جاتی ہے اور جب اکتالیسویں سال میں داخل ہو جائے تو وہ نقصان کی طرف جا رہا ہے۔ اور پچاس سالہ شخص کو چاہیے کہ وہ ہر وقت عالم نزع میں اپنے آپ کو قرار دے''۔

○○○

اٹھارویں فصل

نوجوانوں کے بارے میں

(۱)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ نوجوان ہے جو توبہ کرنے والا ہے''۔

(۲)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ نوجوان ہے جو بزرگوں سے مشابہ ہو اور بدترین وہ بوڑھا ہے جو جوانوں کے مشابہ ہو''۔

(۳)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''ہر وہ جوان جو عبادتِ خدا میں بڑھتا اور جوان ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اس عبادت کے دوران میں ہی مرجائے تو اللہ اُسے ننانوے صدیقوں کے برابر اجر عطا فرمائے گا''۔

(۴)

ابن عباس نے حضرت رسولِؐ خدا سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا: ''دنیا

میں خداوندمتعال کو سب سے زیادہ محبُوب وہ جوان ہے جو توبہ کرنے والا ہے اور بدترین وہ شخص ہے جو بارگاہِ خدا میں مغضوب ہے اور وہ ہے بوڑھا زانی''۔

۵

نیز آپؐ سے روایت ہے' آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کے دن کوئی بندہ قدم نہیں اٹھا سکے گا مگر یہ کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس کی زندگی اور عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں فناء کیا ہے۔ جوانی کے بارے میں اسے کس کی راہ میں گزارا ہے۔ اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیسے عمل کیا ہے اور اس کے مال کے بارے میں اسے کہاں سے حاصل کیا ہے اور کہاں پر خرچ کیا ہے''۔

۶

نیز آپؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت قرار دو:

۱- بڑھاپے سے پہلے جوانی کو غنیمت سمجھو۔
۲- بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت قرار دو۔
۳- مصروفیت سے پہلے فرصت کو'
۴- موت سے پہلے زندگی کو'
۵- نیز فقر سے پہلے غنیمت دولت کو سمجھو''۔

۷

نیز آپؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جس شخص کو حسن و جمال اور

مال و دولت عطا فرمایا جائے اور وہ اپنے حسن میں عفت و پرہیزگاری کو اپنائے اور دولت کو راہِ خدا میں خرچ کرے تو وہ جنت میں جائے گا۔

ایک نوجوان رسولِ خدا کے زمانے میں خوبصورت اور فاخرہ لباس زیب تن کرتا اور خوشگوار زندگی بسر کرتا تھا لیکن جب رسولِ خدا اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو اس نے اپنی عیش و عشرت میں کمی کردی۔ پس اس سے لوگوں نے کہا: اگر یہ تو رسولِ خدا کے زمانہ میں کرتا وہ ضرور تجھ پر خوش ہوتے۔ اس جوان نے کہا: میرے لیے دو قسم کی امان ہے: ایک امان گزر چکی ہے اور ایک ابھی باقی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم "اے میرے رسولؐ جب تک آپؐ ان لوگوں کے درمیان ہیں اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا"۔ یہ امان گزر چکی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون "اور اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جو اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں"۔ یہ امان باقی ہے اور میں ہمیشہ اس کی کوشش کرتا رہتا ہوں"۔ (سبحان اللہ من الصحیح)

○○○

انیسویں فصل

سچّائی، لوگوں کے عیوب کے تلاش نہ کرنے اور غیبت کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ''بتحقیق اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نبوت پر فائز نہیں کیا مگر یہ کہ اُسے حکم دیا گیا کہ زبان سے کہیں اور امانت کو ادا کریں خواہ وہ امانت کسی نیک کی ہو یا بد کی''۔

(۲)

نیز آپؑ سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص زبان کا سچّا ہوگا اس کا کردار پاک و پاکیزہ ہوگا''۔

(۳)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا کی تلوار کے غلاف سے ایک تحریر ملی تھی جس پر تحریر تھا: ''جو تمہارے ساتھ قطع رحمی کرے تم اس کے ساتھ صلہ رحم کرو اور جو تمہیں محروم کرے تم اس کو عطا کرو اور ہمیشہ سچ بولو خواہ وہ تمہارے لئے ضرر رساں اور باعثِ نقصان ہی ہو''۔

۴

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص سچ بولتا ہے تو وہ خدا کے نزدیک صادقین میں سے شمار ہوتا ہے اور جب بھی بندہ اتنا جھوٹ بولتا ہے کہ وہ خدا کے نزدیک کاذبین میں سے شمار ہوتا ہے اور جب وہ سچّا سچ بولتا ہے تو آوازِ قدرت آتی ہے: اس نے سچ بولا ہے اور نیکی کی ہے، اور جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو آوازِ قدرت آتی ہے: اس نے جھوٹ بولا ہے: تو نے برا کیا ہے“۔

۵

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ”سچ نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف۔ تم میں سے ہر ایک کو سچ بولنا چاہیے حتیٰ کہ تمہارے دل میں ایک سوئی کے سوراخ کے برابر بھی جھوٹ باقی نہ رہے تا کہ تم اللہ کے نزدیک سچّے شمار ہو جاؤ“۔

۶

نیز آپؑ نے فرمایا: ”حقیقت ایمان یہ ہے کہ انسان سچ کو جھوٹ پر ترجیح دے خواہ یہ اس کے لیے ضرر رساں ہو یا فائدہ مند۔ انسان اپنے عمل اور زبان ہی سے پہچانا جاتا ہے“۔

۷

نیز آپؑ نے اپنے ایک طویل خطبے میں ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! سچ بولو کیونکہ

اللہ سچ بولنے والوں کے ساتھ ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان سے دُور کر دیتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ سچ بولنے والا نجات و کامیابی کے کنارے پر کھڑا ہے اور جھوٹ بولنے والا ہلاکت و نابودی کے کنارے پر"۔

(۸)

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "جس میں چار چیزیں ہوں گی اس کا ایمان اور اسلام کامل ہے' اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ قیامت کے دن خدا سے ملاقات کرے گا تو خدا اس سے راضی ہوگا۔ یہ چار چیزیں حسب ذیل ہیں:

۱- جو چیز اس نے لوگوں کے لیے اپنے نفس پر قرار دی ہے اس کو خدا کی خوشنودی کی خاطر پورا کرے (یعنی لوگوں سے کیا ہوا وعدہ پورا کرے)۔

۲- لوگوں کے ساتھ سچ بولے۔

۳- لوگوں اور اللہ کے نزدیک ہر برائی اور قبیح کام سے پہلے شرم و حیا کرے۔

۴- اپنے اہل و خاندان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔

(۹)

حضرت ابا عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: اپنی زبانوں کے بغیر (یعنی عمل کے ذریعے) لوگوں کو نیکی و خیر کی طرف دعوت دو تا کہ وہ تمہارے اندر نیکی کی کوشش' سچّائی اور پرہیزگاری کا مشاہدہ کریں"۔

(۱۰)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "اے ربیع!

تحقیق مرد کو اتنا زیادہ سچ بولنا چاہیے کہ خدا کے نزدیک سچّا شمار ہو جائے“۔

11

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ”ہم اہلِ بیتؑ وعدہ کو دین شمار کرتے ہیں جیسا کہ رسولِؐ خدا کیا کرتے تھے“۔

۱۲

کتاب روضۃ الواعظین میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے' آپؐ نے فرمایا: ”تحقیق قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو تم میں سے زبان کا سچّا اور امانت کو ادا کرنے والا' اچھے اخلاق کا مالک اور لوگوں کے زیادہ قریب ہو“۔

۱۳

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ”زبان سے زیادہ کوئی چیز بھی قابو میں رکھنے کی سزاوار نہیں ہے“۔

۱۴

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ”ہمیشہ وہ مومن نیک اور صادق شمار ہوتا ہے جو خاموش رہے اور جب وہ بولنا شروع کر دے پھر وہ یا نیک وصادق شمار ہوگا یا بد اور جھوٹا“۔

۱۵

حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: زبان کا حق یہ ہے کہ اسے گالیاں دینے سے روکا جائے اور اچھی گفتگو کرنے کا عادی بنایا جائے۔ فضول گفتگو جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اس سے روکا جائے اور لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو کی جائے اور لوگوں سے نیکی کی جائے"۔

۱۶

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا: "میری خاطر تم لوگ چھے اچھی خصلتوں کو اپناؤ، میں تمہاری جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

۱- جب بولو تو جھوٹ نہ بولو۔
۲- جب وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو۔
۳- جب تمہیں امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرو۔
۴- آنکھوں کو حرام سے بند رکھو۔
۵- اپنی شرمگاہوں کی حرام سے حفاظت کرو۔
۶- اپنے ہاتھوں اور زبان کو قابو میں رکھو"۔

۱۷

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: "اے ہمارے شیعو! ہمارے لیے باعثِ زینت بنو، ہمارے لیے باعثِ رسوائی نہ بنو۔ لوگوں سے اچھی گفتگو کرو، اپنی زبانوں کی حفاظت کرو۔ فضول اور بے ہودہ گفتگو کرنے سے

پ

۱۸

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''جھوٹ خواہ عمدہ ہو یا مذاق میں' دونوں مناسب نہیں ہیں۔ اپنے بچوں سے بھی ایسا وعدہ نہ کرو جو تم پورا نہ کرسکو۔ جھوٹ بدیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور بدیاں جہنّم کی طرف۔ تم میں سے کوئی اتنا جھوٹ نہ بولے کہ اسے جھوٹا اور فاسق و فاجر کہا جائے۔ اتنا جھوٹ بھی نہ بولو کہ تمہارے دلوں میں سوئی کے سوراخ کے برابر بھی سچ باقی نہ رہے ورنہ تم خدا کے نزدیک جھوٹے شمار ہوجاؤ گے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا: اللہ کا حق بندے پر کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ان پر حق یہ ہے وہ جو جانتے نہیں اس کے بارے میں کچھ نہ بولیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: کیا مومن ڈرپوک ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ پھر سوال کیا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ پھر سوال کیا گیا کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں''۔

۱۹

نیز آپؑ نے فرمایا: ''جو خاموش رہے گا وہ کامیاب ہوگا''۔

۲۰

نیز آپؑ نے فرمایا: ہر بلا و مصیبت زبان اور گفتگو پر موکل ہے''۔

۲۱

نیز آپؑ نے فرمایا: ''فرزندِ آدم! کی زیادہ خطا و معصیت زبان کی وجہ سے ہیں۔ جو اپنی زبان کو روک لے گا اللہ اس کی عزت کو محفوظ رکھے گا''۔

۲۲

نیز آپؑ نے فرمایا: جو کسی مومن کی اسی بات میں غیبت کرے جو اس کے اندر موجود ہو' اللہ ان دونوں کو جنت میں جمع نہیں کرے گا اور اگر کوئی مومن کسی ایسی چیز سے غیبت کرے جو اس کے اندر نہیں ہے اس نے جو ان دونوں کے درمیان عصمت کا پردہ تھا اسے چاک کر دیا اور غیبت کرنے والا جہنّم میں ہوگا''۔

۲۳

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ حلال زادہ ہے جبکہ وہ لوگوں کا گوشت غیبت کے ذریعے کھاتا ہے۔ غیبت سے بچو کیونکہ یہ جہنّم کے کتوں کی خوراک ہے''۔

۲۴

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''غیبت یہ ہے کہ اللہ نے جو چیز تیرے مومن بھائی کی پوشیدہ کر رکھی ہے تو اس کو بیان کر دے اور بہتان یہ ہے کہ جو تیرے مومن بھائی میں نہیں پائی جاتی اس کو بیان کرے''۔

۲۵

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''جو بندہ دو چہروں اور دو زبانوں والا ہے وہ بہت ہی بد ہے۔ جب وہ اپنے بھائی کو دیکھتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے اور اس کے پس پشت اس کی غیبت کرتا ہے اور جب اسے کوئی چیز ملے تو اس سے حسد کرتا ہے اور جب وہ پریشان ہوتا ہے تو اس وقت اسے رسوا کرتا ہے''۔

۲۶

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں سے ملاقات کرتے وقت اور چہرہ رکھتا ہے اور جب ان سے دُور ہو تو اس کا وہ چہرہ نہیں رہتا ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن آگ کی دو زبانیں قرار دی جائیں گی''۔

۲۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: ''جس چیز کو تو اپنے لیے پسند نہیں کرتا اس کو دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کر اور اگر کوئی تیرے ایک رخسار پر طمانچہ مارے تو دوسرا رخسار بھی اس کے سامنے کر دے''۔

۲۸

نیز آپؑ نے فرمایا: کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں کچھ نہ کہو تا کہ تم غیبت سے بچ سکو۔ اپنے بھائی کے لیے گڑھا نہ کھودو مبادا تم خود اس میں

گر جاؤ کیونکہ جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے"۔

(۲۹)

سید ناصح الدین ابو برکات نے عبداللہ بن خوزاد سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! کیا مومن چوری کرسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کبھی کبھار ایسا کرسکتا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں کیونکہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: سوائے ان کے خدا پر جھوٹ وہ بولتے ہیں جو صاحبِ ایمان نہیں ہوتے (سورہ نحل' آیت ۱۰۶)"۔

(۳۰)

نیز آپؐ نے فرمایا: "افسوس ہے اس شخص پر جب وہ گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وہ جھوٹ بولتے ہیں تاکہ لوگ ہنسیں' ان کے لیے تباہی ہے"۔

ooo

بیسویں فصل

زبان کی حفاظت کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں رسولِ خدا سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا: ''اپنی زبان کوروک کر رکھو کیونکہ زبان کو روک کر رکھنا صدقہ ہے جو تم اپنی طرف سے خود صدقہ دیتے ہو۔ اور بندہ حقیقتِ ایمان کو پا نہیں سکتا جب تک وہ اپنی زبان کی حفاظت نہ کرے''۔

(۲)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی اللہ اس کی عزت کی حفاظت کرے گا''۔

(۳)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: ''ابوذرؓ نے اپنے خطبے میں یوں فرمایا تھا: اے علم و دانش کے طالب! یہ زبان نیکی اور بدی دونوں کی چابی ہے۔ اس زبان کی حفاظت کر جیسے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو''۔

(۴)

حضرت ابوعبداللہ نے امیرالمومنینؑ سے اورانہوں نے رسولِؐ خدا سے روایت فرمائی ہے، آپؐ نے فرمایا: اگرکسی چیز میں کوئی بدی اور برائی ہے تو وہ زبان ہے"۔

(۵)

رسولِؐ خدا نے فرمایا: "کلام چاندی ہے اور خاموشی سونا"۔

(۶)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "خاموشی جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ یہ دوستی کو حاصل کرتی ہے اور یہ ہرخوبی کی طرف رہنمائی کرتی ہے"۔

(۷)

نیز آپؑ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو نیز خاموشی تم پر واجب و لازم ہے"۔

(۸)

نیز آپؑ سے روایت ہے: "خاموشی عاجزی و ناتوانی اور زیادہ باتیں کرنے سے کس قدر اچھی ہے"۔

(۹)

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: "ہمارے شیعہ گونگے ہیں (یعنی بہت

کم بولتے ہیں)''۔

۱۰

جنابِ رسولِؐ خدا نے فرمایا: ''اللہ رحم کرے اس بندے پر جو امرِ خیر میں بولے تو بخشا ہوا ہے اور اگر بری باتوں سے خاموش رہے تو وہ سلامتی کے ساتھ ہے''۔

۱۱

حضرت ابوعبداللہ نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے کہا کہ ابوذرؓ نے کہا تھا: ''اپنی کلام کو دو کلمے قرار دو۔ کلمۂ خیر اس کو بولو۔ کلمۂ شر اس سے خاموش رہو۔ تمہارا کلمہ وہ جس میں تمہارے لیے نہ کوئی خیر ہے اور نہ کوئی شر''۔

۱۲

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''جو اللہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے''۔

۱۳

نیز آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص یہ جان لے کہ اس کی گفتگو اور عمل کا حساب ہوگا' اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے سوائے خیر و خوبی والے کلام کے''۔

۱۴

نیز آپؑ نے فرمایا: کیا لوگ جہنّم کی طرف رخ کیے ہوئے ہیں سوائے زبان

کے جو ان کو دُور کر سکتی ہے (یعنی یہی زبان جہنّم کی طرف لے جاتی ہے اور یہی جہنّم سے بچاسکتی ہے۔ المصحح المذنب)"۔

(۱۵)

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "تمام خیروخوبی کو تین چیزوں میں جمع کردیا گیا ہے۔ نگاہ میں، سکوت میں، کلام میں۔ پس وہ نظر جس میں عبرت نہ ہو اشتباہ ہے۔ وہ خاموشی جس میں فکرواندیشہ نہ ہو غفلت ہے اور ہر وہ کلام جس میں ذکرِ خدا نہ ہو لغو و بے ہودہ ہے"۔

○○○

اکیسویں فصل

لوگوں کے مابین صلح کے بارے میں

(۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''وہ صدقہ جس کو اللہ پسند کرتا ہے لوگوں کے درمیان صلح کروانا ہے' جب ان کے درمیان جھگڑا ہو جائے اور جب لوگ ایک دوسرے سے دُور ہو جائیں تو ان کو آپس میں قریب کرنا ہے''۔

(۲)

نیز آپؑ نے فرمایا: ''ہر جھوٹ کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا سوائے تین جھوٹوں کے' ان کے بارے میں سوال نہیں ہوگا یعنی وہ جائز ہیں:

۱- جنگ کے دوران میں دھوکا دینے کے لیے جھوٹ بولنا۔

۲- دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے' وہ ایک سے ملاقات کرے اور دوسرے کے ساتھ بھی ملاقات کرے اور دونوں کے درمیان صلح کے ارادہ سے جھوٹ بولے۔ ۳- آدمی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کوئی وعدہ کرے جس کو وہ پورا نہیں کرنا چاہتا لیکن وقتی طور پر ان سے جان چھڑانے کی خاطر جھوٹ بول لے''۔

(۳)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''تمام جھوٹ

گناہ ہیں سوائے اس جھوٹ کے جو کسی مومن کے نفع و فائدہ میں بولا جائے یا کسی مومن و مسلم کے دین کا دفاع کرتے ہوئے بولا جائے"۔

(۴)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی قوم کا کریم شخص تمہارے پاس آئے تو اس کا احترام کرو"۔

(۵)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب عدی بن حاتم نبی اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو نبی اکرمؐ اس کو اپنے گھر لے گئے اور گھر میں سوائے ایک موٹے اور وزنی لباس کے اور ایک اونٹ کے چمڑے سے بنی ہوئی چٹائی کے اور کچھ بھی نہیں تھا جسے آپؐ نے عدی بن حاتم کے لیے زمین پر بچھا دیا"۔

(۶)

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ فرماتے ہیں: مولائے کائنات امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "خوبی و کرامت کا انکار سوائے گدھے کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ عرض کیا گیا: مولاؑ! اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: یہ خوشبو ہے جو کسی کو پیش کی جاتی ہے (اور گدھا خوشبو کی قدر نہیں کرتا)۔ یہ مجلس میں وسعت ہے ان کا کوئی انکار نہیں کرے گا مگر گدھا۔

(۷)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "تین اشخاص ایسے ہیں جن کے حق کا انکار صرف منافق کرتا ہے: بوڑھے مسلمان کا حق' حاملِ قرآن کا حق اور امامِ عادل"۔

بائیسویں فصل

خوش طبعی اور خاطر تواضع کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جبرئیلؑ نبی اکرمؐ پر نازل ہوئے اور عرض کیا: یا محمدؐ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرما رہا ہے کہ میری مخلوق کی خاطر تواضع کرو"۔

(۲)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "مجھے میرے رب نے خاطر تواضع کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح تبلیغِ رسالت کا حکم دیا ہے"۔

(۳)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: "تحقیق ایک عربی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے نصیحت فرمائیں۔ وہ نصیحت جو آپؐ نے اس کو فرمائی یہ تھی: "لوگوں سے دوستی و محبّت کرو تا کہ وہ تم سے دوستی و محبّت کریں"۔

(۴)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے ایک ہاتھ کو لوگوں کو اذیت دینے سے روکے گا تو اس سے اذیت والے بہت زیادہ ہاتھ رُک جائیں گے''۔

(۵)

نیز آپؑ سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا'' ''اے ایمان والو! اپنے اور اپنے خاندان والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھو''۔ کہتے ہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص بیٹھا رو رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا: میں تو اپنے آپ سے عاجز ہوں، میرے خاندان کی زحمت بھی مجھ پر ڈال دی گئی ہے۔ پس رسولِ خدا نے فرمایا: تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے جس چیز کا تم اپنے آپ کو حکم دیتے ہو اسی کا ان کو حکم دو اور جس سے اپنے آپ کو روکتے ہو اس سے ان کو بھی رُکنے کا حکم دو''۔

(٦)

نیز آپؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امیرالمومنینؑ فرمایا کرتے تھے کہ اے انسان! تیرے دل میں لوگوں کی طرف احتیاج اور لوگوں سے بے نیازی دونوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ پس تیری لوگوں سے احتیاج یہ ہے کہ تو ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے نرم لہجے میں اور خوش اخلاقی سے گفتگو کرے۔ اور تیری بے نیازی یہ ہے کہ اس طرح رہے کہ وہ تیری عزت و آبرو کی حفاظت کریں۔ حضرت ابوذرؓ دو چادریں زیب

تن کیا کرتے تھے۔ ایک اپنے کندھوں پر اور دوسری اپنی کمر پر باندھ لیتے تھے۔ پھر اپنے غلام کو ان دو میں سے ایک چادر دے دی اور جب لوگوں کے سامنے گئے تو لوگوں نے کہا: اگر یہ دونوں چادریں آپ اپنے جسم پر رکھتے تو خوبصورت لگتیں۔ آپ ؑ نے فرمایا: ہاں لیکن میں نے رسولِ خدا سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے ان غلاموں کو اپنے لباس سے پہناؤ اور اپنی غذا سے کھلاؤ''۔

(۷)

کتاب اعلام الوریٰ میں علی بن حسین علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپؑ نے اپنے ایک غلام کو دو دفعہ آواز دی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپؑ نے تیسری دفعہ آواز دی۔ پھر اس نے جواب دیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے بیٹے! کیا تو نے میری پہلی دو آوازیں نہیں سنی تھی؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: پھر جواب کیوں نہیں دیا؟ اس نے عرض کیا: آپؑ کی طرف سے امن میں ہونے کی وجہ سے۔ آپؑ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے غلاموں کو مجھ سے امن میں قرار دیا ہے۔

علی بن حسین علیہ السلام کی ایک کنیز تھی وہ آپؑ کے اُوپر پانی گرا رہی تھی۔ اچانک اس کے ہاتھ سے وہ برتن چھوٹ کر آپؑ کے سرِ اقدس پر لگا جس سے آپ کے سر مبارک پر چوٹ لگ گئی۔ آپؑ نے اپنا سر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو کنیز نے کہا: ان اللّٰہ تعالٰی یقول (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مومنین وہ ہیں جو اپنے غصہ پر قابو پاتے ہیں۔ سورہ آلِ عمران، آیت ۱۳۴!)

آپؑ نے فرمایا: میں نے غصے پر قابو پالیا ہے۔ وہ پھر بولی: اللہ فرماتا ہے: مومنین وہ ہیں جو لوگوں کو معاف کردیتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف

کر دیا ہے۔ وہ کنیز پھر بولی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جاؤ میں نے تجھے خدا کی خوشنودی کی خاطر آزاد کر دیا''۔

۸

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو کسی کام کے لیے روانہ کیا۔ وہ دیر سے واپس آیا اور کام کو بھی ادھورا چھوڑ آیا۔ جب وہ واپس آیا تو آپؑ نے فرمایا: کوشش کرو۔ اس نے کوشش کی اور مولاؑ کی طرف رخ کیا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: میں تجھے سوائے مہربانی کے کسی اور چیز سے نہیں دیکھتا۔ جاؤ میں نے تجھے آزاد کر دیا ہے''۔

جنابِ رسولِ خداؐ نے اپنے آخری وقت نماز' غلاموں اور کنیزوں کے بارے میں بہت زیادہ وصیّت فرمائی یہاں تک کہ آپؐ کی آواز خاموش (ختم) ہوگئی۔ نیز ایک مرد نے رسولِ خداؐ سے سوال کیا۔ آپؐ اپنے غلام سے کتنی مرتبہ درگزر فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: روزانہ ستر مرتبہ''۔

۹

نیز رسولِ خداؐ نے فرمایا: ''جو اپنے غلام کو تین سے زیادہ تازیانے مارے گا قیامت کے دن اس سے قصاص لیا جائے گا''۔

۱۰

آپؐ نے فرمایا: ''فساد کرنے والا' دھوکے باز' اپنے غلاموں سے برا کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا''۔

(۱۱)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''غلاموں سے احسان کرنا عزت میں اضافے کا باعث بنتا ہے''۔

(۱۲)

حضرت سلمان فارسیؓ اپنے غلام سے فرماتے تھے: ''اگر تجھے مارنے کا قیامت میں قصاص نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور مار کر درد پیدا کرتا''۔

○○○

تیسویں فصل

مہربانی اور خوش خلقی کے بارے میں

(۱)

کتاب محاسن میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''ہر خاندان کو ان کے حصّے کی نرمی اور مہربانی عطا کی گئی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ان پر رزق کو وسیع کر دیا ہے اور معیشت میں اندازہ گیری کرنے میں نرمی و خود بال کی وسعت سے بہتر ہے۔ نرم و مہربان کو کوئی چیز عاجز و ناتواں نہیں کر سکتی اور زیادہ روی اور تندمزاج کے پاس کوئی چیز نہیں رہتی۔ تحقیق رفیق نرمی کو پسند کرتا ہے یعنی مہربان مہربانی کو پسند کرتا ہے''۔

(۲)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ہر چیز کا کوئی محافظ ہوتا ہے اور ایمان کا محافظ رفیق یعنی نرمی و مہربانی ہے''۔

(۳)

حضرت رسولِؐ خدا نے فرمایا: ''نرمی و مہربانی آدھی زندگی ہے''۔

(۴)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''نرمی اور مہربانی جس چیز پر بھی رکھی جائے گی اس کو

مزین کردے گی اور جس سے اٹھالی جائے گی اس کو ذلیل و خوار کردے گی"۔

۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "تین چیزوں میں سے ایک کسی شخص میں پیدا ہوجائے اس پر خدا جنت کو واجب کردیتا ہے۔ اپنی رفتار میں نرمی، علماء سے خوش روئی سے ملنا اور اپنے آپ سے انصاف کرنا"۔

٦

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: "چہرے کی خوشی، خوش نمائی، محبّت کرنا اللہ کے قریب ہونے کا باعث ہے۔ چہرے کی سلوٹیں، بدنمائی اور نفرت یہ خدا سے دُور ہونے کا موجب ہے"۔

۷

حضرت رسولِ خدا نے فرمایا: "تم لوگ سب لوگوں کو اپنے مال کی وسعت سے خوش نہیں کرسکتے لیکن ان سب کو خوش روئی اور اچھے اخلاق سے خوش کرسکتے ہو"۔

۸

نیز آپؐ نے فرمایا: "ہر خوش رو مہربان چہرے والے اور نرم مزاج پر اللہ رحمت کرے"۔

۹

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "ایک

مومن کا دوسرے مومن کے سامنے مسکرانا بھی نیکی ہے"۔

(۱۰)

جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا: "تم میں بہترین وہ ہے جو اخلاق میں بہترین ہے اور ایک دوسرے سے اُلفت ومہربانی سے پیش آتے ہیں"۔

(۱۱)

نیز آپؐ نے فرمایا: "ایک مومن کو دوسرے مومن سے یوں سکون ملتا ہے جیسے کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے سکون ملتا ہے"۔

(۱۲)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "خوش بختی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں سے اُنس ومحبّت کرتا ہے اور لوگ اس سے رضائے خدا کے لیے اُنس ومحبّت کرتے ہیں"۔

(۱۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نرمی اور مہربانی برکت وانسیت ہے اور تندی، شومی و بدبختی ہے"۔

(۱۴)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تحقیق اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور وہ مہربانی کو بہتر کرتا ہے اور مہربانی پر عطا کرتا ہے۔ سختی کرنے والے کو وہ عطا نہیں کرتا"۔

چوبیسویں فصل

اچھے کردار کے بارے میں

۱

علی بن ابوحمزہ نے روایت بیان کی ہے' وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا' وہ فرماتے ہیں: ''خدا رحم کرے اس شخص پر جو ہمیں لوگوں کے نزدیک محبوب بنائے اور ہمیں لوگوں کا دشمن ظاہر نہ کرے۔ خدا کی قسم! اگر لوگ ہماری خوبیوں کو دیکھ لیں تو ہم لوگوں کے نزدیک عزیز ترین بن جائیں۔ کوئی شخص بھی طاقت و ہمت نہیں رکھتا کہ انھیں لوگوں سے وابستہ کرے''۔

۲

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنے اخلاق کو حمیدہ وحسنہ اور مکرم بناؤ۔ حلم و بردباری کا عادی بناؤ۔ اپنے آپ کو ایثار کرنے کی عادت ڈالو اور زیادہ سے کم پر صبر کرو۔ لوگوں کے اعمال و کردار میں زیادہ دقیق نظر نہ کرو اور لوگوں پر سختی نہ کرو۔ اپنی قدر و قیمت کو غفلت و بے خبری اور پستی کردار کی وجہ سے ضائع مت کرو۔ کمزور اور ناتواں لوگوں کی مدد کر کے اپنی عزت کی حفاظت کرو' جب وہ تمہاری خواہش و امید کو پورا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور جو چیز لوگوں کی تجھ سے پوشیدہ ہے اس کے بارے میں جستجو و تلاش نہ کرو۔ اس طرح تمہارے خدمت گار زیادہ

ہو جائیں گے۔ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ سب سے بُرے کردار میں سے ہے۔ یہ گالی کی اور پستی کردار کی ایک قسم ہے"۔

(۳)

یہ بھی روایت ہوئی ہے کہ چشم پوشی کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

(۴)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
"اپنے مسلمان بھائی سے محبّت کرو اور جو کچھ تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اس کے لیے بھی وہی پسند کرو۔ اور جو چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے اس کے لیے بھی پسند نہ کرو۔ اگر تم ضرورت مند ہو تو اس سے سوال کرو اور وہ تم سے سوال کرے تو اس کو عطا کرو۔ اس کی نیکی و خوبی تمہیں حلول نہ کرے اور نہ اسے ملول کرے۔ تم اپنے آپ کو بھائی کا مددگار و زورِ کمر قرار دو کیونکہ وہ تمہارا زورِ کمر ہے اور اگر وہ غیب ہو تو اس کی غیبت میں اس کی حفاظت کرو۔ اور اگر وہ موجود ہو تو پھر اس کی زیارت کرو۔ اس کو بزرگ شمار کرو اس کا اکرام کرو کیونکہ وہ تم میں سے ہے اور تم اس سے ہو۔ اور اگر وہ تم سے ناراض ہو جائے اور ملامت کرے اس سے جدا نہ ہونا یہاں تک کہ اس کی ناراضگی اور کینہ اور جو نفرت اس کے دل میں ہے وہ دُور نہ ہو جائے۔ اگر اس کو کوئی نعمت ملے تو اس پر اللہ کی حمد کرو اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اس کے بازو کی طاقت بن جاؤ تاکہ اس سے مصیبت کو دُور کر سکو"۔

(۵)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد علیہم السلام کے ذریعے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے' آپؐ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے عبادت میں سب سے زیادہ وہ ہے جو اُن لوگوں سے زیادہ محبّت کرنے والا اور دل سے تمام مسلمانوں کی سلامتی چاہنے والا ہو''۔

۶

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ''جب تک مومن بھائی کے فعل کو خوبی پر حمل کرنا ممکن ہو اس کو برائی پر حمل مت کرو''۔

۷

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''مومن کا کرم وعزت اُس کی نماز' راتوں کا عبادت کے لیے قیام کرنا اور لوگوں سے اچھی گفتگو کرنے میں ہے''۔

۸

نیز آپؑ سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''اپنے لیے تقویٰ خدا کو لازم قرار دو اور جو چیز تم خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ چیز اپنے بھائی کے بارے میں اپنے دل میں پوشیدہ نہ رکھو۔ اور جو ایسا کرے گا خدا اس وجہ سے اس کے دل میں نفاق پیدا کردے گا۔

رسولِ خدا جب ایک جنگ میں جانے کے لیے تیار تھے تو ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے آپؐ کی سواری کی لگام کو تھام کر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے کسی ایسے عمل کی تعلیم دیں تا کہ میں اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: جو تم چاہتے ہو کہ لوگ ہمارے لیے انجام دیں وہ تم لوگوں کے لیے

انجام نہ دو اور جس کے بارے میں تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ تمہارے بارے میں انجام دیں وہ خود تم بھی لوگوں کے لیے پسند نہ کرو۔ آپؐ نے فرمایا: اب میری سواری کا راستہ چھوڑ دو"۔

۹

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "رسولِؐ خدا ایک گروہ کے قریب سے گزرے جو پتھر کو اُٹھا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں کو کس چیز نے اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ تم اتنا وزنی پتھر اٹھا رہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا: ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم میں سے کون زیادہ قوی و طاقت ور ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تم کو خبر دوں کہ تم میں سے قوی ترین شخص کون ہے؟ انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ شخص ہے کہ جب وہ خوش ہو تو اپنی خوشی سے باطل کو شامل نہ کرے۔ اور جب غضب ناک ہو تو اپنے غصہ کی وجہ سے حق سے باہر نہ نکل جائے۔ اور جب طاقت پیدا کرے تو اس سے وہ ایسا کام انجام نہ دے جو اس کے لیے نہ ہو"۔

۱۰

حضرت ابوذرؓ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تحریر فرمایا: امابعد! تم اپنی خواہش کو تو نہیں پاسکتے مگر جب تم اس چیز کو ایک طرف کر دو جس کی طرف تم میلان رکھتے ہو اور جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے اس تک پہنچ سکتے ہو مگر اس وقت جس کو تم پسند نہیں کرتے اس پر صبر نہ کرے۔ پس تیرا قول ذکر ہو جائے' تیری نظر عبرت' تیری خاموشی تفکر ہو جانا چاہیے۔ جان لو! لوگوں میں سے سب سے زیادہ عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کی اتباع کرے اور خدا سے لمبی لمبی آرزوئیں رکھے۔ لوگوں میں

زیرک ترین شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو خدا کے قریب کرے اور اس کے عمل کو اس کے مرنے کے بعد بھی انجام دیا جائے"۔

(۱۱)

حضرت رسولِ خدا نے فرمایا: "جو شخص مسلمانوں سے سیلاب کو یا آگ کو دُور کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہے"۔

(۱۲)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمین کی بقاء کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ مال ایسے شخص کے پاس قرار دے گا جو اس کے حق کو ادا کرے گا اور وہ اس مال سے خیروخوبی انجام دے گا اور خدا مسلمانوں اور اسلام کے خاتمے کا ارادہ کرتا ہے تو اس وقت مال ان لوگوں کے ہاتھوں میں قرار دیتا ہے جو اس کا حق ادا نہیں کرتے اور نہ اس سے نیکی کا کام کرتے ہیں۔

(۱۳)

نیز آپؑ نے فرمایا: "ہمسایہ تمہارے نفس کی مانند ہے۔ اس کو ضرر پہنچایا جائے اور نہ اس سے برائی کی جائے"۔ ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا: اسیر اور قیدی کا کھانا کس کے ذمہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اسیر کا کھانا' اسیر کرنے والے کے ذمہ ہے۔ اگرچہ وہ آئندہ روز اس کے قتل کا ہی ارادہ رکھتا ہو۔ پس اس کے لیے سزاوار ہے کہ وہ اس اسیر کو کھانا بھی دے' پانی بھی دے۔ سائے کی ضرورت ہو تو وہ بھی فراہم کرے اور اس کے لیے نرمی کرے خواہ وہ کافر ہو یا غیر کافر ہو"۔ ٥

(۱۴)

نیز آپؑ سے روایت ہے' آپؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو' نیک بھائی بن جاؤ۔ ایک دوسرے سے خدا کی خاطر محبت کرو۔ ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرو۔ ایک دوسرے پر رحم کرو' ایک دوسرے کی زیارت کرو' ایک دوسرے کو ہمارا امر (یعنی ولایت) یاد کرواؤ اور اس کو زندہ رکھو''۔

(۱۵)

نیز آپؑ نے فرمایا: جو ہماری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات قائم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ جو ایک دوسرے پر ہماری خاطر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ جو ہماری خاطر ایک دوسرے کی زیارت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں اور جو ایک دوسرے کو ہماری خاطر معاف نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے''۔

ooo

پچیسویں فصل

مال خرچ کرنے کے بارے میں

(۱)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا: ہم انبیاءؑ مال کو جمع کرنے کے لیے نہیں بلکہ مال کو خرچ کرنے کے لیے مبعوث ہوئے ہیں"۔

(۲)

نیز آپؑ نے فرمایا: "مال میں سے جو کچھ تمہارے پاس بچ جائے اس کو خرچ کرو۔ جان لو جو شخص راہِ خدا میں اطاعتِ خدا میں مال خرچ نہیں کرتا تو اللہ اس کو مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر وہ خدا کی نافرمانی میں مال کو خرچ کر دیتا ہے اور جان لو! جو شخص اللہ کے دوست کی حاجت پوری کرنے میں کوشش نہیں کرتا اللہ اس کو مبتلا کر دیتا ہے پھر وہ اللہ کے دشمن کی حاجت کو پورا کرنے میں مال خرچ کر دیتا ہے"۔

(۳)

نیز آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے گزر رہے تھے اور بلالؓ کے پاس کھجوروں کا برتن تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا: اے بلالؓ اگر تم چاہتے ہو کہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہو تو اس کو خرچ کر دو اور اس بات سے نہ ڈرو کہ خرچ کرنے سے خدا تمہارا ہاتھ تنگ کر دے گا"۔

(۴)

حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: ''تحقیق دین اور اہلِ دین کی اصلاح (ایک دوسری روایت میں ہے: اسلام اور اہلِ اسلام کی اصلاح)۔ اس میں ہے کہ مال ان لوگوں کے پاس ہو جو اس کا حق ادا کریں اور نیکی کو انجام دیں اور دین اور اہلِ دین کا فساد اس میں ہے کہ مال ایسے لوگوں کے پاس ہو جو اس کا حق ادا نہ کرے اور نیکی وخوبی انجام نہ دے''۔

(۵)

نیز ایسی ہی ایک روایت جو گزر چکی ہے کہ جس میں اسلام و اہلِ اسلام کی بقاء اور اسلام اور اہلِ اسلام کے فناء کا ذکر ہوا ہے۔

(۶)

حضرت ابوعبداللہؑ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ کسی بندے پر کوئی نعمت نازل کرتا ہے تو جب تک وہ اطاعتِ خدا سے باہر نہ نکلے اس وقت تک وہ نعمت اُس سے واپس نہیں لیتا اور جب وہ اطاعتِ خدا سے باہر چلا جائے تو اللہ اس کی وہ نعمت واپس لے لیتا ہے''۔

(۷)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ وہ اپنے آپ میں یا اپنے بیٹے میں یا اپنے مال میں یا اپنے خاندان میں تبدیلی پیدا کرے تو اس کو خدا سے مدد طلب کرنی چاہیے اور اس سے طلب مغفرت کرے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: جب کوئی اس کام کو کرے گا میں اس کی ضمانت دیتا ہوں اور خدا اس کی مدد ضرور کرے گا۔ اور جس کو وہ پسند کرتا ہے وہ بھی اس کو مل جاتا ہے''۔

چھبیسویں فصل

لوگوں سے نا اُمیدی اور بے نیازی کے بارے میں

(1)

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: اصحابِ نبیؐ میں سے ایک شخص کا زندگی کا حال بہت سخت ہو چکا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا: اگر تم رسولِؐ خدا کی خدمت میں جاؤ اور ان سے کسی چیز کا سوال کرو۔ پس وہ شخص نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جیسے ہی نبی اکرمؐ نے اس کو دیکھا تو فرمایا جو شخص ہم سے سوال کرے گا ہم اس کو عطا کریں گے اور جو ہم سے بے نیازی طلب کرے گا خدا اسے غنی کر دے گا۔ پس وہ شخص کہتا ہے: رسولِؐ خدا نے میرے علاوہ کسی دوسرے کا ارادہ نہیں کیا۔ پس وہ اپنی بیوی کے پاس واپس چلا گیا۔ پس اس کو سب کچھ بتا دیا۔ پس اس کی بیوی نے کہا: رسولِؐ خدا بھی ایک بشر ہے تم ان کو سب کچھ بتاؤ۔ پس وہ دوبارہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس جیسے ہی رسولِؐ خدا نے اس کو دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا' جو ہم سے سوال کرے گا ہم اس کو عطا کرتے ہیں اور جو بے نیازی طلب کرے گا اللہ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ اپنی بیوی کی ہدایت پر عمل کیا۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور ایک تیشہ مستعار لے لیا۔ پھر پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ کر لایا اور اس کو فروخت کیا۔ اور نصف مال سے آٹا خریدا اور واپس آیا' اس کو کھایا اور آئندہ روز پھر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس سے زیادہ لکڑیاں لے کر آیا

اور ان کو فروخت کیا۔ پس وہ متواتر ایسا ہی کرتا رہا اور اس سے پیسے جمع کرتا رہا اور اس سے اپنا تیشہ خرید لیا۔ پھر مال جمع کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس سے دو گائیں اور ایک غلام خریدا۔ پھر وہ کام میں مصروف ہوگیا یہاں تک کہ خدا نے اس کی زندگی کی سختی دُور کر دی۔ پس وہ دوبارہ رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ یہ بتائے کہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور آپؐ سے سوال کرنا چاہتا تھا۔ کیسے میں نے آپؐ کی بات کو سنا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے لیا کہا تھا جو ہم سے سوال کرے گا ہم اس کو عطا کرتے ہیں اور جو بے نیازی طلب کرتے ہیں اللہ اس کو غنی کر دیتا ہے''۔

۲

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص ہاتھ سے جانے والی چیز پر افسوس نہ کرے اس کی زندگی اور بدن راحت میں رہے گا''۔

۳

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''سب سے بہترین راحت یہ ہے کہ لوگوں سے بے نیاز و ناامید رہے''۔

۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے' لوگوں سے حاجات طلب کرنا اپنے عزت و آبرو و شرم کے لباس کو چاک کرنا ہے۔ اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے ناامیدی اور بے نیازی مومن کے لیے اس کے دین میں باعثِ

عزت ہے اور لالچ فقرِ حاضر ہے"۔

۵

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: "لوگوں سے حاجات طلب کرنا فقرِ حاضر ہے"۔

٦

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: "لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے نااُمید و بے نیازی کرو۔ ایسا کرنا ثروت و دولت مندی ہے۔ طمع و لالچ سے بچو کیونکہ یہ فقر ہے"۔

٧

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے' آپؑ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ کو لوگوں سے حاجات طلب کرنے سے روکو۔ جان لو جو شخص کسی ظالم بادشاہ یا مخالفت (یعنی دشمنِ آلِ محمدؐ) کے لیے انکسار کا اظہار کرے اور جو کچھ مالِ دنیا اس کے ہاتھ میں ہے اس کو طلب کرے تو خداوندمتعال اس کو زمین پر گرا دے گا اور اس پر غضب ناک ہوگا اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے گا۔ اور اگر وہ بندہ اس کام سے دنیا کی کوئی چیز حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا تو وہ اسے مل جائے گی لیکن اللہ اس چیز سے برکت ختم کر دے گا اور اس کے کسی عمل کا حتیٰ کہ اس کے حج اور عمرہ اور غلام کو آزاد کرنا یا کسی دوسری نیکی پر اسے کوئی اجر نہیں دے گا"۔

OOO